جملہ حقوق محفوظ ہیں

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب لاجواب یعنی

سوانح عمری

رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مصنفہ

مولانا مولوی محمد صالح صاحب صوفی

باہتمام

ملک دین محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

سنہ ۱۳۴۳ ہجری

مالک

[illegible] محمدی سٹیم پریس بیرون لوہاری دروازہ [illegible]

(مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

حمد باری تعالیٰ

خدایا تیری حمد و ثناء اور یہ ہیچدان بریدہ زبان تو ہی فرماتا ہے

قُل لَّو کَانَ البَحرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّی لَنَفِدَ البَحرُ قَبلَ اَن تَنفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّی وَلَو جِئنَا بِمِثلِہٖ مَدَدًا (سورہ کہف)

یعنی کہدے کہ اگر دریا سیاہی ہوں میرے پروردگار کی باتیں لکھنے کو تو ضرور دریا ختم ہو جائیں۔ اس سے قبل تمام ہو جاویں میرے پروردگار کی باتیں اگرچہ ویسا ہی اور دریا ہم مدد کو لائیں ولنعم ما قیل۔

توان در بلاغت بسحبان رسید ۔ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

ایک سے بڑھ کر نبی اور ولی۔ غوث اور قطب۔ عالم اور دانا پیدا ہوئے۔ مگر تیری حمد و ثناء کے لق و دق صحرا کو طے نہ کر سکے

نعت سرورِ کائنات

بار خدایا تیرے اِس احسان کے قربان اور تیری اس بے بہا نعمت کے صدقے کہ تو نے اپنے فضل و انعام سے صاحب لولاک مسند نشین تخت لِی مَعَ اللّٰہِ معلم فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ گنجینۂ علوم عرفان باعث کُنْ فَکَانَ مورد الطاف وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی مقرب بارگاہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

خاکی و براوج عرش منزل اُمی و کتاب خانہ در دل

چابک قدم و بسیط افلاک والا گہر و محیط لولاک

مقصود تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مکرم بتکریم کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا موصوف بوصف وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ مخاطب بآیۃ یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ویٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قائم بمقام فَاَنْذِرْ محمود بہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کو ہمارا پیشوا اور رہنما بنا کر بھیجا جسکے علم و حکمت نے ہمکو قعرِ ضلالت سے نکال کر اوج ہدایت آن کی آن میں پہنچا دیا عبادات وہ سکھلائی کہ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ تعلیم ایسی دی

کہ جس سے رُوحانی زندگی پائی۔ حکمت وہ بتلائی کہ حکمائے زمانہ ششدر رہے۔ شفقت و مروت بھی ایسی کہ جسکی مثال دُنیا میں نہیں کیوں نہ ہو

نبی کے نور سے سب کچھ ہُوا زیر و زبر پیدا
کہیں جن و بشر پیدا کہیں شمس و قمر پیدا

وجودِ سَرورِ دیں سے وجودِ ملک ہستی ہے
محمدؐ سے ہُوئے ہیں بحر و بر اور خشک و تر پیدا

خدا کے بندے جتنے خاکسارانِ محمدؐ ہیں
وہ کر لیتے ہیں خاکستر سے گنجِ سیم و زر پیدا

نہ تھا پہلے نہ اب ہے اور نہ ہوگا حشر کے دن تک
جہاں میں ثانیٔ خیر البشر کوئی بشر پیدا

زمین و آسماں پر نورِ حق سے روشنی پھیلی
جب ایسا ہو گیا اوجِ شرافت پر قمر پیدا

بہ پروازِ محبت اُڑ کے جا پہنچوں مدینے تک
میرے اِس مُرغِ بے پر کے اگر ہوں بال و پر پیدا

غبارِ دیدۂ تاریک باطن جس سے جاتا ہے
بجز یثرب نہیں ہوتا ہے یہ کحل البصر پیدا

Marfat.com

کوئی پیدا نہ ہوتا عالمِ ایجاد میں سرور
نہ ہوتے سرزمیں پر سرورِ عالم اگر پیدا

تخلیقِ نورِ محمدیؐ

مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقام فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا

پہلے تمام شے کے خدا نے ظہور سے
پیدا نبی کا نور کیا اپنے نور سے

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپکے نور کو پیدا کیا۔ پھر اس نور سے تمام عالم کو جلوۂ ظہور میں لایا۔ آسمان۔ زمین۔ ستارے چاند۔ سورج۔ انبیاء اور اولیاء وغیرہ سب اُسی نور کے پرتو ہیں۔ چنانچہ امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ میں یہ حدیث صحیح لکھتے ہیں۔ کہ امام عبدالرزاق نے اپنی سند جابر بن عبداللہ رضؓ تک پہنچائی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا۔ اے پیغمبر خدا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھکو بتلائیے کہ وہ کونسی چیز ہے۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے بنایا۔ پھر وہ نور قدرت سے پھرنے لگا۔

جہاں اللہ نے چاہا۔ اس وقت نہ تختی تھی نہ قلم۔ نہ باغ نہ آگ نہ کوئی فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ سورج۔ نہ چاند۔ نہ جن اور نہ کوئی انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوق کو پیدا کرے۔ تو اس نور کے چار حصے کئے پہلے حصے سے قلم بنایا۔ دوسرے سے تختی تیسرے سے عرش کو۔ پھر چوتھے حصے کے چار حصے کئے پہلے سے عرش کے اٹھانیوالوں کو پیدا کیا۔ دوسرے سے کرسی کو تیسرے سے باقی فرشتوں کو۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ پہلے سے آسمانوں کو بنایا۔ دوسرے سے زمینوں کو تیسرے سے باغ اور آگ۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے پہلے سے ایمان والوں کی نگاہوں کا نور بنایا دوسرے سے انکے دلوں کا نور بنایا۔ اور یہ اللہ کی پہچان ہے تیسرے سے اُن کی زبانوں کا نور بنایا۔ اور وہی اللہ کا اکیلا جاننا ہے۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اپنے نور سے بنانیکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کا سایہ پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا نور جیسا تھا ویسا ہی رہا۔ اللہ تعالیٰ کا نور گھٹ نہیں گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کا نمونہ انسان میں بھی رکھا ہے۔ انسان کا سایہ اور عکس آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کا ایک بال بھی گھٹ نہیں جاتا

Marfat.com

پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کا پہلا سایہ ہے۔ یہ سایہ پہلے نہ تھا۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سایہ کو پیدا کیا۔ پھر اُسی سایہ یعنی (نور محمدیؐ) سے قلم۔ تختی۔ عرش اور کرسی وغیرہ کو پیدا کیا۔

طفیلِ سرورِ عالم ہُوا سارا جہاں پیدا
زمین و آسماں پیدا مکیں پیدا مکاں پیدا

نہ ہوتا گر فروغِ نورِ پاکِ رحمتِ عالم
نہ ہوتی خلقتِ آدم نہ گلزارِ جناں پیدا

شہِ لولاک کے باعث حبیبِ پاک کے باعث
جنابِ حقتعالیٰ نے کیے کون و مکاں پیدا

انہیں کے واسطے آدم انہیں کے واسطے حوا
انہیں کے واسطے کافی کئے سب انس و جاں پیدا

پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دُنیا میں اپنا ایک خلیفہ بنائے چنانچہ پہلے سیپارے میں ارشاد فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور زمین کو اُس سے آباد کرے اور نور محمدیؐ کی روشنی دُنیا میں پھیلائے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اور نور محمدیؐ کو انکی پیشانی میں رکھا۔ پھر وہ منتقل ہوکر شیث علیہ السلام کی پیشانی میں جا چمکا۔ پھر نوح علیہ السلام پھر ابراہیم علیہ السلام۔ پھر اسمٰعیل علیہ السلام وغیرہ اصلابِ طاہرہ اور ارحامِ طیبہ میں منتقل ہوتا ہُوا عبد المطلب کی پیشانی جو حضورؐ کے جدِ امجد ہیں۔ ہلال کی طرح گول درخشاں ہوا۔ انہیں کے وقت اصحابِ فیل کا واقعہ ہوا۔

Marfat.com

قصّہ اصحابِ فیل

نجاشی بادشاہ حبشہ کا ایک صوبہ تھا یمن میں ابرہہ وہ خانہ کعبہ کی طرف اہل یمن اور تمام خلقت کا رجوع دیکھ کر حسد کیا کرتا تھا۔ اس نے خانہ کعبہ کے مقابلے میں اپنے پایۂ تخت شہر صنعا میں نہایت خوشرنگ عالیشان مرصّع گرجا تیار کرا کر عام لوگوں سے اُسکا طواف کرانا چاہا۔ اہلِ مکّہ پر یہ اُسکی حرکت شاق گذری۔ ایک قریشی شخص رفتہ رفتہ ابرہہ سے رسوخ پیدا کر کے شب کے وقت اُس گرجا کو جگہ جگہ نجس بنا کر چلدیا۔ اہلِ مکّہ کا ایک قافلہ بھی اُن دنوں وہیں ٹھیرا ہُوا تھا۔ اتفاقاً آگ سلگائی اور چونکہ ہوا تیز چل رہی تھی۔ اُسکی لپیٹ نے کلیسیا کے بُتوں اور تمام جواہرات کو بھسم کر دیا۔ غرض نتیجہ یہ ہُوا کہ ابرہہ خانہ کعبہ گرا دینے کے ارادے سے لشکر چڑھا لایا۔ اہل مکہ نے ڈر کر پہاڑوں میں جائے پناہ لی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب مکہ معظمہ میں حیران و پریشان رہ گئے جسوقت ابرہہ کا لشکر مکہ معظمہ کے قریب آیا تو اسکے ہاتھیوں میں سے بڑا ہاتھی جسکا نام محمود تھا گھٹنے زمین پر ٹیک کر حرم کے ادب کی وجہ سے بیٹھ گیا غصہ کے ساتھ مار کر اُٹھایا گیا۔ ناگاہ جدّہ کی طرف سے ستّر چڑیاں جنکی چونچ اور دونوں پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں نمودار ہُوئیں۔

Marfat.com

وہ عذاب کی کنکریاں سارا لشکرِ اعداء تباہ کرنیکے بعد ایک عرصہ تک قریش کے پاس رہیں۔ اس واقعہ کے پچپن روز بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فیل میں مختصر طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ

شروع ساتھ نام اللہ کے جو نہایت مہربان رحم والا ہے تو نے دیکھا نہیں کیا برتاؤ کیا رب تیرے نے ہاتھی والوں

الْفِيْلِ ۞ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۞ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا

کے ساتھ کیا اُس نے انکا داؤ غلط نہیں کردیا اور اُن پر بھیجے پرندے

اَبَابِيْلَ ۞ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۞ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۞

غول غول جو اُن پر پھینکتے تھے پتھر کی کنکریاں تو انکو ایسا کر ڈالا جیسے بھوسہ کھایا ہوا

عبد المطلب کی پیشانی میں نور محمدیؐ کی چمک

حافظ ابوسعید نیشاپوری نے رابی بکر بن ابی مریم سے) اور انہوں نے سعید بن عمرو انصاری سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب عبد المطلب میں منتقل ہوا۔ اور وہ جوان ہو گئے۔ تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہوا

Marfat.com

ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بدن ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ کچھ معلوم نہیں۔ یہ کس نے کیا ہے۔ اُنکے والد اُنکا ہاتھ پکڑ کر کاہنانِ قریش کے پاس لیگئے اور تمام واقعہ بیان کیا اُنہوں نے جوابدیا کہ معلوم کرلو کہ اللہ تعالیٰ نے اِس نوجوان کو نکاح کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے اوّل قبیلہ سے نکاح کیا۔ اور انکی وفات کے بعد ایمنہ سے نکاح کیا۔ اور وہ عبداللہ آپکے والد ماجد سے حاملہ ہوگئیں۔ پھر وہ نور کی چمک جاتی رہی۔

عبدالمطلب کے بدن سے مُشک کی خوشبو آتی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک اُنکی پیشانی میں چمکتا تھا۔ جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شبیر کی طرف جاتے تھے۔ اور اُنکے ذریعہ سے حقتعالیٰ کے ساتھ تقرب ڈھونڈھتے اور بارش کی دُعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ببرکتِ نور محمدی کے بارانِ عظیم رحمت فرماتے (مواہب لدنیہ)

چاہِ زمزم اور عبداللہ کا ذبح ہونا

چاہ زمزم کی اصل تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ہے جبکہ اُنکی ماں ہاجرہؓ اور اُنکو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لق و دق جنگل میں جہاں آب و دانہ کا نام و نشان نہ تھا بحکم خدا چھوڑ گئے تھے۔ پانی ایک مشک اور تھوڑے

Marfat.com

چھوہارے دیئے گئے تھے۔ پانی کے ختم ہو جانیکے بعد جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بیقرار ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پر مارنے سے یہ پانی نکلا۔ اور حضرت ہاجرہ نے اسکو گھیر دیا۔ اور وہ کنوئیں کی صورت ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہاجرہؓ اس پانی کو نہ گھیر دیتیں تو تمام جہان اسکا پانی پیتا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے عہد میں ایک مدت تک کنواں رہا۔ پھر وہ مٹی وغیرہ سے بھر گیا تھا اور اسکی جگہ معلوم نہ تھی۔ عبدالمطلب نے خواب میں وہ جگہ دیکھ کے کھودنے کا ارادہ کیا۔ قریش مانع ہوئے اور لڑنے کو تیار ہوئے۔ عبدالمطلب کا کوئی معین و مددگار نہ تھا۔ انکی اولاد بھی ایسی نہ تھی۔ جو کام آئے۔ صرف ایک بیٹا انکے ہاں تھا۔ وہ عبدالمطلب قریش سے لڑے اور بفضلہ تعالیٰ غالب آئے اور چاہ زمزم کھودنا شروع کیا۔ قریش چاہ زمزم کے صاف کرنے سے اس واسطے مانع ہوئے۔ کہ مقام زمزم کے قریب دو بت اساف اور نائلہ رکھے ہوئے تھے ؛

غرض اس دن اولاد کے زیادہ نہ ہونیکے سبب عبدالمطلب کو رنج ہوا، تب انہوں نے نذر مانی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوں اور چاہ زمزم میں کھود کر نکال لوں۔ تو ایک بیٹے کو قربانی کروں۔ اللہ تعالےٰ نے عبدالمطلب کی یہ دعا قبول کی۔ اور دس بیٹے عطا کئے۔ پھر چاہ زمزم

Marfat.com

بھی کھودنے سے نکل آیا تب انہوں نے چاہا کہ ایک بیٹے کو قربانی کریں تعین کے لئے قرعہ ڈالا عبداللہ کا نام نکلا عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر قربانی کی جگہ لائے۔ اور چاہا کہ قربان کریں تمام قریش مانع ہوئے عبداللہ میں نور محمدی چمکتا تھا جس سے وہ بہت خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔ سب انہیں چاہتے تھے۔ حتیٰ کہ بھائی بھی نہیں چاہتے تھے کہ عبداللہ ذبح ہوں۔ آخر ردوکد کے بعد سجاح نامی کاہنہ کے پاس اس جھگڑے کو لیگئے۔ اُس نے کہا کہ تمہارے ہاں آدمی کی دیت دس اونٹ ہیں سو تم قرعہ اس طرح ڈالو کہ ایک طرف دس اونٹوں کا نام لکھو اور دوسری طرف عبداللہ کا نام۔ اگر اونٹوں کا نام نہ نکلے تو دس اونٹ اور بڑھاؤ۔ اگر پھر بھی نہ نکلے تو اور بڑھاتے جاؤ۔ یہانتک کہ اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا۔ ہر بار عبداللہ کا نام قرعہ میں نکلتا تھا۔ یہانتک کہ سو اونٹوں کی نوبت پہنچی۔ تب اونٹوں کا نام نکلا۔ پھر عبدالمطلب اونٹوں کو قربان کر کے نذر سے فارغ ہوئے۔

اِسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْن یعنی میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ ایک ذبیح سے آپکے جد امجد حضرت اسمٰعیلؑ مراد ہیں۔ اور دوسرے سے آپکے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب۔ ناظرین و شائقین کے توسیع خیالات کیلئے ذبیح اسمٰعیلؑ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مصنف

Marfat.com

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ذبح ہونیکا ذکر

ابراہیم علیہ السّلام کو خواب آیا کہ کوئی غیبی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے ابراہیمؑ اللہ کے نام پر اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کردو۔ جب آنکھیں کھلیں۔ تو طبیعت میں بہ اقتضائے بشریت گونہ پریشانی اور فکر کا اثر موجود پایا۔ یہ صبح آٹھویں ذی الحجہ کی صبح تھی اور شام تک قلب کا یہ حال رہا کہ ایک خیال جاتا اور دوسرا آتا تھا۔ کبھی وسوسہ ہوتا تھا۔ کہ یہ خواب کوئی شیطانی خیال ہے۔ اور کبھی خیال گذرتا تھا کہ منجانب اللہ رویائے صادقہ ہے جسکی تعمیل مجھے کرنی چاہیئے۔ چنانچہ تمام دن اسی شک کی حالتمیں گذر گیا اور کسی ایک خیال کو غلبہ نہ ہوا۔ اسلئے اس تاریخ کا نام یوم الترویہ (شک کا دن) ہے:۔

نویں ذی الحجہ کی شب تھی کہ پھر وہی خواب نظر آیا جس نے گذشتہ شب اضطراب میں ڈالا تھا جب صبح ہوئی تو ابراہیم علیہ السّلام کا وہ شک بالکل رفع ہو چکا تھا۔ اور اس دوسری خواب نے بتلا دیا تھا کہ وحی ربانی کو وسوسۂ شیطانی سمجھنا اللہ کے تابعدار بندے کی شان سے بعید ہے اسی وجہ سے اس دن کو عرفہ (علم وعرفان کا روز) کہتے ہیں:۔

یہ تمام دن فرمانِ خداوندی کی تعمیل کے اہتمام میں خرچ ہوا۔ اور دسویں

Marfat.com

کی شب میں تیسری بار پھر وہی خواب نظر آیا۔ اور اگلا روز جسکا نام یوم النحر (قربانی کا دن) ہے اسکے لئے تجویز ہوگیا۔ کہ آج پیارا بیٹا اسمٰعیل باپ کے ہاتھ سے اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔

عالم کو منور کرنیوالا آفتاب اُفق مشرق سے برآمد ہوا۔ اور سورج کی لمبی لمبی کرنیں عرب کے اونچے پہاڑ اور ٹیلوں سے ٹکرانے سے ٹکرانے لگیں حجازی ریگستان کے ذرّے اپنی چمک اور جھلک دکھلا چکے تھے کہ حضرت خلیل اللہؑ اس میدان میں آموجود ہوئے جہاں بارہ برس ہوئے اپنے شیر خوار بچّہ کو بیکس ماں کی گود کے گہوارے میں لیٹا ہوا چھوڑ گئے اور قدرے پانی کے ساتھ کچھ چھوہاروں کا توشہ دیکر رخصت ہوئے تھے۔

اسمٰعیل علیہ السّلام نے باپ کو دیکھا اور مراسم تعظیم ادا کئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے اسمٰعیل چھری اور رسّی لے آؤ۔ اور چلو جنگل سے لکڑیاں کاٹ لائیں۔ اسمٰعیل علیہ السلام فوراً گھر میں گئے اور تیز چھری اور لمبی رسّی لیکر باپ کے ہمراہ اُس جنگل کی جانب ہو لئے جو کوہ ثبیرہ کے شیب میں واقع ہے۔ وہاں پہنچ کر ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی سچی خواب کا ماجرا کہہ سنایا۔ اور فرمایا کہ اسمٰعیل اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے اور تم اپنی جان اللہ کے نام پر قربان کے لئے کہانتک تیار ہو۔

اسمٰعیل علیہ السلام نے گردن جھکالی اور عرض کیا کہ در کارِ خیر حاجت

Marfat.com

ہیچ استخارہ نیست۔ ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادہ سے ایسے امر میں جسکو حکم الٰہی سمجھ چکے تھے۔ مشورہ لینا ظاہر ہے۔ اس نیت سے نہ تھا کہ تعمیل حکم الٰہی میں پس و پیش تھا۔ بلکہ اس میں خاندان نبوت کے نونہال کی آزمائش مقصود تھی۔ کہ دیکھوں اسمٰعیل میرے کام میں مدد دینے کو کہاں تک آمادہ ہیں۔ چنانچہ آپکا خیال پورا ہوا۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے باپ کی زبان سے اپنے ذبح کئے جانیکا مشورہ سن کر سر تسلیم خم کیا۔ اور کہا کہ ابا جان جو کچھ آپکو حکم ہوا ہے اُسکی تعمیل جلد کیجئے انشاءاللہ تعالیٰ مجھ کو آپ متحمل اور صابر پائیں گے۔

ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان سے یہ کلمات سن کر نہایت خوش ہوئے۔ اور اپنے فرمانبردار لخت جگر کو اُس پتھر کے قریب لائے جو مٹی کی پہاڑی پر واقع ہے اور ابتک زیارتگاہ بنا ہوا ہے۔

عالمتاب آفتاب ایک نیزہ پر چڑھ چکا۔ اور ابراہیم علیہ السلام خوشی خوشی چھری کو پتھر پر رگڑ کر تیز کر رہے تھے۔ فرشتوں میں ایک کھلبلی پڑی ہوئی تھی اور ملاء اعلیٰ میں تحیر کا عالم۔ یہ ایسا عجیب منظر تھا جسکی کوئی مثال عالم میں ابتک نہ گذری تھی۔ نہ خلیل اللہ کے چہرہ پر کوئی پریشانی یا رنج کا اثر تھا۔ نہ اسمٰعیل علیہ السلام کی صورت پر مایوسی یا فکر کا کوئی نشان نظر آتا تھا۔ چھری تیز ہو چکی اور ابراہیم علیہ السلام نے

Marfat.com

جوان بیٹے کو ذبح ہونیوالی بکری کی طرح زمین پر لاڈالا غیبی مخلوق میں ایک کہرام مچگیا لیکن کس کی طاقت تھی کہ جبروتی بارگاہ میں سوال کر سکے کہ یہ جگر دوز سانحہ کس مصلحت سے ہو رہا ہے۔

ابراہیم علیہ السّلام پیارے بیٹے کو ذبح کیلئے لٹا چکے تو اسمٰعیل علیہ السّلام نے عرض کیا کہ ابا جان مناسب ہو گا کہ اپنے مقدس کپڑے سمیٹ کر اور مجھے رسّی سے باندھ کر ذبح فرمائیں کہ تڑپنے کی وجہ سے خون کی چھینٹیں آپکے کپڑوں پر نہ جائیں۔ اور چھُری کو خوب تیز کر کے یکبارگی سرعت کے ساتھ حلق پر چلائیں۔ تاکہ مجھ پر جان کا نکلنا سہل ہو۔ اور کام سے فارغ ہو کر میری مادر مشفقہ کے پاس جائیں تو میرا اسلام پہنچا دیں اور میرے بدن کا کرتہ اُنکے حوالے فرمائیں تاکہ اُنکو اپنے اکلوتے بیٹے کی مفارقت پر سکون کا سبب بنے۔ اور یادگار نشانی اُنکی تسلی کرتی رہے۔ یہ کلمات سُن کر ابراہیم علیہ السّلام نے صاحبزادے کے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کے حُکم کی تعمیل میں کیسا مددگار بیٹا ہُوا مسرُور ہو کر اپنا کام شروع کیا۔

خلیل اللہ کے قلب میں ایک قدرتی جوش تھا کہ نورِ نظر ذبح کرنیکے لئے حلق پر چھُری چلادی اور جب دو تین بار تیز کرنے پر بھی چھُری نے کام نہ دیا تو دوبارہ بیٹے نے درخواست کی کہ ابا جان

مجھ کو منہ کے بل لٹاکر ذبح کیجئے۔ تاکہ آپ ذبح ہوتے وقت مجھے نہ دیکھ سکیں اور میری نظر چھری پر نہ پڑے مبادا آپکے دل میں شفقت پدری محبت جوش کرے۔ اور میرے دل میں خوف یا پریشانی لاحق ہو۔ اور یہ ہر دو امر تعمیلِ حکم خداوندی کیلئے مانع اور ہماری پاک نیتوں میں تکدر پیدا کر دینے کا سبب ہو جائیں۔ چنانچہ خلیل اللہ نے ایسا ہی کیا۔ اور ہر دو شانے کے مابین کمر پر بیٹھ گئے اور ایک بلند آواز سے بسم اللہ کہکر تلوار جیسی تیز اور آبدار چھری اسمٰعیل علیہ السلام کی گدی پر چلادی ادھر گلستانِ نبوت کے باغبان نے باغ رسالت کے نازک پھول پر چھری چلائی اور اُدھر عالم قدسی میں ایک شور برپا ہوا جبرئیل امین بے اختیار پکار اُٹھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ جسکے جواب میں ذبح ہونیوالے اسمٰعیل نے بڑے جوش مسرت سے جوابدیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور حضرت خلیل اللہ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یہی مقدس اور پُرجوش کلمات کا مجموعہ سنت ابراہیمی ہو کر ابتک ہر سال کے یوم النحر یعنی عید قربانی کے دن بلکہ اِدھر اُدھر کے چار یوم ملا کر نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک ایام تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد پکارے جاتے ہیں۔

دیکھئے فرمانبردار لاڈلے لیکن بہادر بیٹے کی نازک طبیعت کو کس

قدرتی صبر نے ایسا سکون دے رکھا ہے کہ عجیب استقلال کے ساتھ سجدہ میں پڑا ہُوا گردن کٹوا رہا ہے۔ گویا ذبیح اللہ سمجھے ہُوئے ہیں کہ اس فنا ہونیوالی جان کا خالق کے نام پر قربان کرنا میری سعادتمندی اور فخر کا باعث ہے۔ جو دنیا میں حاصل ہونا خوش قسمتی پر دلالت کر رہا ہے اسلئے کوشش ہے کہ کہیں تیز چھُری جلد اپنا پُورا کام کرے اور خون بہنے کی سرسراہٹ جلد وہ نئی خوشی پیدا کرے جسکا گھنٹہ بھر سے انتظار ہو رہا ہے لیکن خدا جانے اس چھُری کو کیا ہوگیا۔ کہ خلیل اللہ کو دلی کوشش میں کامیاب نہیں ہونے دیتی کچھ ایسی کُندا ور بیکار ہوگئی ہے کہ ریشمی کھال بھی قطع نہیں کر سکتی۔

ابراہیم علیہ السلام نے جب چھُری کو گدّی پر رکھا اور بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہکر زور سے چلاّیا۔ تو غیب سے آواز آئی کہ بس بس اے ابراہیمؑ تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ اطاعت کا یہی منشاء ہے جو تم سے ظاہر ہُوا۔ اور فرمانبرداری اسی کا نام ہے۔ جو تم نے کر دکھائی۔

ابراہیم علیہ السلام اپنا کام پورا کر چکے تھے لیکن اللہ پاک کو جو صرف خلوص نیّت کا دیکھنے والا ہے یہ مقصود نہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی تیز کی ہُوئی چھُری سے اسمٰعیل علیہ السلام کا حلق کٹے۔ اسلئے آسمانی مخلوق کی وساطت سے ایک آن میں اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ایک مینڈھا ڈالا گیا۔ جو

Marfat.com

ذبیح اللہ کا فدیہ ہو کر خلیل اللہ کے ہاتھ سے ذبح ہوا۔ اور سنت ابراہیمی بنکر امت محمدیہ میں ہمیشہ کیلئے رائج و شائع ہوا۔ القصہ ابراہیمؑ اُٹھے اور فرحاں و شاداں بیٹے کا ہاتھ پکڑے واپس آئے۔ اب میں پھر اصلی قصہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

عبدالمطلب کی اولاد

عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں جنکے نام بتفصیل ذیل ہیں

بیٹے ابولہب[۱]۔ عباس[۲]۔ قثم[۳]۔ غیداق[۴]۔ یا غیداف۔ یا مخل۔ عبدالکعبہ[۵]۔ ابوطالب[۶]۔ ضرار[۷] یا ابوطائر۔ مقوم[۸]۔ حمزہ[۹]۔ عبداللہ[۱۰]۔ حرث[۱۱]۔ حجل[۱۲]۔ زبیر[۱۳]۔

بیٹیاں عاتکہ[۱]۔ صفیہ[۲]۔ بیضا[۳] یا ام حکیم۔ امیمہ[۴] یا عمیمہ۔ برہ[۵] یا بریہ۔ اروے[۶]

اِن میں سے تین بیٹے زبیر۔ ابوطالب۔ عبداللہ اور چار بیٹیاں امیمہ۔ برہ۔ بیضا۔ اروے ایک ہی بیوی فاطمہ کے بطن سے تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی کا نام ہے۔

عبدالمطلب کے بیٹوں کی اولاد

عبدالمطلب کے تیرہ بیٹوں کی اولاد بتفصیل ذیل ہے۔

(۱)۔ ابولہب کی اولاد۔ عتبہ۔ عتیبہ۔ خالد۔ ربیعہ۔

Marfat.com

(۲)- عباس کی - عبداللہ۔ فضل۔ کثیر۔ امینہ۔ صفیہ۔ ام حبیبہ
صبیح۔ مسہر۔ عبیداللہ۔ تمام حرث۔ قثم۔ معبد۔ عبدالرحمٰن۔

(۳)- ابوطالب کی اولاد۔ علی۔ طالب۔ عقیل۔ جعفر۔ ام ہانی۔ طلبون۔ حجانہ۔

(۴)- مقوم کی اولاد۔ ہندہ۔

(۵)- حمزہ کی اولاد۔ عمارہ۔ فاطمہ یا ام الہاد۔

(۶)- عبداللہ کی اولاد۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

(۷)- حجل کی اولاد۔ مرۃ۔

(۸)- زبیر کی اولاد۔ عبداللہ۔ ام الحکیم۔ ضباعہ۔ طاہر۔

اَکْرِمْ بِہٖ نَسَبًا طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ ۔۔۔ اَصْلًا وَّ فَرْعًا وَقَدْ سَادَتْ بِہِ الْبَشَرُ
مُطَھَّرٌ مِّنْ سِفَاحِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا ۔۔۔ یَشُوْبُہٗ قَطُّ لَا نُقْصٌ وَّلَا کَدَرُ
یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ ذَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

ولادت باسعادت

ملک عرب جہالت کی جس تاریکی میں پڑا ہوا تھا۔ اور اُسکی روحانی کھیتی جسطرح خشک پڑی تھی۔ اُسکا نقشہ مختصر طور پر یہ ہے کہ توحید باری کا نقشہ اُنکے صفحۂ دل سے بالکل مٹ گیا تھا۔ اور اُسکی بجائے طرح طرح کے فاسد عقائد اور بیہودہ توہمات اور باطل عبادتیں کا لنقش فی الحجر ہو ہی

Marfat.com

تھیں۔ آب رسالت کے مدت تک بند رہنے سے اُنکی رُوحانی زمین
اور اخلاقی کھیتی ایسی اُجاڑ پڑی تھی۔ کہ خدا پرستی اور حقوق شناسی کی نام
کو بھی نظر نہ آتی تھی۔ ایک آگ کا پروانہ تھا۔ تو دوسرا بتوں کا
دیوانہ۔ کوئی اجرام فلکیہ کی پرستش کرتا تھا۔ اور کوئی سکان فلک کو
بنات اللہ یعنی خدا کی بیٹیاں خیال کر کے اُنکی عبادت کرتا تھا۔
کوئی جھیلوں اور دریاؤں کی محبت میں غرقاب تھا۔ اور کوئی پتھروں
اور پہاڑوں سے سر ٹکراتا تھا۔ کوئی نیچر ہی کو خدا مانے ہُوئے تھا۔ اور
کوئی خالق نیچر سے ہی اصلاً بیخبر اور بالکل منکر تھا۔ غرض بیدینی کی جو رسم
متصور ہو سکے وہ سب ادا کرتے اور فواحش کی جو صورت وہم میں آسکے وہ
سب بجالاتے شب و روز منکرات میں بسر کرتے اور فرائض و حقوق الٰہیہ کی
ہرگز پروا نکرتے اُنکی اس بہائم سے بدتر اور انعام سے خراب تر حالت میں
رحمت رحمانی جوش زن ہُوئی۔ اور فیض ربانی اُنکے متوجہ حال ہُوا صبح صادق
روشن ہُوئی اور نیر اعظم کی آمد آمد لگی ابر رحمت چھایا اور مُبارک مہینے کی اُمیدیں ہُوئیں

حضور علیہ السلام کا نسب نامہ

صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اس طرح مرقوم
ہے کہ محمدؐ بیٹے عبد اللہ کے وہ عبد المطلب کے۔ وہ ہاشم کے وہ عبد مناف کے

Marfat.com

وہ قصی کے۔ وہ کلاب کے۔ وہ مرہ کے وہ کعب کے۔ وہ لوی کے۔ وہ غالب کے وہ فہر کے۔ وہ مالک کے۔ وہ کنانہ کے۔ وہ خزیمہ کے۔ وہ مدرکہ کے۔ وہ مضر کے۔ وہ نزار کے۔ وہ معد کے۔ وہ عدنان کے تھے۔ یہانتک تو تمام مؤرخین کا اتفاق ہے۔ اسکے بعد حضرت آدم علیہ السلام تک بہت اختلاف ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام۔ ادریس علیہ السلام اور شیث علیہ السلام وغیرہ انبیا آپ کے اجداد میں داخل ہیں ؂

حضور علیہ السلام کا خاندان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے اعلٰے اور چیدہ خاندان میں مبعوث ہوئے چنانچہ صحیح مسلم میں واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے کنانہ[1] کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چن لیا۔ اور قریش[2] کو کنانہ کی اولاد سے۔ اور ہاشم[3] کو قریش کی اولاد سے اور مجھکو ہاشم کی اولاد سے چن لیا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عرب کے بہترین خاندان اور شریف گھرانے میں پیدا ہوئے ؎

مَا فِيهِ إِلَّا هُمَامٌ قَدْ سَمَا عِظَمًا　　أَوْ سَيِّدٌ نَحْوَ فِعْلِ الْخَيْرِ مُبْتَدِرُ

[آپکے سلسلہ نسب ہی بڑے ہی بڑے ہیں جو عظمت میں عالیشان رکھتے ہیں] [یا ایسے سردار ہیں کہ محل خیر کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔]

[1] کنانہ علیہ السلام کی چودھویں پشت میں ہیں ۱۲ [2] قریش نضر بن کنانہ کا لقب ہے [3] ہاشم حضورؐ کے پردادا ہیں ۱۲

عبداللہ کا نکاح

عبداللہ چونکہ بچپن سے عالی ہمت دلیر اور شکار کے شوقین تھے۔ اسلئے وقت کا اکثر حصہ جنگل کی جھاڑیوں اور ریگستانی لق و دق میدانوں میں تنہا گذر جاتا تھا روضتہ الاحباب میں مروی ہے کہ ایکبار چند حاسد یہودیوں نے مشورہ کیا کہ جس طرح بن پڑے عبداللہ کو قتل کر ڈالو۔ اور بہتر ہو کہ عبداللہ کا خون کسی ریگستان میں اُس وقت بہایا جائے جبکہ وہ شکار کھیلنے تنہا کسی جنگل کو قطع کر رہے ہوں۔ تاکہ قاتل کا پتہ نہ چلنے پر قصاص کا کوئی مدعا علیہ نہ بن سکے چنانچہ عین اسوقت جبکہ عبداللہ تنہا جنگل میں شکار کھیل رہے تھے دفعتہً چند یہودی تلواریں لٹکائے ہوئے شکار گاہ میں آپہنچے۔ اتفاق سے وہب بن مناف بھی اس جنگل میں آئے ہوئے تھے۔ اُس نے آگے بڑھ کے اُن سے پوچھا کہ کہاں جاؤ گے اور کس کام کو آئے ہو۔ اُنھوں نے کہا عبداللہ کو مارنے آئے ہیں۔ بتلاؤ وہ کہاں ملیگا۔ وہب نے کہا کہ اسکا کیا گناہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ گناہ تو کچھ نہیں۔ لیکن اُنکی پشت سے ایسا فرزند پیدا ہوگا کہ اُسکا دین تمام دینوں کو موقوف کر دیگا۔ اسلئے ہمنے چاہا کہ عبداللہ کو مار ڈالیں تاکہ وہ شخص پیدا نہ ہو۔ تب وہب نے کہا تم سب کے سب بڑے بیوقوف اور احمق معلوم ہوتے ہو۔ اتنا نہیں جانتے کہ اگر اسکا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے

Marfat.com

توتم کس طرح مار سکو گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تو تم نے ناحق خون پر کمر باندھی ہے۔ اتنے ہی میں کیا دیکھتے ہیں کہ یکایک کئی سوار غیب سے ظاہر ہوئے اور اُن یہودیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہانتک کہ ایکدم سب کا صفایا کر دیا

وہب بن مناف یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھ کر گھر آئے اور اپنی بیوی سے یہ قصہ بیان کیا۔ اور یہ بھی کہدیا کہ میرے خیال میں پیاری بیٹی آمنہ کو عبداللہ سے بہتر شوہر نہیں مل سکتا اسلئے اگر عبد المطلب راضی ہو جائے تو میں بیشک عبداللہ کے ساتھ نکاح کر دونگا۔ آمنہ بنت وہب شرف حسب و نسب میں ممتاز تھی۔ فوراً ہی ایک عورت کی وساطت سے عبد المطلب کو آمنہ کے پیغام دینے کی بابت رائے دی گئی۔

عبد المطلب بھی آمنہ کے محمودہ خصائل اور شرافت و حسن و جمال کا شہرہ سُن چکے تھے اسلئے بلا تاخیر عبداللہ کے نکاح کا پیام وہب بن مناف کو دیدیا۔ اور جانبین سے بات پختہ ہونے پر ساعتِ سعید میں عبداللہ بن عبد المطلب کا آمنہ بنت وہب سے نکاح ہو گیا (رواہ حاکم)

مہتاب آمنہ تھیں تو عبداللہ آفتاب ۔۔۔ بیمثل وہ اگر تھیں تو یہ بھی تھے لاجواب
جوڑا عجیب حق نے بنایا تھا اِس لئے ۔۔۔ فرزند انکا ہوگا اک عالم کا انتخاب

اب اسکا بیان کرنا چنداں ضروری نہیں کہ ان عورتوں کا کیا حال ہوا جو عبداللہ کے وصال کی عرصہ سے خواہشمند تھیں اور جب نور محمدیؐ صلب

Marfat.com

عبداللہ سے منتقل ہو کر رحم آمنہ میں پہنچ گیا تو ان پر کیا گذری مؤرخین نے لکھا ہے کہ دوسو عورتیں اس رشک و افسوس میں دنیا سے انتقال کر گئیں منجملہ اُنکے ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ انوار محمدیہ میں مرقوم ہے کہ جب نور محمدی صلب عبداللہ سے منتقل ہو کر رحم آمنہ میں پہنچگیا تو اُن میں وہ نور ربانی جو اُنکی پیشانی میں چمکا کرتا تھا معدوم ہو گیا۔ اس حالت میں ایک دن وہ اُس یہودی کاہنہ سے کہیں جاتے ہوئے راستے میں ملاقی ہوئے۔ جو نکاح سے پیشتر عاشق و شیدا تھی۔ اُس نے آپکی طرف کچھ التفات نہ کیا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ اب تجھ میں وہ پہلی سی محبت و اُلفت نہیں رہی۔ اس کا کیا سبب ہے اس نے نہایت حسرت بھری نگاہ سے دیکھ کر کہا۔

گیا اے ماہِ تاباں تو کدھر تھا — وہ جلوہ اب نہیں جو پیشتر تھا
بتا وہ نورِ ربانی کہاں ہے — جو پیشانی میں تیرے جلوہ گر تھا
کہاں وہ چاند پہنچا جسکے غم میں — کتاں کی طرح چاک اپنا جگر تھا
نہ تھی کچھ وصل کی تیری تمنا — میرا دل مبتلا اُس نور پر تھا
مقدر میں تھا بی بی آمنہ کے — میری قسمت میں کب یہ گنج و زر تھا

عبث اس کاہنہ کا غم تھا بیدل
ہوا وہ حق کو جو مدِ نظر تھا

آپ کا شکمِ مادر میں آنا

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالۂ میلاد میں ارقام فرماتے ہیں کہ جب نور محمدی آمنہ خاتون میں آیا تو غیب سے ایک پکارنیوالا زمین و آسمان کی بزرگترین چیزوں کو یوں خطاب کرتا ہے۔ اے عرش! نور کے برقعے پہن لے۔ اے کرسی! فخر کی چادریں اوڑھ لے۔ اے حورو! دریچہ ہائے جنت میں آراستہ ہو بیٹھو۔ اے فرشتو! نور کے پٹکے باندھ لو اور عرش کے گرد کھڑے ہو جاؤ۔ اے داروغۂ بہشت جنتوں کے دروازے کھولدے۔ اے مالکِ دوزخ جہنم کے دروازے بند کردے کیونکہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماں کے شکم میں رونق افروز ہوئے ہیں۔

سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کا کوئی حمل نہیں دیکھا جو مجھ سے زیادہ سبک اور سہل ہو پھر فرماتی ہیں کہ جوں جوں ولادت کا زمانہ قریب آتا تھا۔ آثار سرور و فرحت زیادہ ہوتے تھے اور طبیعت کو شگفتگی اور تفریح ہوتی اور سب سے زیادہ میری عزت اور توقیر یہ تھی کہ ہر مہینے میں ایک ایک پیغمبر آکر مجھے خوشخبری سُناتے اور حضور کے طرح طرح کے فضائل و بزرگی کا بیان کرتے تھے۔ پھر فرماتی ہیں۔ کہ جب آپ حمل میں آئے تو انکو خواب میں بشارت دیگئی۔ کہ تم ان

Marfat.com

امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوں تو یوں
کہنا اُعیذہٗ بالواحدِ من شرِّ کُلِّ حاسدٍ اور اُنکا نام محمدؐ رکھنا
ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور کی ولادت کا وقت
قریب آیا تو آپکی والدہ ماجدہ کو غیب سے کوئی شخص کہتا تھا ؎

تیرے شکم میں نور رسالت پناہ ہے
سرتاج انبیا کا حبیب الٰہ ہے
اب مثل تیرے کون ہے عزّ و وقار میں
تو فخر روزگار ہوئی روزگار میں
اب عنقریب وقت ظہورِ رسُول ہے
اور تیری ذات مطلع نور رسُول ہے
ہنگام اب ظہور کا اُسکے قریب ہے
جو خاتم الرّسل ہے خدا کا حبیب ہے
ہے آج دن ظہور رسالت پناہ کا
ہر جا ہے شور اشھد ان لآ الٰہ کا

حضور کے والد عبداللہ کی وفات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بطن مادر میں ہی تھے کہ آپکے دادا عبدالمطلب نے آپکے والد عبداللہ کو بغرض تجارت ملک شام کی جانب روانہ کیا لیکن افسوس ہے کہ عبداللہ نے مدینہ طیبہ میں پہنچتے ہی پچیس برس اور کئی ماہ کی عین شباب خیز عمر میں انتقال کیا۔ اور اُس احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپکے ننھیال کے لوگ مدفون تھے۔ اور یوں آپ ہمیشہ کیلئے سایۂ عاطفت پدری سے محروم ہو گئے +
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے والد نے انتقال کیا۔ تو تمام فرشتوں نے بدرگاہ رب العلمین عرض کی کہ یا الٰہ العالمین تیرا حبیب یتیم ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے مقرب فرشتو میں خود اپنے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نگہبان اور مددگار رہوں۔ چنانچہ سورہ والضحیٰ میں ارشاد فرمایا اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَاٰوٰى

یعنی (اے محمدؐ) کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا پھر تجھے جگہ دی۔

تاریخ پیدائش

سب کا اتفاق ہے کہ یوم دوشنبہ (پیر) تھا۔ وقت بعض نے شب لکھا ہے بعض نے دن بعض طلوع فجر۔ مگر تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارھویں ماہ سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاوّل تھا سن سب کا اتفاق ہے کہ عام الفیل تھا یعنی جس سال اصحاب فیل ہلاک کئے گئے بقول بعض اس قصے سے پچاس دن یا بروایتے پچپن دن بعد ہوئے۔ مکان بعض کے نزدیک مکہ میں بعض کے نزدیک شعب میں بعض کے نزدیک ردم میں بعض کے نزدیک عسفان میں بعض کے نزدیک سرائے محمدؐ ابن یوسف نزار میں۔ (مواہب لدنیہ وغیرہ) خلاصہ یہ کہ حضور بارہ ربیع الاوّل مطابق ۲۹ر اگست ۵۷۰ء کو دوشنبہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے۔

Marfat.com

جمعہ یا کسی اور متبرک دن کو پیدا نہ ہونیکی حکمت

آپکے جمعہ کے دن یا ماہ رمضان یا کسی اور دن میں جو متبرک مشہور ہیں پیدا نہ ہونے میں یہ حکمت اور اسرار مخفی ہے کہ کوئی شخص یہ بات نہ کہنے پائے کہ آپکو دن اور مہینے سے یہ برکت حاصل ہوئی ہے۔ بلکہ آپ ایسے دن اور مہینے میں پیدا ہوئے۔ کہ اسکو آپکے سبب سے برکت حاصل ہوئی ہے۔ گویا ماہ ربیع الاول پیر کے دن کو آپکے سبب سے شرف عظیم حاصل ہوا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں ایک روایت لکھتے ہیں کہ علمائے محققین کے نزدیک اس رات کو جسکی صبح کو حضور پیدا ہوئے لیلۃ القدر سے زیادہ فضیلت ہے۔ کیونکہ لیلۃ القدر کی فضیلت تو نزول ملائکہ کے سبب سے ہے مگر شب ولادت میں حضور خود تشریف لائے۔ جو تمام ملائکہ اور جن و انس سے بڑھ کر ہیں ؎

محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

پیدائش کے وقت آپکا آلائش سے پاک ہونا

انوار محمدی میں ابن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپکے ساتھ آلائش نہ نکلی۔ جیسے اور

Marfat.com

بچوں کے ساتھ بوقت پیدائش نکلتی ہے۔

پیدائش کے وقت آپ کا اُمّتی اُمّتی کہنا

مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقام فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اُسی وقت آپ نے سجدہ کیا۔ اور آہستہ آہستہ فرمایا یَارَبِّ اغْفِرْ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ علاوہ ازیں آپ جنت سے غسل یافتہ پیدا ہوئے:۔

مسلمانو! واقعی خوش ہونیکا مقام ہے اور تصدیق ہو جانیکی جگہ ہے کہ ہمکو ایسا رفیق رحیم و کریم اور شفیق رسول ملا ہے۔ جس نے آتے ہی ہماری بخشش کی فکر فرمائی ؎

ایسے رسول پاک ہمیں پیشوا ملے
ہم سے خطا شعاروں کو یہ مقتدا ملے

تھی رات دن جس کو اُمت کی گفتگو
اور ہم سیاہ کاروں کی بخشش کی جستجو

کرتے تھے روز و شب یہی خالق سے التجا
یا غافر الذنوبؐ و یا سامع الدعا

محشر میں جبکہ جمع ہو سب خلق اے الٰہ
اپنے عذاب سے میری اُمت کو دے پناہ

ایمان پہ ہووے خاتمہ اُن سب کا اے کریم
چھوٹے نہ اُن سے حشر تلک راہ مستقیم

دُنیا میں سب عذابوں سے اُنکو ملے اماں
عقبیٰ میں اپنے فضل سے دے گلشن جناں

Marfat.com

آپ کا پیدائشی ختنہ کیا ہوا اور ناف کٹا ہوا پیدا ہونا

طبرانی اور ابونعیم کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے اور کسی نے آپکی شرمگاہ کو بھی نہیں دیکھا ہے

برہنہ نہ ہوتا بدن آپکا ‏ جو ہوتا تو دیتے فرشتے چھپا
جھلاتے تھے جھولا فرشتے مدام ‏ کیا کرتا تھا چاند اُن سے کلام
جدھر کو اشارہ تھے کرتے نبیؐ ‏ اُسی طرف کو چاند جھکتا تبھی

بوقتِ ولادت حضورؐ عجائبات وخوارِق کا ظہور

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو بہت سے عجائبات اور خوارقِ عادات ظہور میں آئے منجملہ انکے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) عطاء اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آمنہ بنت وہب کہتی ہیں کہ جب آپ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپکے ساتھ ایک نور نکلا جسکے سبب سے مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا (مواہب لدنیہ)

(۲) فاطمہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپکی

Marfat.com

ولادت کا وقت آیا تو آپکے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے ہیں کہ مجھکو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑینگے (مواہب لدنیہ)

(۳) مواہب لدنیہ میں مروی ہے کہ آپکی ولادت کے وقت کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ گیا۔ اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ بحیرۂ طبریہ دفعتاً خشک ہو گیا۔ اور فارس کا آتشکدہ بجھ گیا۔ جو ایکہزار برس سے برابر روشن تھا

(۴) سیرت واقدی اور مواہب لدنیہ میں مروی ہے کہ آپ نے ولادت کے وقت کلام فرمایا۔

حضور کی شیرخوارگی

شیخ عبدالحق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں ارقام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کا دودھ صرف سات یا نو روز تک پیا۔ پھر ثویبہ نے آٹھ دن تک پلایا۔ یہ ثویبہ وہی ہے جس نے حضور کے پیدا ہونیکی بشارت آپکے چچا ابولہب کو سنائی تھی۔ کہ تیرے بھائی عبداللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے اسی وقت اسکو اِس بشارت کے صلہ میں آزاد کر کے کہا کہ تو جا کر اُس نومولود کو دودھ پلا۔ ثویبہ ہی نے آپکے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ گویا وہ بھی آپکے رضاعی بھائی ہوئے۔

Marfat.com

مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابولہب کو اُسکے مرنیکے بعد خواب میں دیکھا۔ اور اس سے حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں مگر ہاں پیر کی رات کو عذاب میں قدرے تخفیف ہو جاتی ہے (یعنی شہادت اور وسطی اُنگلیوں کے درمیان سے کچھ پانی چُوسنے کو ملجاتا ہے۔ جسکے باعث عذاب میں قدرے تخفیف ہوتی ہے) ان اُنگلیوں کے اشارے سے میں نے اپنی لونڈی ثویبہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پہنچانے کے سبب اُنکے دُودھ پلانیکے واسطے آزاد کیا تھا۔ (ما ثبت بالسنۃ)

مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے مولود کرنیکی سند ملتی ہے۔ منکرین اس روایت صحیحہ پر غور کریں ۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ابولہب جیسے کافر کو جسکی مذمت میں قرآن شریف کی متعدد آیات نازل ہوئیں جہنم میں اس بات کا معاوضہ دیا گیا۔ تو بھلا مسلمان مولود خوانوں کو بہشت میں کیا کیا نعمتیں عطا ہونگی ۔

بعد ازاں خولہ بنت المنذر نے اور پھر حلیمہ کے علاوہ ایک دوسری عورت نے جو قبیلہ بنی سعد میں سے تھیں۔ اور اسکے بعد تین اور عورتوں نے

آپکو دُودھ پلایا۔ غرض جب آپکی عمر قریباً ایک ماہ کی تھی۔ تو آپ دائی حلیمہ کی تحویل میں گئے ؛

حلیمہ سعدیّہ

ثوبیہ کے بعد حلیمہ سعدیہؓ نے آپکو دودھ پلایا۔ قریش کا دستور تھا کہ لڑکوں کو دُودھ پلانے والیوں کو اُجرت دیدیا کرتے تھے۔ وہ اپنے گھر میں لیجا کے دُودھ پلایا کرتی تھیں۔ اور بعد ختم ایّام رضاعت کے اُنکے پاس واپس پہنچا دیتی تھیں ؛

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے تو ان دنوں بھی حسب دستور بہت سی دُودھ پلانیوالی عورتیں مکہ کی طرف آئیں جن میں حلیمہ سعدیہؓ بھی تھی حلیمہؓ فرماتی ہیں چونکہ میری سواری نہایت دُبلی پتلی تھی۔ اِس لئے سب کے بعد پہنچی۔ مجھ سے پہلے ہی سب عورتوں نے قریش کے سرداروں اور مالداروں کے بچے لے لئے ؛

حلیمہؓ کو معلوم ہوا کہ سردار مکہ عبدالمطلب کے پوتے محمدؐ بن عبداللہ کو بھی دائیہ کی ضرورت ہے لیکن بچہ یتیم ہے۔ اور باپ کا سایہ سر سے اُٹھے ہوئے کئی مہینے ہو چکے ہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی پتہ لگا کہ کوئی دایہ ایسی نہ تھی جس کے آپ پیش نہ کئے گئے ہوں مگر آپکی یتیمی کے سبب کسی نے آپکو

قبول نہیں کیا۔ حلیمہ حیران تھیں کہ کیا کروں۔ خالی ہاتھ واپس ہونیکی ہمت بھی نہیں ہے۔ نہ ہی یتیم بچہ کو لینے کی رغبت ہے۔ مگر اُسے کیا خبر تھی۔ کہ سلطنت دُنیا کو حقیر بنا دینے والی نعمت اور ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات کا بھرپور خزانہ کاتبِ ازل نے انکی تقدیر میں ہی لکھا ہے جسکو بادلِ ناخواستہ بھی اُنہیں منظور کرنا پڑیگا۔ اسلئے حلیمہ نے اپنے شوہر سے مشورہ لیا اور آخر کار کچھ پس و پیش کے بعد آمنہ کے گھر روانہ ہوئیں۔ یہاں آکر دیکھا کہ یتیم بچہ خوابِ استراحت میں ہے۔ اور چمکدار پیشانی سے ایسا نور جلوہ گر ہے۔ جو ہر واقف ناواقف کے دل میں آپکی محبت پیدا کرتا ہے آپکے خداداد حُسن نے حلیمہؓ کو بھی متحیر بنا دیا۔ اور بے اختیار اُنہوں نے نہایت محبت کے ساتھ آپکو گود اُٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور داہنی چھاتی آپکے مُنہ مبارک میں دی آپنے دُودھ پیا۔ پھر حلیمہ نے چاہا کہ بائیں چھاتی منہ میں دوں۔ اُسکو آپنے مُنہ میں نہ لیا۔ گویا بائیں چھاتی اپنے رضاعی بھائی حلیمہؓ کے بیٹے کے واسطے چھوڑ دی۔ سبحان اللہ انصاف اسی کا نام ہے! اللہ تعالےٰ نے آپکو بچپن میں ہی ایسا عادل اور منصف بنایا تھا کہ جسکی نظیر دُنیا میں نہیں ملتی۔ غرض آپ ہمیشہ داہنی چھاتی کا دُودھ پیتے رہے۔

حلیمہؓ تین دن تک تو مکہ میں رہی۔ بعدہٗ آمنہ خاتون کی اجازت لیکر وہاں سے رخصت ہوئیں حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہمارا قافلہ مکہ سے روانہ

Marfat.com

ہُوا تو میں بھی حضور کو اپنی سواری پر آگے بٹھلا کر چل پڑی۔ یہی وہ سواری تھی۔ جو آج سے چند روز پہلے چابک کھاتی اور مار مار کر ہنکائی جاتی تھی۔ اور آج اُسکی صبا رفتاری کا یہ عالم تھا کہ لوگ پیچھے چیخ رہے ہیں۔ کہ حلیمہ ذرا آہستہ چلو آہستہ چلو۔ اور یہ ٹھیرنا نہیں جانتی لیکن اس وقت تو وہ نبی کی سواری بنی ہُوئی تھی اور کسی دوسرے ہی سہارے پر جا رہی تھی۔ انسان سے کب رُک سکتی۔ غرض حلیمہؓ اپنے قبیلہ کی تمام بدوی عورتوں سے پہلے اپنی جائے سکونت میں پہنچ گئیں*

اِنہیں دنوں میں وہ قحط بھی رفع ہو گیا جس نے عورتوں کو اپنے پیارے بچّوں کے کھانے تک کو مجبور کر دیا تھا حلیمہؓ کے مال اور مواشی میں وہ برکت ہوئی کہ تمام قبیلہ حیران تھا۔ ہر صاحبِ مواشی اپنے چرواہے کو تاکید کیا کرتا تھا۔ کہ اُسی جنگل میں چراؤ جس میں حلیمہؓ کی بکریاں چرتی ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ صبح کو خالی پیٹ جاتیں اور شام کو پیٹ بھری دُودھ سے لبریز ہو کر واپس آتی ہیں*

جسجگہ جاوے نبی کیونکر نحوست آوے ۔۔۔ چاند کے سامنے کیا تاب کہ ظلمت آوے
رحمت عالم کا کیا حق نے نبی کو اپنے ۔۔۔ رحمت آوے تو وہاں کیوں نہ فراغت آوے
ابر رحمت کا جہاں برسے وہاں کیوں نہ زمین ۔۔۔ ہووے سرسبز درختوں کی طراوت آوے
جسکے دلمیں ہو پیغمبرؐ کی محبت کا نشاں ۔۔۔ پھر تو کیا تاب کے اُس دلمیں شقاوت آوے

Marfat.com

ذکر ہو رحمتِ عالم کا جہاں جس گھر میں مشکل آسان ہو اللہ کی رحمت آوے

حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور کے باعث میرے گھر میں یہ بھی برکت تھی کہ جب سے آپ کے قدم مبارک میرے گھر میں آئے۔ مجھے چراغ کی حاجت کسی رات کو نہ ہوئی تھی۔ تمام مکان آپکے چہرے کے نور سے ہمیشہ روشن درخشاں رہتا تھا۔ جب مجھے اندر جانے کی ضرورت ہوتی تو اندھیری کوٹھری آپکے چہرے کے نور سے روشن ہو جاتی۔ اور جو چیز مجھکو درکار ہوتی بے تکلف اس روشنی میں سے لے لیتی تھی +

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نشوونما دوسرے بچوں کی طرح نہ تھا بلکہ جو بالیدگی اطفال کو ایک برس میں ہوتی تھی۔ اُس قدر آپکو ایک دن میں ہوتی تھی۔ آپ دوسرے مہینے اشارہ کرنے اور تیسرے مہینے گھٹنوں چلنے لگے۔ چوتھے مہینے اُٹھ کر اپنے پاؤں سے کھڑے ہوئے اور پانچویں مہینے ہاتھ دیوار پر ٹیک کر ایک دو قدم چل لیتے تھے۔ چھٹے اور ساتویں مہینے تیز رفتاری بھی پیدا ہو گئی۔ آٹھویں مہینے دوڑنے لگے۔ نویں مہینے استعداد گفتار پیدا ہو گئی۔ دسویں مہینے فصیح اور دل آویز گفتگو کرنے لگے۔ گیارھویں مہینے باتوں کا دانشمندانہ جواب دینے اور تیر و کمان لیکر جنگل میں بچوں کے ساتھ جانے لگے +

جسوقت سے آپ میں طاقتِ گفتار پیدا ہوئی کوئی چیز آپ نے بسم اللہ

Marfat.com

کہے بغیر ہاتھ میں نہ لی۔ آپکو کبھی بستر پر بول و براز کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ کبھی بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہوئے۔

ابن سعد اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ حلیمہؓ آپکو کہیں دُور نہ جانے دیا کرتیں۔ ایکبار اُنکو کچھ خبر نہ ہوئی۔ آپ اپنی رضاعی بہن کے ساتھ عین دوپہر کے وقت چراگاہ کی طرف چلے گئے۔ حلیمہؓ آپکی تلاش میں نکلیں۔ یہانتک کہ آپکو بہن کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں کہ اس گرمی میں انکو لائی ہو۔ بہن نے کہا کہ امّاں جان میرے بھائی کو گرمی نہیں لگی۔ کیونکہ میں نے بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ کئے ہوئے دیکھا۔ جب آپ بھی ٹھہر جاتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا۔ جب یہ چلنے لگتے تو وہ بھی چلنے لگتا (مواہب لدنیہ)

شقِ صدر

تیسرے برس آپنے درخواست کی کہ امّاں جان مجھ کو بھی اجازت دیجئے کہ میں بھی اپنے بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل جایا کروں۔ حلیمہؓ نے آپکی دلشکنی کے اندیشہ سے انکار نہ کیا۔ اور اجازت دیدی۔ صبح کو آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں موقع پاکر فرشتوں نے آپکو زمین پر لٹایا۔ جبریل علیہ السلام نے سینہ مبارک کو

Marfat.com

ناف تک چاک کیا اور دِل مُبارک کو نکال کر دھویا۔ اور سکینہ سے پُر کیا پھر انکے دل میں ۔۔۔ معرفت و نبوت کا نور بھر کر اپنی جگہ رکھدیا۔ اور سینہ برابر کر کے ٹانکے لگا دیئے ؛

یہ کیفیت دیکھ کر حلیمہؓ کا لڑکا لرزتا کانپتا اور دَوڑتا ہانپتا ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اماں جان دَوڑو۔ دیکھو۔ ہمارے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا۔ اور شکم چاک کیا۔ میں اسی حال میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ ہم دونوں گھبرائے ہُوئے پہنچے تو دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں مگر رنگ خوف سے متغیر ہے۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا ہُوا۔ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے۔ اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اُس میں سے کچھ ڈھونڈھ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا ؛

ہم آپکو اپنے ڈیرے پر لائے اور شوہر نے کہا حلیمہؓ اِس لڑکے کو آسیب کا اثر ہُوا ہے قبل اسکے کہ اسکا زیادہ ظہور ہو۔ انکے گھر پہنچا آ۔ میں حضورؐ کی والدہ کے پاس لیکر گئی۔ کہنے لگی کہ تُو تو اسکا چاہتی تھی۔ پھر کیوں لے آئی۔ میں نے کہا۔ اب خدا کے فضل سے ہوشیار ہو گئے۔ اور میں اپنی خدمت کر چکی۔ خدا جانے کیا اتفاق ہوتا۔ اس لئے لائی ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ یہ بات نہیں۔ سچ بتلا میں نے سب قصہ بیان کیا۔ کہنے لگے تجھکو ان پر شیطان کے اثر کا اندیشہ ہُوا میں نے کہا۔ ہاں۔ کہنے لگیں ہرگز

نہیں۔ واللہ شیطان کا اِن پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے۔ پھر انہوں نے بعض حالات حمل و ولادت کے بیان کئے اچھا انکو چھوڑ دو اور خیریت سے جاؤ۔ مروی ہے کہ بعد میں پھر آکر آنحضرت کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی۔

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ شق صدر چار پانچ بار واقع ہوا۔

اوّل۔ جب آپ حلیمہ کے گھر تھے۔ جیسا کہ گذرا۔

دوم۔ قرب زمانہ جوانی میں جب آپ دس برس کے ہوئے صحرا میں ہوا۔

سوم۔ قبل نزول وحی کے بماہ رمضان غار حرا میں ہوا۔

چہارم۔ شب معراج میں ہوا۔

پہلی بار شق کرنا اس لئے تھا کہ آپکے دل سے حُبّ لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے نکال ڈالیں۔ دوسری بار اس لئے ہوا کہ جوانی میں آپکے دل میں رغبت ایسے کاموں کی نہ رہے جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہے۔ تیسری بار اس لئے ہوا کہ آپکے دل کو وحی کے تحمل کی قوت ہو جائے۔ چوتھی بار اس لئے ہوا کہ آپکے دل کو عالم ملکوت اور عالم لاہوت کے مشاہدہ کی طاقت ہو جائے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

Marfat.com

آپکی والدہ ماجدہ اور دادا کی وفات

سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ جب آپ چھ برس کے ہُوئے تو آپکی والدہ ماجدہ آپکو لیکر مدینہ منورہ میں اپنے اقارب سے ملنے گئی تھیں۔ مکہ معظمہ کو واپس آتے ہُوئے مکہ اور مدینہ کے درمیان موضع ابواء میں وفات پائی۔ پھر آپ اپنے دادا عبد المطلب کی پرورش میں رہے۔ جب آٹھ برس کے ہُوئے تو عبد المطلب کی بھی وفات ہُوئی ۔

حالتِ یتیمی

ناظرین! غور کرنیکا مقام ہے کہ ایک یتیم بچہ جسکے سر پر مہربان باپ کا دستِ شفقت نہیں پھرا۔ اور نہ ہی اُس نے اُسکے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ اور جو پیدا ہوتے ہی برابر پانچ سال تک ایک دیہاتی عورت کی پرورش میں رہے۔ اور پھر اُس یتیمی کی حالت میں صرف ایکسال کے لئے اپنی اور اپنی مادرِ مہربان کی نظر کو ٹھنڈا کر کے چھ سال کی عمر میں بے باپ ہونیکے بعد بے مادر بھی ہو گیا۔ اور جس کے مبارک سر سے آٹھ سال کی عمر میں جدی ظل بھی زائل ہو گیا۔ وہ علم حاصل کرنیکے لئے کہاں جائے۔ اور ادب سیکھنے کے لئے کِس کی طرف نظر اُٹھائے۔ باپ نہیں کہ سایۂ

Marfat.com

شفقت میں رکھ کر کسی معلم کے سپرد کرے۔ اور ضرورت کا متکفل ہو کر آداب اور زمانہ کے نشیب و فراز سمجھائے۔ اگر عنایت ایزدی خاص طور پر اُسکی متکفل نہیں ہوئی۔ اور تربیت ربّانی نے اُسکے اخلاق و عادات کو نہیں سنوارا۔ اور تعلیم رحمانی نے اُسکے مُبارک سینہ کو نورِ علم سے منوّر کر کے گنجینۂ معرفت نہیں بنایا۔ تو ایسی بے بسی اور کس مپرسی کیحالت میں جب قوم بحرِ جہالت میں غرقاب اور آتش فواحش میں بیتاب ہے، اور ملک میں چاروں طرف سے بیدینی اور بدچلنی اور بدمعاشی کا بازار گرم ہے اور ہر شخص اپنے لئے ایک علیحدہ خدا بنائے بیٹھا ہے پھر وہ کون ہے جس نے اُنکو ایسی توحید سکھلائی کہ اُس سے خالق و مخلوق میں ایسا بیّن فرق ہو گیا کہ عابدانِ اصنام مخلصانِ درگاہِ ربّانام ہو گئے۔ اور کس نے اُنکو سچّی عبادت کے ایسے طریق بتلائے۔ جن سے لہو و لعب کی جوری اور عیّاشی اور خوشباشی کی مخمور قوم عبادت الٰہیہ کے حظ اور مناجات باری کے سرور میں سوتے جاگتے اور اُٹھتے بیٹھتے اللہ اکبرُ اور سُبحان اللہ کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ اور مدتوں کی متکبر گردنیں اپنے آپکو نہایت ذلیل اور حقیر شمار کر کے اپنے سچّے مولے کے سامنے نہایت عجز و نیاز کے ساتھ جھکی ہوئی ہیں۔ اور زمانہ کی بگڑی ہوئی آہن صفت طبیعتیں آتشِ عرفان سے پانی پانی ہو رہے ہیں۔ اور کون ہے وہ جس نے اِس کو

Marfat.com

ایسے آئین کی رہنمائی کی جس سے اُس نے صدیوں آزاد اور غیر مغلوب قوم کو فرمانبرداری کا خوگر کر دیا۔ اور حق شناسی کی ایسی عادت ڈال دی۔ کہ ہمسایوں کی رعایت یتیموں کی کفالت مصیبت زدوں کی اعانت اِنکا شعار کر دیا۔ اور وہ کونسا ایسا مقنّن تھا جس نے اسکو ایسی تدابیر کی ہدایت کی جس سے عرب کے ناواقف کو کسرےٰ وقیصر کے خزانوں کا مالک کر کے فاتح دنیا بنا دیا۔ خدا کے لئے ذرا اِنصاف سے اس امر پر غور کریں اور خدا لگتی کہیں۔

کفالت ابُوطالب و سفرِ تجارت

عبد المطلب کی موت پر آپکو سخت رنج ہُوا لیکن شفیق دادا اپنے بیٹے ابوطالب کو اپنا نعم البدل مقرر کر گیا۔ ابوطالب نے گو وہ ایسا خوشحال نہیں تھا مگر باپ کی وصیت کے مطابق آپکی پرورش میں حتی الوسع کوئی کوتاہی نہ کی۔ اور بڑی محبت سے کفالت کو نبھایا ابوطالب نے تجارت کیلئے سفر شام کا قصد کیا۔ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو آپ محبت سے مہربان چچا کو چمٹ گئے۔ ابوطالب غلبہ محبت سے آپکو ساتھ لیجانے پر مجبور ہو گئے۔ اسوقت آپکی عمر بارہ ۱۲ برس کی تھی۔ قیافہ دانوں کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ ہر شخص کے گواہ اور اُس کی

Marfat.com

فطرت کی صفائی کے شاہد اُسکے چہرے پر ہر وقت قائم ہوتے ہیں پس راستے میں بحیرا راہب جو توریت کا عالم تھا۔ اور بنی آخر الزمان کے حُلیہ اور علامات سے واقف تھا۔ آپکو اُن صاحب علامات کا صاحب اور بنی آخر الزمان کے ممتاز لقب کا سچّا مصداق جان کر ابو طالب کو نصیحت کے طور پر کہا کہ اس لڑکے میں نبوت کے آثار نظر آتے ہیں آپ نے شام کے سفر کا ارادہ کیا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ یہیں سے واپس پھر جائیں۔ ورنہ شام کے یہودی اسکی جان کے دشمن ہو جائینگے۔ ابو طالب نے بحیرا راہب کی اس نصیحت کو سُن کر خوب جانچا۔ علاوہ ازیں وہ خود راستے میں کئی امور مشاہدہ کر چکے تھے اسلئے واپسی کی ٹھان لی۔ چنانچہ معمول سے زیادہ نفع اور برکت کے ساتھ واپس ہوئے ۔

نکاح خدیجۃ الکبریٰ

جب آپ پچیس سال کے ہوئے تو خدیجہ بنت خویلد نے جو قریش میں ایک مالدار بی بی تھیں۔ اور تاجروں کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں۔ آپکے صدق و امانت حسن معاملہ و اخلاق کی خبر سُن کر آپسے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لیجائیے۔ اور میرا غلام میسرہ آپکے ساتھ جائیگا۔ آپ نے قبول فرمایا یہانتک

Marfat.com

کہ آپ شام میں پہنچے اور کسی موقع پر آپ ایک درخت کے نیچے اُترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا۔ اُس راہب نے آپکو دیکھا اور میسرہ سے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے میسرہ نے کہا۔ کہ قریش اہلِ حرم میں سے ایک شخص ہیں۔ راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہیں اُترا۔ آپ شام سے نفع لیکر واپس ہوئے۔ میسرہ نے دیکھا کہ جب دُھوپ تیز ہوتی تھی تو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو خدیجہ کو اُنکا مال سپرد کیا۔ اُس نے جب حساب کتاب کیا تو دُگنا نفع ہُوا۔ میسرہ نے اُن سے اُس راہب کا قول اور فرشتوں کے سایہ کرنیکا قصّہ بیان کیا۔ خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل سے ذکر کیا جو اُنکا چچازاد بھائی اور عیسائی مذہب کا بڑا جیّد عالم تھا۔ ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہؓ اگر یہ بات صحیح ہے تو محمدؐ اس اُمت کے نبی ہیں۔ اور مجھکو کتب سماویہ سے معلوم ہے کہ اس اُمت میں ایک نبی ہونیوالا ہے۔ اُس کا یہی زمانہ ہے۔ خدیجہؓ بڑی عقلمند تھی۔ یہ سُن کر اُس نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپکی قرابت اور اشرف القوم امین۔ خوشخو اور صادق القول ہونیکے سبب آپسے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے اپنے اقارب سے ذکر کیا اُنہوں نے بطیب خاطر منظور کیا۔ تاریخ مقررہ پر بزرگانِ قوم جمع ہُوئے۔ اور آپکے چچا ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ غرض بعد ایجاب و

قبول کے رسُومِ شادی ادا ہُوئیں اور مجلس برخاست ہُوئی ؛

حضرات خیال فرمائیں کہ ایسا شریف النسب کامل انسان اور ایسا خصائلِ حمیدہ سے آراستہ پچیس سالہ نوجوان چالیس سالہ بیوہ کو نکاح میں لاتا ہے۔ اور اس سے ذرہ بھر بھی تو نہیں کنیاتا۔ آہ کہاں ہیں مُلک کے وہ مہذب اشخاص۔ جو انسان کی عیاشی اور مجنونانہ جوش والی عمر پر نظر کر کے اِس پاک زندگی کی قدر کریں۔ اور کہاں ہیں اصحاب رائے زرین جو ایسے نوجوان کی حالت کو جِس نے تعلیم حاصل کرنیکے لئے کسی کے سامنے زانو خم نہیں کئے اور تہذیب اخلاق کیلئے کسی لائق اتالیق کے سامنے عادات کو نہیں سنوارا۔ زیر نظر رکھ کر اس حیاتِ طیبہ پر انصاف کی رائے لگائیں۔ افسوس صد افسوس۔ ناقدر شناس زبانی جمع خرچ کرنیوالے اور ظلمتِ جہل میں ٹٹولنے والے مُصنفین پر جو اس پاک اور بے لوث زندگی کی طرف انگشتِ اعتراض بڑھا کر انصاف کا خون کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنکو عقل سلیم عطا فرمائے۔ تا کہ وہ حق اور باطل میں صحیح موازنہ کرسکیں ؛

خانہ کعبہ کی تعمیر

بیت اللہ جو روئے زمین کے تمام مُسلمانوں کا معبد ہے۔ دُنیا کا پہلا گھر ہے جسکو پہلے پہل حضرت آدم علیہ السّلام نے یاقوت سُرخ سے

تعمیر کیا۔ جب نوح علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں اُنکی بد دعائے عام طوفان آیا تو اُسوقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ آسمان پر اُٹھا لیا جائے۔ اسکے بعد جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ بیت اللہ کی بُنیادوں پر مٹی جمتے جمتے سطح زمین کو اتنا اونچا کر دیا کہ کوئی صورت اصل بنیاد کی معلوم ہونے کی نہیں رہی ✦

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہُوا کہ جس بے آب و گیاہ میدان میں تم اسمٰعیل اور ہاجرہ کو چھوڑ آئے تھے۔ وہاں جاؤ اور بیت اللہ کو اسکی اصل بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرو۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام فوراً اس مقام پر آپہنچے اور حضرت ذبیح اللہ کو دیکھا کہ چاہ زمزم کے کنارے بیٹھے تیر سیدھے کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ اے اسمٰعیل اللہ کا مجھکو حکم ہُوا ہے کہ خانہ کعبہ کو اسکی اصل بنیادوں پر قائم کروں۔ پس اُٹھو اور میری اعانت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اسمٰعیل علیہ السلام فوراً کمر ہمت باندھ کر تیار ہو گئے اور ہر خدمت کے انجام دینے کو بسر و چشم آمادہ ہو گئے ✦

بڑی دقت یہ تھی اُفتادِ زمانہ کے سبب خانہ کعبہ کی بنیادیں زمین میں دب گئی تھیں۔ اِنکا ظاہر ہونا اور ان پر چنائی کے ردوں کا رکھنا ناممکن تھا اسلئے خلیل اللہ نے دعا کی کہ بار الہٰا تیرے مقدس گھر کی بُنیادیں نظر آئیں تو تیرے حکم کی تعمیل ہو چنانچہ دعا قبول ہُوئی۔ اور آندھی چلی

جس نے ریت کے تودے ادہر سے اُدھر اُٹھا پھینکے اور آنکھوں دیکھتے جو کچھ مٹی بنیادوں پر آجمی تھی سب دوسری جانب جا پڑی۔
جب بیت اللہ کی اصل بنیاد نظر آنے لگی تو ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کا کام شروع کیا۔ اور اسمعیل علیہ السلام نے نواحی مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے پتھر ڈھونے شروع کئے۔ بڑے بڑے پتھروں کے رّدے چند ہی رکھے گئے تھے کہ دیواریں قدآدم آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام کو نپائی پوری کرنیکے لئے ایک سڈول پتھر پر کھڑے ہونیکی ضرورت ہوئی۔
جس پتھر پر آپنے کھڑے ہوکر بیت اللہ تعمیر کیا اُس پر خلیل اللہ کے متبرک قدموں کے ہو بہو نشان ابتک موجود ہیں۔ اُسی کو مقام ابراہیم کہتے ہیں اور اُسی کے قریب دو رکعت نماز پڑھنی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى سے ثابت ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پائدار معجزہ تاقیامت باقی رہیگا۔
غرض دونوں باپ بیٹوں نے نہایت خلوص کے ساتھ تعمیر کو اختتام پر پہنچایا۔ اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوئے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی بارالہا ہماری اس خدمت کو قبول فرما بیشک تو بندوں کی دعا سننے والا اور خلوص قلب کا جاننے والا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پنتیس سال کی تھی۔ کہ اہلِ مکہ میں خانہ کعبہ کو ازسرِ نو تعمیر کرنیکا خیال پیدا ہوا کیونکہ موجودہ خانہ کعبہ بنائے ابراہیم۔ غیر مسقف قائم تھا۔ اور اسکی دیواریں چھوٹی تھیں بارش کا پانی اندر آجاتا تھا۔ اور اس مقدس مکان میں آنے جانے والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔

غرض بیت اللہ کی تعمیر شروع ہوئی اور جب وقت آیا کہ حجرِ اسود اپنی جگہ رکھا جائے تو قبائل مکہ میں پھوٹ پڑگئی۔ کیونکہ ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ یہ پاک پتھر میرے ہاتھوں اپنے مقام تک پہنچے۔

عرب کی ضد اور جہالت کو سب جانتے ہیں کہ اُن میں جھگڑا پڑے پیچھے بات کا سُلجھنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ اسلئے خانہ کعبہ کی تعمیر تو یہیں رُک گئی۔ اور اب ہر قبیلہ کو لڑ کر اپنی جان کا دیدینا نظر آنے لگا۔

اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے پیارے پیغمبر کے ہاتھوں اس بڑے جھگڑے کا طے کرنا منظور تھا جو اس تعمیر میں شریک اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر لانے میں قریش کا معاون بنا ہوا تھا۔ اسلئے پانچ دن بعد مسجد حرام میں کمیٹی ہوئی بڑی ردّوبدل کے بعد آخر یہ فیصلہ ہوا کہ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے جو شخص حرم شریف کے اس دروازے سے ہو کر گذرے اُسکو منصف قرار دے لو۔ جسکو وہ شخص کہے وہی حجرِ اسود کو اُسکی جگہ رکھدے۔ چنانچہ اس رائے سے

Marfat.com

سب نے اِتفاق کیا۔ اور اگلے دن پر اپنی اپنی تقدیر کا آخری فیصلہ محول کرکے سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

صبح کو اس جانب سب سے پہلے گذرنے والے شخص محمدؐ (صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم) جو بچپن ہی سے اپنی سچائی کا سکہّ جمائے اور قوم میں ہمدردی و عزت کی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ اِس لئے سب نے آپ کا حکم ماننا بطیب خاطر پسند کر لیا۔ اور آپ سے درخواست کی کہ حجر اسود کو اسکے مقام تک پہنچانیکی جو مناسب تدبیر آپ چاہیں وہ عمل میں لائیں۔ چنانچہ آپ نے سرپنچ بن کر اس طرح فیصلہ کیا۔ کہ ایک بڑی چادر میں حجر اسود رکھ لیا جائے اور ہر قبیلہ کا صاحب عزت سردار اِس چادر کو تھام لے۔ تاکہ تمام قبائل مکہّ کے ہاتھوں یہ پتھر اپنی جگہ پہنچے۔

اِس عجیب خوش تدبیری پر چاروں طرف سے صدہائے آفرین بلند ہوئیں اور قبائل کے سرداروں نے اس طرح حجر اسود کو اپنی جگہ پہنچایا۔ اسکے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور بنفس نفیس خود اُس پتھر کو چادر سے باہر نکال کر اُس جگہ رکھدیا جس جگہ وہ پہلے رکھا ہوا تھا۔ غرض بیت اللہ کی تعمیر قریش کے ہاتھوں پوری ہوگئی۔ لیکن سامان کم ہو جانیکے سبب حطیم کا تھوڑا

سا حصہ چھوڑنا پڑا جو موجودہ تعمیر بیت اللہ شریف میں اب بھی چھوٹا ہوا ہے۔ اور طواف کرتے وقت اُس حصہ کو لے لیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو قبل از نبوّت بھی وہ عقل کل اور حسن تدابیر واہب العطیات سے عطا ہوئے تھے جو کسی اور کو نہ ملے۔

نزولِ وحی

وحی لغت میں اخفا آگاہ کرنیکو کہتے ہیں۔ جس طرح سے ہو۔ خواہ بکلام یا بکنائت یا برسالت یا باشارت (قاموس وغیرہ)

وحی اصطلاح میں اللہ کے کلام کو نبیوں پر اُترنے کو کہتے ہیں

اوّل اللہ کے کلام کو اپنے کان سے سُننا۔

دوم فرشتے کے ذریعہ پیغام بھیجنا۔

سوم دل پر ڈال دینا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سات طرح سے وحی نازل ہوتی تھی

اوّل۔ خواب میں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں جو خواب دیکھتے فی الفور اسکا ظہور ہوتا۔

دوم کلام کو دل میں ڈالدیا جاتا۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب پر حکم الٰہی سے القا کرتے اور خود ظاہر نہ ہوتے۔
سوم۔ فرشتہ آدمی کی شکل میں ہو کر آتا تھا۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بعض اوقات بصورت مرد بالخصوص دحیہ کلبی کی شکل دھار کر تشریف لاتے تھے
چہارم مثل گھنٹے۔ (جرس) کی آواز کے کان میں سنائی دیتی تھی۔
پنجم۔ جبرئیل علیہ السلام بعض اوقات اپنی اصلی صورت پر نازل ہو کر حکم خدا بیان کرتے تھے۔
چھٹی بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ کلام کرتے تھے۔
ساتویں۔ اسرافیل علیہ السلام کے ذریعہ چنانچہ اسرافیل علیہ السلام ابتدا میں تین برس تک وحی لاتے رہے۔

خلعتِ نبوّت

جب آپکی عمر کا چالیسواں سال شروع ہو گیا۔ اور زمانۂ نبوت قریب ہوا تو آپکو صحیح خواب نظر آنے لگے۔ اور جو کچھ آپ خواب میں دیکھتے تھے ویسے ہی ظہور میں آتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپکے دل میں خلوت اور گوشہ نشینی کی محبت و رغبت ڈالدی۔ لہٰذا آپ ذکر الٰہی کے لئے غار حرا میں جو مکہ معظمہ سے تین میل پر منٰی کو جاتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے۔ چند روز کا کھانا لیکر چلے جاتے۔ کچھ مدت تک اسی طرح کرتے رہے

Marfat.com

حتیٰ کہ آپکی رُوحانی قوتیں جو ابتداء میں اُس خالق نے آپ میں ودیعت کی تھیں اُس خلوت و ریاضت اور تجرد سے تحمل وحی اور برداشت منصب نبوت کی حدکمال تک پہنچ گئیں اور رحمتِ الٰہی جو پہلے عالم غیب میں آپکے متوجہ حال تھی عالم ظاہر میں آپکے سامنے جلوہ گر ہوئی۔ اسکی کیفیت صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اِس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اول اول جو وحی کی واردات شروع ہوئیں تو وہ سچّے خواب ہوا کرتے تھے۔ کہ آپ جو خواب دیکھتے صبح صادق کی طرح ویسے ہی ظاہر ہوجاتا۔ پھر آپکے دِل میں خلوت کی محبت ڈالی گئی۔ اور آپ کوہ حرا کی غار میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے۔ اور اُس میں متواتر کئی راتوں تک عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔ پھر جب کھانا دانہ ختم ہو جاتا۔ تو گھر میں آتے۔ اور خرچ لیکر پھر چلے جاتے۔ حتیٰ کہ اُسی غار میں نورِ حق آپ پر اِس طرح جلوہ گر ہوا کہ وحی کا فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ اِقْرَأْ یعنی پڑھ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا مَا اَنَا بِقَارِئٍ یعنی میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اُس نے مجھے پکڑ کر زور سے بھینچا اور پھر چھوڑ دیا۔ پھر کہنے لگا پڑھ میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اُس نے مجھے اُسی طرح زور سے بھینچا اور چھوڑ کر کہنے لگا پڑھ میں نے پھر بھی یہی کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اُس نے تیسری بار مجھے زور سے بھینچا

Marfat.com

اور چھوڑ کر کہنے لگا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے ہر شئے کو پیدا کیا۔ اور انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا ہے۔ پڑھ اور تیرا رب بزرگ ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل علیہ السلام کی یہ بات سن کر کانپتے ہوئے اپنے گھر واپس آئے۔ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو کہنے لگے کہ مجھے کوئی کمبل پہناؤ۔ پس جب پہننے کے بعد آپکی طبیعت میں سکون ہوا اور وہ ڈر فرو ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے وہ سب واردات ذکر کی اور کہنے لگے کہ مجھے تو اپنی جان کا فکر پڑ گیا ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپکو کبھی بھی رسوا نہیں کریگا کیونکہ آپ ہمیشہ صلح رحمی کرتے ہیں۔ اور اُن لوگونکے اخراجات کی برداشت کرتے ہیں جو اپنے لئے کافی نہیں ہیں اور جو لوگ کما نہیں سکتے۔ اُنکو بھی اپنی کمائی سے حصہ دیتے ہیں۔ اور آپ مہماں نوازی کرتے ہیں مشکلوں اور مصیبتوں میں حق کی اعانت کرتے ہیں۔ اس تسلی اور حوصلہ دینے کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا آپکو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ آپنے ورقہ کے پاس وہ ساری سرگذشت دہرائی۔ ورقہ نے سن کر کہا کہ یہ فرشتہ جبرئیل علیہ السلام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا کرتا تھا۔ کاش میں جوان ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں

Marfat.com

جب تیری قوم تجھے اس شہر سے نکالدیگی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ مجھکو نکالدینگے۔ ورقہ نے کہا۔ آپ جیسا منصب جس کسی کو عطا ہوا ہے۔ اُن سب سے عداوت کیگئی ہے۔ اگر میں اُسوقت زندہ رہا تو کمربستہ ہوکر آپکی مدد کرونگا۔ ورقہ کی حسرت دل کی دل میں ہی رہی۔ اِس لئے کہ چند روز بعد اُنکو دُنیا چھوڑنی پڑی۔ اور راہی دار البقا ہوئے۔

اسکے بعد کچھ مُدت وحی نہیں اُتری۔ اُسے زمانۂ فترت کہتے ہیں۔ اس میں یہ راز مضمر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکون اور طمانیت حاصل ہو جائے۔ اِن ایامِ فترت کا اختتام اِس طرح ہُوا کہ ایک دفعہ آپ چل رہے تھے کہ ناگاہ آسمان سے ایک آواز سُنائی دی نظر اُٹھا کر جو دیکھا تو وہی فرشتہ وحی جو غارِ حرا میں آپکے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کُرسی پر بیٹھا ہُوا تھا۔ آپ اس دفعہ کی دید سے بھی مرعوب ہو کر واپس آئے اور کمبل پہن لیا۔ آخر چند روز بعد سورۂ مدثر۔ سورۂ فاتحہ اور سورۂ مزمل کا نزول ہُوا۔ پھر متواتر قرآن شریف کا اُترنا شروع ہو گیا۔

اشاعتِ اِسلام

پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت کے مہتم بالشان امر میں پوری ہمت صرف کرنا شروع کر دی تھی۔ اِدھر خدیجہ رضی اللہ

Marfat.com

عنہا نے اسلام کی ترغیب اور اپنے محترم خاوند کے پاکیزہ خیالات کی ترویج میں سعی و کوشش کرنا ثمرہ ایمان سمجھ رکھا تھا چنانچہ اللہ کے فضل سے چند روز میں دس بارہ آدمیوں کا مجمع گروہ اسلام کہلانے لگا اور سچ پوچھو تو انہیں کو سابق الایمان کا لقب حاصل ہونیکا فخر ہُوا۔

جس طرح عورتوں میں سب سے پہلے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں اسی طرح بالغ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہُوئے جبکی عمر اُس وقت اُڑتیس برس کی تھی۔ ہاں لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آزاد شدہ غلاموں میں زید بن حارثہ کو سبقت و پیشقدمی کا اعزاز حاصل ہُوا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش میں سے ایک نہایت معزز اور ذی قدر شخص تھے۔ انکا مُسلمان ہونا اسلام کیلئے ایک بڑی بھاری غیبی مدد تھی۔ کیونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک ایسے مالدار اور اقبالمند تاجر تھے۔ کہ انکی سخاوت کی وجہ سے لوگوں کو ان سے بہت نفع پہنچتا تھا۔ اور اس سبب سے لوگوں میں انکی بڑی عزت اور قدر تھی۔ قوم کے اکثر لوگ بنج کے کاموں اور صلاح مشوروں اور دیگر حاجات کیلئے آپکے پاس جایا کرتے تھے پس موقع مناسب پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اسلام کی ترغیب دیتے تھے۔ چنانچہ آپکے وعظ اور نصیحت

Marfat.com

سے قریش اور دیگر قبائل کے بہت سے لائق شخص مشرف باسلام ہوئے ان میں سے بعض یہ ہیں عثمانؓ۔ زبیر بن عوام۔ طلحہ بن عبداللہ۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عوفؓ۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ ابو سلمہؓ۔ ارقمؓ مظعون بن حبیب کے تینوں بیٹے۔ عثمانؓ۔ قدامہؓ۔ عبداللہؓ۔ عبیدہ بن حرث۔ سعید بن زید۔ اور انکی بیوی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی بہن۔ فاطمہ بنت خطاب۔ ابوبکر کی صاحبزادیاں۔ اسماءؓ۔ عائیشہؓ جناب ابن ارتؓ۔ عمیرہ بن ابی وقاصؓ۔ عبداللہ بن مسعود۔ مسعود بن قارئیؓ عیاش بن ابی ربیعہؓ اور انکی بیوی۔ اسماء بنت سلامہ۔ خنیسؓ بن حذافہ عامر بن ربیعہؓ۔ عبداللہ بن جحش اور انکے بھائی ابو احمدؓ۔ حضرت علیؓ کے بھائی جعفر اور انکی بیوی اسماء بنت عمیس حاطبؓ بن حارثؓ اور انکے بھائی خطابؓ اور انکی بیوی فکیہہ بنت بیسار۔ معمر بن حارثؓ۔ سائبؓ بن عثمان بن مظعون۔ مطلب بن ازہر اور انکی بیوی۔ رملہ بنت ابی عوف وغیرہ وغیرہ غرض سلسلہ بڑھتا رہا۔ اور جس جس صاحب نصیب شخص کی تقدیر میں ابتداءِ اسلام کی دولت تصدیق مقدر تھی وہ مسلمان ہوتے گئے۔

اظہارِ دعوت

شروع شروع میں تو آپ خفیہ خفیہ تلقین اسلام کرتے رہے اور چالیس

Marfat.com

پچاس شخص آپ پر صدقِ دل سے ایمان لے آئے۔ انہیں دنوں سورۂ حجر یہ آیت نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ

(یعنی اے پیغمبر جس بات کا تمکو حکم ہوتا ہے اُسے خوب کھول کر بیان کرو۔ اور مشرکوں سے اعراض اختیار کرو۔)

اِس آیت کے نازل ہونے پر آپنے علانیہ دعوتِ اسلام شروع کی اور لوگوں کو توحید پر قائم ہونے اور بُت پرستی سے پرہیز کرنیکی تعلیم کرنے لگے کیونکہ علاج میں فاسد مادے کا اخراج وازالہ مقدم ہوتا ہے۔ اور باقی امور اسکے بعد جس طرح بیمار کو فاسد مادے کے اخراج ہونے سے بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح قریش بھی بتوں کی مذمت اور شرک کی برائی سے چڑنے لگے۔ اور کھلی دشمنی کرنے لگے۔

چونکہ جو اصلاح اپنے گھر سے پھر اپنے خاندان سے شروع کیجائے دوسروں پر اسکا اثر نیک پڑا کرتا ہے۔ اسلئے اسکے بعد سورۂ شعرا کی یہ آیت اُتری وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ (یعنی اے پیغمبر اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے اپنی برادری کی ضیافت تیار کی۔ بنی عبد المطلب میں سے چالیس شخص دسترخوان پر جمع ہوئے۔ اور اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسلام کی طرف دعوت کر کے اِس آیت کی تبلیغ پوری کی۔

اسکے بعد آپنے کوہ صفا پر چڑھ کر بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ

Marfat.com

آپکی اس ناگہانی پکار پر قریش جمع ہوئے۔ مولانا حالی صاحب نے اِس واقعہ کو اِس طرح منظوم فرمایا ہے ؛

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور سُوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب
سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوجِ گراں پشتِ کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ لُوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر میری بات یہ دلنشیں ہے تو سُن لو خلاف اس میں ہرگز نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا
ڈرو اِس سے جو وقت ہے آنے والا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

Marfat.com

مسلمانوں کی ایذارسانی

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت شروع کی۔ اور شرکت کی مذمت بیان کرنے لگے۔ تو کفار کو یہ بات نہایت ناگوار معلوم ہوئی۔ اور لگے غریب مسلمانوں کو ناحق ستانے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ آپکا چچا ابوطالب دل و جان سے آپکی حمائت میں تھا۔ اِسجگہ چند نو مسلم صحابہ کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ جس سے مختصراً اندازہ ہوسکتا ہے کہ یہ مقدس مذہب کس کس مصیبت سے پھیلا ہے۔ اور اسکے پیشوا کیسے متحمل اور مصیبت کے برداشت کرنے والے اور اللہ کے نام پر جان نثار کرنے والے تھے۔

چنانچہ مکہ شریف کے متمول کافروں میں امیہ بن خلف بھی ایک بڑا مالدار تاجر تھا۔ اسکے پاس ایک حبشی غلام تھا جسکا نام بلالؓ تھا۔
حضرت بلالؓ اسلام کے پاک اصول پر مطلع ہوکر بصدقِ دل ایمان لے آئے۔ جب آپکے اسلام لانیکی خبر امیہ کو پہنچی۔ تو اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور اُس نے نہایت غصہ میں بلالؓ کو بلاکر نہایت غصہ سے کہا کہ "او کمبخت غلام یا تو اس نئے مذہب سے توبہ کر ورنہ اپنے آپکو تکلیفوں کا تختۂ مشق بنانا قبول کر" حضرت بلالؓ کا ایمان ایسا نہ تھا کہ دھمکیوں سے

Marfat.com

اُڑ جاتا۔ اس لئے صاف انکار کر دیا۔ کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ کھرا جواب سُن کر امیہ میں تاب کہاں تھی کہ ضبط کر جائے اِس نے اُسی وقت غلاموں کو حکم دیدیا۔ کہ دوپہر کے وقت جب دھوپ تیز ہو جایا کرے۔ تو بلالؓ کو بالو کے میدان میں بدن پر ببول کے کانٹے چبھو کر کبھی مُنہ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل لٹاؤ۔ اور سینہ پر ایک بھاری جُھلستا ہُوا پتھر رکھدو چاروں طرف آگ سُلگادو۔ اور اُس سے کہدو کہ پتھر اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائے۔ یہانتک کہ وہ مرجائے یا اتباع محمدؐ کا انکار کرے:۔

اگلے ہی روز بلال پر اس ظالمانہ کارروائی کا عمل شروع ہوگیا۔ اور متواتر کئی دن اس حالت سے گذر گئے۔ کہ بدن زخموں سے چُور تھا۔ مگر بلالؓ کی زبان سے بجز احد احد یعنی کلمہ طیبہ کے دوسرا کلمہ نہ نکلتا تھا۔ چنانچہ مولانا روم مثنوی معنوی میں ارقام فرماتے ہیں:۔

تن فدائے خار میکرد آں بلالؓ — خواجہ اش میزد برائے گوشمال
کہ چرا تو یاد احمد مے کنی — بندۂ بد منکرِ دین منی
میزد اندر آفتابش او بخار — او احد مے گفت بہرِ افتخار

اِس سے آگے مولانا؁ فرماتے ہیں ؎

تاکہ صدیق آنطرف میگشت تفت — آں احد گفتن بگوشش او برفت

Marfat.com

چشمِ او پُر شد دلِ او پُر عنا ‌‌ ‌‌ زاں احد می یافت بُوئے آشنا

یعنی اتفاقاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گذر اس طرف ہُوا تو بلال رضؓ کے احد کہنے کی آواز کانوں میں پڑی تو آپکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور دل رنج سے بھر گیا۔ اس سبب سے کہ اس کہنے سے آشنا کی بُو پاتے تھے۔ پھر مولٰنا صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

بعد زاں خلوت بدیدش پند داد ‌‌ ‌‌ کز جہولاں خفتہ مے دار اعتقاد

عالم السر است پنہاں دار کام ‌‌ ‌‌ گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام

اسکے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ موقع پاکر بلالؓ کو خلوت میں لے گئے۔ اور نصیحت کی کہ ان یہودیوں سے اپنا اعتقاد پوشیدہ رکھو کوئی ہرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ بلالؓ نے کہا بہت اچھا۔ لو اب میں آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں۔

مولٰنا صاحب اس واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں ؎

روزِ دیگر در پگہ صدیق تفت ‌‌ ‌‌ آں طرف از بہر کارِ خویش رفت

باز احد بشنید و زخم ضرب خار ‌‌ ‌‌ بر فروزید از دِلش شور و شرار

باز پندش داد باز او توبہ کرد ‌‌ ‌‌ عشق آمد توبۂ او را بخورد

توبہ کردن زیں نمط بسیار شد ‌‌ ‌‌ عاقبت از توبہ او بیزار شد

خلاصہ مطلب یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پھر دوسرے روز

Marfat.com

اِس طرف گذر ہُوا۔ پھر انکی حالتِ زار کو دیکھ کر نصیحت کی لیکن جب عشق محمدیؐ حقیقی جوش مارتا تھا۔ تو توبہ وغیرہ کافور ہو جاتی تھی ۔

غرض حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت بلال کو امیّہ کی غلامی سے رہا کر کے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجا کر آزاد کر دیا۔

حضرت عمار رضی اللہ علیہ مع اپنے والدین یاسرؓ اور سمیّہؓ کے اسلام سے مشرف ہوئے۔ اُنکا بھی یہی حال ہُوا۔ چنانچہ عمارؓ جو رمضا پہاڑی کی لو اور گرم ہواؤں کی طپش سے جھلسا جاتا تھا۔ آخر چند روز کے بعد آپ اسی حالت میں تڑپ تڑپ کر انتقال کر گئے ۔

خبّاب بن ارتؓ کو بھی ننگا کر کے لٹاتے اور آگ میں پتھروں کو گرم کر کے انکے تمام بدن کو داغتے تھے۔ پھر یہ موقع پاکر مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ۔

غرض اسی طرح صہیب بن سنان رومیؓ عامر بن فہیرہ اور ابو فکیہہ اور بیشمار بیکس عورتیں اور بےزبان باندیاں انہیں مصیبتوں میں گرفتار رہیں ۔

ہجرتِ حبشہ

جب مشرکین کی اذیتیں مسلمانوں پر حد سے بڑھ گئیں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض مسلمانوں کو ابی سینا کی طرف ہجرت کرنیکا

Marfat.com

حکم دیا۔ اِس جگہ کا بادشاہ نجاشی ایک عادل اور رعیت پرور عیسائی تھا۔ یہ ہجرت سب سے پہلی ہے۔

ابتداء میں تو صرف گیارہ اشخاص نکلے۔ جنکے نام مبارک یہ ہیں۔ حضرت عثمان اور آپکی بیوی رقیہ۔ ابوحذیفہؓ اور اُنکی بیوی سہلہؓ حضرت زبیر بن عوامؓ مصعب بن عمیرہؓ ابوسیرۃ بن ابی اہمؓ سہل بن بیضاؓ عبداللہ بن مسعودؓ عامر بن ربیعہؓ اور انکی بیوی لیلیٰؓ مگر انکے بعد اور مسلمان بھی اس طرف نکل گئے۔ پھر ان مہاجرین کی تعداد کوئی ۸۳ تک ہو گئی۔

کفار کی آتشِ غضب بیچارے مسلمانوں کے وطن چھوڑ دینے سے بھی نہ بجھی۔ بلکہ انکے پیچھے پیچھے وہ بھی ابی سینا میں جا پہنچے۔ اور بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر شکائیت کرنے لگے کہ ہمارے کچھ غلام باغی ہو کر آپکے ملک میں آ گئے ہیں اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر ایک نئے دین کے تابع ہو گئے ہیں۔ جو سب سے نرالا ہے اسلئے آپ انکو ہمارے حوالہ کر دیں عادل بادشاہ نے کہا کہ بغیر تحقیقات کئے میں انکو اپنے ملک سے خارج نہیں کر سکتا لہذا اُسی وقت فرمانِ شاہی سے وہ مصیبت زدہ مسلمان طلب کئے گئے بادشاہ نے مہاجرین کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم نے کونسا مذہب اختیار کیا ہے۔ اُسی وقت حضرت علیؓ کے بڑے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر بادشاہ کے حضور میں یوں عرض کرنے لگے کہ ایہا الملک

Marfat.com

لوگ پہلے ایسے بیدین تھے کہ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور بیحیائی کے
کام اور قطع رحم اور ہمسایوں سے بدسلوکی اور خونریزی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ
اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا۔ جس نے ہمکو خدائے
واحد کی طرف مدعو کیا تاکہ اسکی توحید پر ایمان لائیں۔ اور اسی کی عبادت
کریں اور بت پرستی کو چھوڑ دیں۔ اور اس نے ہمکو سچ بولنے اور
رشتہ داروں سے پیوند کرنے اور ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک
کرنے اور خونریزی سے منع کیا ہم نے اسکی تصدیق کی اور اس پر ایمان
لے آئے۔ اسکے باعث یہ لوگ ہم پر ظلم و تعدی کرنے لگے۔ اور ہم کو
طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرنے لگے۔ تاکہ ہم بت پرستی کی طرف
پھر رجوع کریں۔ اسواسطے ہم اس ملک کو چھوڑ کر آپکے زیر سایہ
آگئے ہیں ہمیں امید ہے کہ آپ جیسے عادل بادشاہ کے روبرو ہم پر
کسی طرح کی تکلیف اور بیجا ظلم نہ ہوگا۔ نجاشی نے یہ تقریر سن کر
حضرت جعفر سے کہا کہ اس کتاب میں سے جو تمہارے پیغمبر پر اتری ہے
کچھ یاد ہو تو سناؤ۔ آپ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیتیں پڑھیں جسکی تاثیر
حاضرین پر ایسی پڑی کہ نجاشی زار زار رونے لگا۔ اور دیگر لوگ بھی آنسو
بہاتے تھے۔ غرض بادشاہ نے ان مسلمانوں کو انکے حوالہ کرنے سے انکار
کیا۔ یہ کلمۂ حق نجاشی کے دل میں ایسا اثر کر گیا۔ کہ اس نے برملا عیسیٰ علیہ السلام

کی عبودیت کا اقرار اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا۔ اور ایک خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب میں لکھا:۔

حضرت حمزہ کا اسلام لانا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مشرف باسلام ہونیکی کیفیت اس طرح ہے کہ ایکدن کوہ صفا کے متصل ابوجہل نے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی سخت گالیاں دیں مگر آپ نے اسکے جواب میں ایک کلمہ بھی نہ نکالا۔ اور خاموش ہو رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپکے چچا امیر حمزہؓ جو اس دن شکار کو گئے ہوئے تھے۔ وہاں آ گئے۔ تو ایک لونڈی نے جس نے یہ تمام واقعہ بچشم خود دیکھا تھا۔ امیر حمزہ کو سنایا۔ امیر حمزہؓ کی رگِ ہاشمی نے ایسا جوش مارا کہ اسی وقت اپنے بھتیجے کا انتقام لینے کیلئے ابوجہل کی طرف رخ کیا۔ ابوجہل اس وقت مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک امیر حمزہؓ نے اپنی کمان کو اٹھا کر اسکے سر پر ایسا مارا کہ اسکا سر زخمی ہو گیا۔ اور باآواز بلند کہا کہ کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ میں اسکے دین پر ہوں۔ پس اگر تجھ میں طاقت اور ہمت ہے تو آ میرا مقابلہ کر۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کی یہ حرکت دیکھکر حاضرین مجلس

Marfat.com

اپنے سردار ابوجہل کی طرفداری میں بھڑکے اور چاہا کہ حمزہ سے انتقام لیں مگر ابوجہل نے اُنکو یہ کہکر ٹھنڈا کیا۔ کہ حمزہ معذور ہیں میں نے واقعی اسکے بھتیجے کو سخت گالیاں دی ہیں۔ اگر اسکا بدلہ یہ مجھ سے نہ لیتے تو اسوقت قابل ملامت ہوتے اور بیحیائی کا دھبہ انکی ذات پر لگایا جاتا +

اسکے بعد حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بصدق دل کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ آپکے مشرف باسلام ہونے سے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا +

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

امیر حمزہؓ کے مسلمان ہوجانے سے کفار کو بڑا سخت صدمہ ہوا۔ آخر ابوجہل نے ایکدن معززین قوم کو جمع کیا۔ آپ میر مجلس بنا اور حاضرین مجلس سے کہنے لگا اے سرداران قریش افسوس اور شرم کی بات ہے کہ تم جیسے بہادر جنگ جو مالدار دنکی جماعت میں سے ایک معمولی لڑکا نکل کر تمہاری مخالفت کا جھنڈا کھڑا کرے اور تم اسکا کچھ نہ کرسکو۔ تمہاری عزت کیا ہوئی کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اسکا سر کاٹ لاؤ۔ جو شخص اُسکا سرتن سے جدا کرکے میرے پاس لائیگا میں اُسکو سو اونٹ اور ہزار اوقیہ نقرہ کا انعام دونگا +

Marfat.com

یہ سُن کر حاضرین کے ایک معزز ممبر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو بہادری اور شجاعت میں مشہور تھے کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ تم اطمینان رکھو۔ میں بہت جلد انکا سر کاٹ لاؤنگا۔ پس عمر اپنی تلوار بُراں لیکر گھر سے نکلے مگر اس سے غافل تھے کہ یہ ارادہ بدعقیدہ ایمان سے بدل جائیگا۔ اور یہ جوش اور یہ زور و قوت اسلام ہی کے کام آئینگے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

رستے میں نعیم بن عبداللہؓ سے ملے جو خفیہ ایمان لائے ہوئے تھے اُنہوں نے آپ سے پوچھا کہ اے عمرؓ کہاں جاتے ہو عمرؓ نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر کاٹنے چلا ہوں نعیمؓ نے کہا کہ اے عمرؓ کیا آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ پھر آپکو عبد مناف کی اولاد زندہ چھوڑ دیگی۔ جاؤ اور اپنی جوانی پر رحم کھاؤ۔ عمر خطابؓ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی اپنے آبائی دین کو چھوڑ کر محمدؐ کے بنگئے ہو۔ بہتر ہے کہ پہلے میں تمہارا صفایا کرلوں نعیمؓ نے جواب میں کہا کہ اے عمرؓ ہوش میں آؤ محمد یا میرے قتل سے پہلے اپنے گھر کی حالت تو درست کرلو۔ آپکی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید بھی تو مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ خبر سُن کر عمرؓ کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور وہ ارادہ چھوڑ کر اب اپنی بہن کے گھر کی راہ لی۔ جب عمر بہنوئی کے گھر قریب پہنچے تو اُس وقت خباب رضی اللہ عنہ حسب عادت انکو قرآن مجید کی سورۃ طٰہٰ پڑھا رہے

Marfat.com

تھے۔ آپ اس امر پر واقف ہو گئے۔ اور کواڑ کھٹکھٹایا۔ عمرؓ کی آواز سن کر ان
سب کے ہوش اُڑ گئے۔ خبابؓ تو کہیں چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اندر داخل ہو کر
پوچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ کیا ہے۔ بہن بیچاری ڈر کے مارے ہاں نہ
کر سکی۔ اور باتوں میں لگی ٹالنے۔ مگر ایسے عذروں سے کیا ہو سکتا تھا۔
اُسی وقت اپنے بہنوئی کو پکڑ کر پیٹنا شروع کیا۔ بیچاری بہن خاوند کے
چھڑانے کو اُٹھی تو اُس نے بھی اپنا چہرہ لہولہان کرایا۔

فاطمہؓ نے جب دیکھا کہ بھائی نے غصہ اور سختی کے برتاؤ میں حد کر دی
تو سمجھ لیا کہ اب حق کا چھپانا اچھا نہیں۔ اس لئے صاف صاف کہدیا کہ
ہاں بیشک ہم دونوں اللہ اور اسکے رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لے
آئے ہیں۔ تمکو جو کچھ کرنا ہو کرو۔ ہم اس سے ہٹ نہیں سکتے۔

حضرت عمرؓ کا غصہ بہن کی خون آلودہ حالت اور قوت ایمانی دیکھ
کر فرو ہوا تو کہنے لگے کہ اچھا وہ صحیفہ جو تم پڑھ رہے تھے مجھکو بھی دکھلاؤ۔
آپکی بہن نے کہا کہ ہمیں آپسے اوراق کو تلف کر دینے کا خوف ہے۔ علاوہ ازیں
ہمارا مقدس صحیفہ خدا کا پاک کلام مشرک اور بُت پرستوں کے نجس ہاتھوں
میں کیونکر جا سکتا ہے۔ تمہارا قلب نجس تمہارا بدن ناپاک اسلئے آپ پہلے
غسل کر لیں۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کو قبول کیا۔ اور نہا دھو کر اس صحیفہ کو
پڑھنے لگے۔ ابھی چند ہی آیتیں پڑھی ہونگی کہ بے اختیار بول اُٹھے۔ کیا

Marfat.com

شیریں کلام ہے۔ اسکی حلاوت اور اسکی بزرگی میری رگ رگ میں سرائیت کرتی جاتی ہے۔ اتنے میں حضرت خبابؓ جو اندر چھپے ہوئے تھے خوشی خوشی باہر نکل آئے۔ اور کہنے لگے۔ مرحبا مرحبا اے عمرؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔ کیونکہ کل میں نے آپکو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا تھا کہ یا الہ العالمین اسلام کو عمر بن خطابؓ یا ابوجہل بن ہشام کے ساتھ عزت دے۔ پس عمرؓ کا دل نور ایمان سے منور ہو گیا اور کہنے لگے۔ کہ اے خبابؓ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں لیچلو۔ تاکہ اسلام کا برملا اقرار کروں۔ غرض حضرت عمرؓ نے تلوار ہاتھ میں لی اور ارقمؓ صحابی کے گھر کی طرف جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے تشریف لے گئے۔ دروازہ بند تھا کھٹکھٹایا۔ اور اندر جانیکی اجازت چاہی۔ درزوں میں سے دیکھا تو حضرت عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے نظر آئے صحابہ پریشان ہوئے۔ اور کواڑ کھولنے میں متردد ہوئے۔ امیر حمزہؓ بھی اس وقت مجلس میں حاضر تھے۔ کہنے لگے کہ دروازہ کھولدو۔ کچھ ڈر نہیں ہے۔ اگر نیک نیتی سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اسکی تلوار سے اسکا سر قلم کردونگا۔ غرض دروازہ کھول دیا گیا۔ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھکر عمرؓ کی چادر کا کونہ پکڑکر زور سے جھٹکا دیکر یہ کہا۔ کہ اے عمرؓ کیا تو باز نہ آئیگا۔ حضرت عمرؓ نے معاً کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ایمان لانے کے ارادے سے آیا ہوں

Marfat.com

یہ سُن کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوشِ مسرت سے آوازِ تکبیر بلند کی حتیٰ کہ تمام حاضرین کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف باسلام ہونیکی خبر ہوگئی مسلمانوں کے گھر گھر شادیاں ہوئیں۔

غرض حضرت حمزہؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اسلام نے درحقیقت کافروں کا زور توڑ دیا اور مسلمانوں کی کمر اسقدر مضبوط کردی کہ اب علی الاعلان وعظ ہونے لگے۔ خانہ کعبہ میں کھلم کھلا نماز پڑھی جانے لگی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں اسلامی جھنڈا لہرانے لگا مسلمانوں کے گروہ میں روز بروز ترقی ہونے لگی۔

عہدنامۂ قریش

جب قریش نے دیکھا کہ کچھ مسلمان نجاشی کے پاس حبشے چلے گئے۔ اُن پر تو ہمارا کچھ زور چل ہی نہیں سکتا۔ اور جو باقی ہیں اُنکو حضرت حمزہؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے بہت تقویت ہوگئی ہے اور بنو ہاشم جو محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ ہے۔ اگرچہ مسلمان نہیں ہوا لیکن آپکا ساتھ نہیں چھوڑتا اسلئے مسلمانوں کی جماعت کو بڑھتے دیکھ کر قریش نے ایک عہدنامہ لکھا۔ اور قسم کھائی کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات نہ رکھے جائیں۔ کوئی شخص انکے ساتھ لین دین نہ کرے انکے ساتھ صلہ رحمی نہ کی جائے سلام و کلام ترک کردیا جائے۔

اِس معاہدہ کو کاغذ پر لکھ کر سب نے اپنی اپنی مہریں لگا کر خانہ کعبہ پر آویزاں کر دیا۔ ابو طالب و دیگر مُسلمان اس مقاطعہ سے گھبرا گئے اور یہ خیال کیا کہ کُل شہر کا مقابلہ ایک شخص یا ایک خاندان نہیں کر سکتا۔

شعب ابوطالب

ایکبار کفار نے جمع ہو کر ابوطالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالہ کر دو ورنہ ہم تم سے لڑینگے۔ اُنہوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا۔ کفار نے آپکے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اسلئے بعثت کے ساتویں سال ابوطالب تمام بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو بجز ابولہب کے لیکر ایک پہاڑی کی کھوہ میں پناہ گزین ہُوئے اس کھوہ کو شعب ابی طالب کہتے ہیں۔ یہ شہر سے دُور الگ تھلگ جگہ تھی اسکے اندر جانیکے لئے صرف ایک تنگ راستہ تھا۔ اس گھاٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ تین سال تک محصور رہے۔ جو کچھ غلہ وغیرہ بنی ہاشم اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ جلدی ہی ختم ہو گیا۔ بازار تک آنہیں سکتے تھے۔ صرف موسم حج میں اطراف و اکناف عالم سے لوگ مکہ میں آکر اُترتے۔ اُسوقت آپ اِس گھاٹی سے نکلکر لوگوں کو وعظ سُنایا کرتے تھے۔ ان ایّام میں جنگ و جدل حرام تھا مگر ابولہب آپکے ساتھ ساتھ پھرتا تھا۔ اور لوگوں کو کہتا کہ اسکی بات نہ سُننا۔

Marfat.com

یہ جھوٹا شخص نجومی اور کاہن ہے ۔ (نعوذ باللہ منہ)

غرض تین سال تک آپ اور بنی ہاشم و بنی مطلب اس شعب میں نہایت تکلیف اور مصیبت میں رہے۔ آخرکار آپکو بوحی الٰہی اس بات سے اطلاع ہوئی کہ کیڑے نے عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھا لیا۔ بجز اللہ کے نام کے جو اس میں کہیں کہیں مرقوم تھا۔ آپ نے یہ حال ابوطالب سے کہا۔ انہوں نے شعب سے نکلکر یہ بات قریش سے بیان کی اور کہا کہ اس کاغذ کو دیکھو۔ اگر محمدؐ کا بیان غلط نکلے تو ہم انہیں تمہارے حوالہ کر دینگے۔ اگر صحیح نکلے تو اتنا ہو کہ تم اس قطع رحم اور عہد بد سے باز آؤ۔ قریش نے کعبہ پر سے اُتار کر اُس کاغذ کو دیکھا فی الواقع ایسا ہی تھا تب قریش اس ظلم سے باز آئے اور عہد نامہ کو چاک کر ڈالا۔ ابوطالب آپکو اور بنی ہاشم اور بنی مطلب کو لیکر شعب سے نکل آئے۔ اور آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے ۔

وفات ابوطالب

نبوت کے دسویں سال کا ماہ شوال تھا بنو ہاشم شعب سے نجات پا چکے تھے کہ ابوطالب سخت بیمار ہوئے اور انکو خود اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی ۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مہربان چچا سے محبت تھی۔ کیونکہ آپکو آٹھ سال کی عمر سے انہیں کی کنار عاطفت میں پرورش پانیکا اتفاق

Marfat.com

ہوا تھا۔ آپ دل سے چاہتے تھے۔ کہ کاش ابو طالب مشرف باسلام ہوں
تاکہ آخرت میں انکے احسانات کی تلافی اللہ کی طرف سے ہو سکے۔ جو
اُنہوں نے اللہ کے رسُول کے ساتھ دُنیا میں کئے ہیں۔ چنانچہ
آپ چچا کے پاس اسکی نزع کی حالت میں تشریف لیگئے اور فرمایا۔
اے چچا مجھ پر تمہارا حق تمام آدمیوں کے حق سے بہت بڑا ہے۔ اور
تمہاری حمائیت و اعانت کا ہاتھ سب سے زیادہ ہے بیشک مجھ پر آپ کا
حق میرے باپ کے حق سے زیادہ ہے۔ اسلئے آپ اپنی زبان مبارک سے
ایکبار کلمۂ شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیجئے تاکہ قیامت کے دن
خدا کے سامنے آپکی شفاعت کر سکوں۔ ابو طالب نے کچھ دیر سوچنے کے
بعد جواب دیا۔ کہ اے بھتیجے مجھے تیرا دل خوش کر دینے میں کوئی تامل نہ
تھا۔ لیکن اندیشہ یہ ہے کہ زنانِ قریش مجھ پر طعن کرینگی کہ ابو طالب موت
سے ڈر گیا۔ اور آخری وقت میں بھتیجے کا کلمہ پڑھ لیا۔ یہ کلمات سُن کر
آپ ملول ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب کی رُوح ستاسی سال کی عمر میں
قفس عنصری سے پرواز کر گئی[۱]

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ کافروں میں سب سے کم عذاب ابو طالب
پر ہے کہ پاؤں میں جہنم کی آگ کی جُوتیاں پہنے ہُوئے ہے جسکی تپش

[۱] بعض روایات سے ابو طالب کا اسلام لانا ثابت ہوتا ہے جسکی بحث الرسالت کے کسی حصہ میں کیگئی ہے۔ مصنف

تلوؤں سے دماغ تک پہنچتی۔ اور بھیجا جھلس دیتی ہے ؞

وفات خدیجۃ الکبریٰ

جب آپکا مہربان محافظ ابو طالب دنیا سے اٹھ گیا۔ تو آپ پر مصائب تکالیف کا بار گراں آپڑا کیونکہ ابو طالب کی وجہ سے آپکو کوئی ایذا نہیں پہنچا سکتا تھا مگر ہاں آپکو اپنی پیاری بیوی ام المؤمنین خدیجہؓ سے بڑی تسکین ملتی تھی جس سے آپکا پریشان دل ٹھیر جاتا۔ اور تسلّی پاتا تھا۔ لیکن خدیجہ کا پیمانۂ حیات بھی لبریز ہو چکا تھا۔ اور ابو طالب سے چندروز بعد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بھی رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ان دونوں مہربان مددگاروں کے یکے بعد دیگرے مرنے سے آپکے دل کو جسقدر رنج والم ہوا۔ اسکو بیان کرنا لاحاصل ہے۔ آپ غایت حزن کے سبب غمکدہ سے باہر کم نکلتے تھے اور چندروز کیلئے تو رنج کے سبب سوائے احکامِ الٰہی اور ضروری امور کی سرانجامی کے تمام کام قریب قریب متروک ہو گئے۔ اہل اسلام میں اس سال کا نام عام الحزن یعنی غم کا برس ہے ؞

نکاح عائشہؓ وسودہؓ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپکے دو نکاح

Marfat.com

ہوئے ایک ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت انکی عمر چھ سال کی تھی۔ نکاح مکہ معظمہ میں ہوا۔ نو برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں رخصت ہو کر آئیں۔ دوسرا نکاح حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ یہ بیوہ تھیں مکہ معظمہ میں نکاح ہوا۔ آپکے ساتھ مدینہ منورہ میں آئیں۔ باقی ازواج کا حال ترتیب کے ساتھ اپنے اپنے موقع و محل پر لکھا گیا ہے۔ اور یکجا بھی آخر میں ارقام کیا گیا ہے۔

طائف میں دعوتِ اسلام

طائف ایک چھوٹا سا شہر مکہ معظمہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر مشرق کی طرف واقع ہے۔ اسکا علاقہ سرسبز اور زرخیز ہے اور عرب کی دل و جان ہے یہاں کے لوگ لات بت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ کفار کی مخالفت کی وجہ سے مسلمانوں کیلئے مکہ معظمہ میں رہنا ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے تو آپ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ اور طائف کے درمیان جس قدر قبائل تھے آپ سب کو وعظ فرماتے ہوئے قبیلہ ثقیف میں پہنچے اور دعوتِ اسلام فرمائی لیکن وہ لوگ آپکے ساتھ نہایت سختی اور درشتی سے پیش آئے۔ اور بہت

Marfat.com

بدسلوکی کی۔ مگر آپ دس روز تک متواتر وعظ کرتے رہے۔ خدا کی قدرت کوئی شخص بھی مسلمان نہ ہوا۔ آخر مجبور ہو کر آپ مکہ معظمہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ شریروں نے آپ کا تعاقب کیا۔ اور کئی میل تک پتھر وغیرہ مارتے رہے۔ آپ زخموں کے مارے لہولہان ہو گئے۔ آخر آپ نے شیبہ بن ربیعہ کے نخلستان میں جا کر پناہ لی۔

جنّات کا مسلمان ہونا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے مکہ معظمہ کو واپس ہوئے تو بطن نخلہ میں پہنچکر رات کو اسجگہ قیام فرمایا۔ آپ نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے شہر نصیبین کے نو جنّ اس طرف آنکلے۔ اور کلام اللہ کو سن کر ٹھیر گئے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے۔ انہیں اسلام کی طرف دعوت کی۔ وہ سب بے توقف مسلمان ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو جا کر اسلام کی دعوت دی۔ سورۂ احقاف میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ آیات یہ ہیں:۔

وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى

Marfat.com

الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(سورۂ احقاف ع ۴) ترجمہ۔ اور جب ہم نے متوجہ کیا تیری طرف جنوں کی ایک جماعت کو کہ وہ سننے لگے قرآن تو جب پیغمبر کے پاس آ پہنچے ایک دوسرے سے بولے کہ خاموش رہو پھر جب پڑھنا تمام ہُوا تو وہ لوٹ گئے اپنی قوم کی جانب ڈراتے ہُوئے۔ کہنے لگے کہ اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی جو نازل ہُوئی ہے بموسیٰ کے بعد سچا بتاتی ہے تمام کتابوں کو۔ ہدایت کرتی ہے سچے دین اور ایک سیدھے رستہ کی جانب اے قوم کہا مان لو۔ اللہ کی طرف بُلانے والے کا اور اُس پر ایمان لے آؤ۔ تاکہ اللہ تمہارے لئے بخش دے تمہارے گناہ اور تم کو پناہ میں رکھے دردناک عذاب سے اور جو نہ مانے گا اللہ کے بلانے والے کو تو نہ تھکا سکتا ہے۔ زمین میں بھاگ کر اور نہ اسکے لئے اللہ کے سوائے مددگار ہیں۔ وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں؟

عقبۂ اُولیٰ

آپ ۱۱ھ نبوت میں طائف سے مکہ معظمہ میں واپس آئے تو اُسوقت حج کا موسم تھا۔ مدینہ وغیرہ کی طرف سے بکثرت زائرین حسب معمول آ گئے

آپ نے وعظ فرمانا شروع کیا۔ ان میں چھ خزرجی نے جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ آپکے مؤثر وعظ کو کان لگا کر بڑے غور سے سنا۔ اسکے بعد چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ کہ واقعی یہ وُہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر یہود کیا کرتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے اِنکا اتباع کریں جو درحقیقت اللہ کا سچا پیغمبر اور نبی آخر الزمان معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر وہ چھ آدمی اُسی وقت آپ پر ایمان لے آئے اور دولت لازوال سے مالامال ہو گئے۔

مدینہ میں جا کر انہوں نے آپکا ذکر کیا۔ کہ ملک عرب میں ایک نبی پیدا ہُوئے ہیں جو عرب کے سینکڑوں برس کے جھگڑوں کا تصفیہ کر دینگے۔ اِس طرح چند ہی روز میں مدینہ کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں مقدّس مذہب اسلام کا چرچا گھر گھر ہونے لگا۔

نبوت کے بارھویں سال یہ لوگ پھر مکہ میں آئے اور اپنے ساتھ چھ آدمی اور ہمراہ لائے۔ یہ چھ شخص بھی داخل اسلام ہُوئے اور عقبہ کے قریب آپکے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس بیعت کا نام بیعت العقبہ الاولیٰ ہے۔ یا یوں کہو کہ وہ معاہدہ جو اِن لوگوں کے ساتھ ہُوا عقبہ کا پہلا معاہدہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ یہ معاہدہ عقبہ پہاڑ پر ہُوا تھا جو اقرار ان لوگوں نے کیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ ہم لوگ کسی کو خدا کا

Marfat.com

شریک نہ بنائینگے چوری۔ زناکاری اولاد کے قتل سے باز آئینگے ہم کسی کی چغلی اور شکائیت نہ کرینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک بات کو مانینگے اور خوشی وغم میں انکے شریک حال ہونگے۔

ان بارہ مدنی صحابہ کے نام یہ ہیں۔ اسعد بن زرارہؓ۔ حارث بن رفاعہ کے دونوں بیٹے عوفؓ و معاذؓ۔ رافع بن مالکؓ۔ ذکوان بن عبد قیسؓ۔ عبادہ بن صامتؓ۔ ابوعبدالرحمٰن۔ یزید بن ثعلبہؓ۔ عباس بن عبادہؓ۔ عقبہ بن عامرؓ۔ ابوالہیثم۔ مالک بن تیہان۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہمراہ ایک بزرگ صحابی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کلام مجید پڑھانے اور احکام شریعت کے سکھلانے کو بھیجدیا۔

عقبۂ ثانیہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایکسال تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ اور دعوت اسلام کرتے رہے۔ اکثر آدمی انصار کے مسلمان ہوگئے۔ نبوت کے تیرھویں سال جب حج کا موسم آیا تو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان مسلم اور غیر مسلم لوگوں کے ہمراہ ادائے حج کیلئے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظمہ پہنچے تو ستر آدمی مشرف باسلام ہوئے اور آپکے ساتھ عہدوپیمان

Marfat.com

کیا کہ اگر آپؐ مدینہ منورہ تشریف لیجائینگے تو ہم آپکی خدمتگذاری ہیں کوتاہی نہ کرینگے۔ اور آپکے دشمنوں کے ساتھ جان و مال سے دریغ نہ کرینگے۔ اِس بیعت کا نام عقبہ ثانیہ ہے ۔

مِعراج شریف

معجزاتِ حضور پُرنور سرورِ عالم فخر بنی آدم احمد مجتبیٰ محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں واقعۂ معراج شریف بھی ایک اعظم ترین معجزہ ہے جمہور اہل اسلام معراج جسمانی حضورِ اقدس کے قائل ہیں۔ سب سے پہلے آیاتِ قرآن مجید جس میں معراج کا ذکر ہے۔ باترجمہ ارقام کی جاتی ہیں۔ اسکے بعد کیفیتِ معراج مختصر طور پر ہدیۂ ناظرین کیجائیگی ۔

قرآن مجید کے سادہ الفاظ نے اِس قصّہ کو مختصراً صرف اسقدر بیان کیا ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (بنی اسرائیل)

ترجمہ:- پاک ذات ہے جو لیگیا اپنے بندے (محمّد) کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصےٰ تک کہ جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ تاکہ ہم اس کو دکھائیں اپنی قدرت کے کچھ نمونے بے شک وہی سننے والا۔ دیکھنے والا ہے ۔

Marfat.com

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۭ
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ
بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۭ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى
عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۭ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ
نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۭ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ
مَا يَغْشٰى ۙ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ (و النجم)

ترجمہ۔ قسم ہے ستارے کی جبکہ گرے۔ نہ بہکا تمہارا رفیق (یعنی محمدؐ) اور نہ بھٹکا اور نہ بات کرتا ہے اپنی خواہش نفس سے۔ یہ (قرآن) تو وحی ہے جو اسکو بھیجی جاتی ہے۔ اسکو سکھایا ہے بڑے طاقتور زور آور نے (یعنی جبرئیلؑ نے) پس وہ فرشتہ پورا نظر آیا۔ ایسے حال میں کہ وہ آسمان کے اونچے کنارے میں تھا پھر نزدیک ہوا اور اُتر آیا۔ پس فاصلہ رہ گیا۔ دو کمان کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ پھر اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندے کی جانب جو کچھ بھیجی۔ نہیں جھوٹ ملایا پیغمبر کے دل نے اس معاملہ میں جو دیکھا تو کیا تم پیغمبر سے اس پر جھگڑتے ہو۔ جو اس نے دیکھا۔ اور بیشک اسکو دیکھا تھا۔ ایکبار اور بھی سدرۃ المنتہٰے کے پاس اسکے نزدیک جنت آرامگاہ ہے جبکہ اس بیری پر چھا رہا تھا۔ نہ پیغمبر کی نظر بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اس نے دیکھیں اپنی پروردگار کی بڑی نشانیاں ۔

محققین نے لکھا ہے کہ آپکو چونتیس معراج ہوئے لیکن وہ مشہور معراج جس کا قابل فخر حلۂ آدم ابوالبشرؑ سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا علیہم السلام کے گروہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا گیا۔ ایکبار ہوئی ہے۔ جسکا سچا واقعہ ہم بتفصیل ذیل ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ⁂

جب آپ اکیاون برس آٹھ ماہ بیس روز کے ہوئے تو آپکو معراج کا رتبہ عنائیت ہوا۔ چنانچہ ۲۷ رجب المرجب دوشنبہ کی رات کو آپ اپنی چچازاد بہن ام ہانی دختر ابوطالب کے گھر خواب استراحت فرمارہے تھے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے حقتعالیٰ کا فرمان پاکر ایک قبول صورت میانہ قد جنتی سفید مرکب جسکا نام براق ہے سلطانِ دوجہان کے دروازہ پر آ کھڑا کیا۔ اور آداب ملحوظ رکھکر آپکو بیدار کیا۔ آپ اُٹھے اور ادھر اُدھر دیکھا۔ مگر جب کسی کو نہ پایا تو آنکھیں بند کرلیں۔ اور پھر سوگئے دوسری دفعہ بھی ایسا ہوا۔ تیسری بار جبرئیل علیہ السلام نے پھر جگایا۔ اور حطیم میں لاکر چوتھی بار سینہ مبارک چاک کیا۔ قلب مبارک طلائی طشت میں آب زمزم سے دھودیا۔ ایمان و حکمت اور تجلیات الٰہی سے معمور بناکر سی دیا۔ پھر مژدہ سُنایا کہ فلکی سیاحت کیلئے تیار اور عالم علوی کے عجائبات کی سیر کیلئے براق پر سوار ہوجیئے۔ آپ اُس براق پر سوار ہوئے۔ اور مسجد حرام سے یثرب کے نخلستان قطع کرتے ہوئے طور سینا پر گذرے

ہوئے اور بیت لحم دیکھتے ہوئے بیت المقدس پہنچے جہاں تمام انبیاء علیہ السلام آپکے منتظر اور نماز میں آپکا اقتدا کرنیکے خواہاں تھے۔

غرض اذان ہوئی اور سب نے وضو کیا۔ آپکو امام بنایا گیا۔ تمام انبیاء اور ملائکہ مقتدی بنے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی سیر کرتے۔ انبیائے سے اپنے اپنے مقام اصلی پر ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر جا پہنچے۔ تو جبرئیل علیہ السّلام نے رخصتی سلام کیا۔ اور یہ کہہ کر کہ آگے قدم رکھنا سوائے آپکے دوسرے کا کام نہیں ہے۔ واپس ہونیکی اجازت چاہی بقیہ مقامات اور فرشتوں نے طے کرائے۔ آگے چل کر براق بھی چلنے سے عاجز رہ گیا۔ اور رفرف نے تخت رواں کا کام دیا۔ پھر رفرف بھی چلنے سے عاری ہو گیا۔ جب کوئی سواری آپکے پاس نہ رہی۔ اور کوئی فرشتہ بھی آپکو نظر نہ آیا تو آپکو حیرت و پریشانی لاحق ہوئی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی جناب سے ندا ہوئی اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ یعنی اے محمد قریب ہو۔ پس ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا۔ پس فاصلہ رہ گیا دو کمان کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

آپ رویت باریتعالیٰ سے مشرف ہوئے۔ اور جو کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ انکو کیا جانے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی پھر اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندہ کی جانب جو کچھ بھی وحی بھیجی۔

Marfat.com

اسکے بعد بارگاہِ احدیت سے آپکی اُمت پر رات دن میں پچاس وقت
کی نماز فرض ہُوئی۔ پھر آپنے سبز رفرف پر سوار ہو کر عرش کی سیر کی۔
جب آپ جنت دوزخ۔ لوح قلم عرش۔ کرسی غرض تمام عجائباتِ علوی
سیر کر چکے تو عالم دنیا کی طرف واپس ہُوئے راستے میں موسیٰ علیہ السّلام سے
ملاقی ہُوئے۔ اُنہوں نے پُوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں۔ آپنے فرمایا
کہ پچاس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تجربہ کر چکا ہوں کہ روزانہ پچاس وقت
کی وقت کی نماز آپکی ضعیف اُمت ادا نہیں کر سکیگی۔ جاؤ بارگاہِ عالی
سے تخفیف کا سوال کرو۔ آپنے واپس جاکر بارگاہِ عالی میں تخفیف چاہی
تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمائیں۔ پھر موسیٰ علیہ لسلام کے پاس
آئے۔ اُنہوں نے پھر وہی بات کہی۔ غرض پانچ بار آمد و رفت کے بعد
پانچ نمازوں کی فرضیت باقی رہی ۔

پھر آپنے عالمِ دُنیا کو اپنے وجود سے اعزاز بخشا۔ اور اپنے وطن مکہ معظمہ
میں پہنچے۔ جب خوابگاہ میں تشریف لے گئے۔ تو بستر گرم اور زنجیر در کو ہلتا پایا۔
علے الصباح آپنے معراج کا قِصّہ لوگوں سے بیان کیا۔ تو مشرکین آپکی
ہنسی اُڑاتے ہُوئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچکر کہنے لگے۔ آپنے
اپنے دوست کی نئی گھڑی ہُوئی رات کی کہانی بھی سُنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں آج
رات بیت المقدس ہوتا ہُوا آسمانوں کی سیر کر آیا۔ اور ایک آن میں

Marfat.com

بحالت بیداری جنت دوزخ سب کچھ دیکھ آیا - ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر اور رسول ہیں. لہذا جو کچھ بھی فرمائیں وہ سچ ہے - اسوقت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہوا۔ قریش میں بہت لوگ ایسے تھے جنھوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا۔ وہ سب جمع ہوکر حضور نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور در بارہ بیت المقدس آپ سے سوالات کرنے لگے۔ آپ انکے سوالات کے جواب ٹھیک ٹھیک بتاتے بعض امور میں تامل ہوا۔ تو خداوند کریم نے بیت المقدس کو آپکے پیش نظر کر دیا۔ آپنے ان امور کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا۔ کفار قریش آپکا بیان سن کر سخت متحیر ہوئے۔ بعد ازاں دریافت کیا کہ ہم لوگوں کے قافلے شام کے راستے میں ہیں ان میں سے بھی کسی کو آپنے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں دیکھا تھا۔ انکا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا۔ اور وہ اسکو ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ انکی منزل پر ایک پیالہ پانی بھرا ہوا تھا۔ اسکا پانی میں پی گیا۔ جب وہ آئیں پوچھ لینا کہ تمہارا اونٹ کھویا گیا یا نہیں اور پیالہ خالی ملا یا بھرا ہوا۔ اسکے سوا دوسرے قافلہ کی بات بتاتا ہوں کہ دو مرد ایک اونٹ پر سوار جاتے تھے۔ جب براق اسکے برابر نکلا تو اونٹ بدکا۔ ایک سوار گر گیا۔ اسکے ہاتھ میں چوٹ آئی۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ کہ ہمارا قافلہ آپنے کس مقام پر دیکھا۔ اور وہ کب تک مکہ میں داخل ہوگا۔ آپنے فرمایا تنعیم میں دیکھا ہے۔ پرسوں

Marfat.com

صبح سُورج کے طلوع ہوتے ہی وہ مکہ پہنچ جائیگا۔

قریش یہ سُن کر قافلہ کی آمد کے منتظر رہے۔ یوم معینہ پر ابھی سُورج نکلا نہیں تھا کہ قافلہ آپہنچا جب اہل قافلہ نزدیک آئے۔ تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہُوئے واقعات دریافت کئے گئے۔ انہوں نے اسکی تصدیق کی۔

یہ امر معلوم کرنے پر کفار مکہ کو سخت تحیر ہُوا اور ایسے مغموم ہوگئے۔ کہ گویا تمام جہان کی مصیبت انہیں پر آگئی مگر افسوس ایسے ایسے بیّن اثبات پر بھی نہ مانے۔ اور کہدیا۔ مَا ھٰذَا اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ یعنی یہ اور کچھ نہیں ہے سوائے بیّن جادو کے

یہی حالت ہمارے اس زمانہ میں بھی بعض بعض گروہوں کی ہو رہی ہے خواہ مخواہ اپنی ذاتی اغراض کے حصول کیلئے ہندی کی چندی نکالتے ہیں۔ اور صریح و بیّن معجزات میں کلام کرتے ہیں۔ خداوند قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر نگاہ نہیں رکھتے۔ اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت پر خیال کرتے ہیں۔ ایک انسانی جسم کا سیر آسمانوں کیلئے خدا کریم کا لیجانا خلاف فطرت اور خلاف عقل مان کر معراج بالجسد کے منکر ہوتے ہیں۔ حالانکہ ثبوت عقلی و نقلی موجود ہے۔

ثبوت معراج نقلی دلائل سے لفظ عبد جو آیات سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا اور فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی میں واقع ہے جسکا ترجمہ بندہ ہے مجموعہ روح اور جسد کا نام ہے اسکا اطلاق صرف روح پر صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں جسجگہ

Marfat.com

بھی یہ لفظ آیا ہے۔ ہر جگہ مراد روح مع الجسد ہے۔

خدائے قادر قیوم ہر چیز پر قادر ہے اسکے لئے کوئی امر مشکل نہیں وہ خود فرماتا ہے اِنَّمَآ اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورہ یٰس)

یعنی جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ ہو جا۔ پس وہ کام ہو جاتا ہے۔

پس جس خدا نے خلاف عادت زکریا علیہ السلام کے بڑھاپے میں اور باوجود انکی بیوی کے بانجھ ہونیکے لڑکا عطا فرمایا۔ اور جس خدا نے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے بغیر باپ کے عیسےٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا فرمایا۔ بیشک اُس خدا کو قدرت ہے کہ وہ اپنے حبیب کو معراج مع الجسد کرا سکتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فَتَدَبَّرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ

ہجرت مدینہ طیبہ

جب نبوت کے تیرھویں سال بیعت عقبہ ثانیہ واقع ہو چکی تو آپ نے اصحاب کو مدینہ طیبہ کی ہجرت کی اجازت فرمائی۔ ان میں سے اکثر تو ضعیف الحال تھے۔ وہ تو پوشیدہ حال نکلے مگر عمر خطابؓ کفار کو پکار کر نکلے۔

مہاجرین کے یکے دیگرے نکلنے اور مکہ کے ایک گھر کے بعد دوسرے کے خالی ہونے سے قریش مکہ حیران ہوئے۔ اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ مسلمانوں کے جمع ہونے اور قوت پانے میں خیر نظر نہیں آتی۔ لہٰذا محمدؐ

(صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی سلوک کریں تو کیسا کریں۔ روسائے قریش حرم کعبہ میں دارالندوہ میں جمع ہوئے اور نبی کی بابت ایکدوسرے سے صلاح و مشورہ پوچھنے لگے۔ آخر بڑے جھگڑے رگڑے کے بعد یہ قرار پایا کہ آپکو راتوں رات قتل کر ڈالیں۔ پس چند شخص اس مہم کیلئے منتخب کئے گئے۔ اور انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے گرد جمع ہونیکی بابت کہا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس مشورے سے اپنے پیغمبر برحق کو اطلاع دی اور حکم کیا کہ اب آپ بھی یہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف نکل جائیں۔ پس آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمانے لگے کہ مجھے ہجرت مدینہ کا حکم ہوا ہے تم میری چادر لپیٹ کر آج رات میرے بستر پر سو جاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل میں کوئی عذر کیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی بجائے بستر پر چھوڑ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اُن سے کہنے لگے۔ کہ چلو اب ہجرت کا وقت آگیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ خبر سُن کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سردار کی اردل میں مدینہ کی طرف چل پڑے۔ شہر سے کچھ فاصلہ پر غار ثور میں مقام کیا۔

کفار قریش نے بہت پیادے اور سوار دوڑائے۔ مگر آپکا سراغ نہ ملا۔ تین دن تک آپ غار میں رہے جب کفار کی شورش کم ہو گئی۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے دو تیز رو اونٹیاں غار پر لا کر حاضر کیں۔ ایک پر حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور ایک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدینہ منورہ کے لوگ ہر روز نماز صبح کے بعد پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر آپکی راہ دیکھتے دوپہر تک دکھائی نہ دیتے تو پھر گھروں کو واپس آجاتے حتیٰ کہ جس روز آپ پہنچے تو اس روز بھی انتظار کر کے لوٹ چلے تھے۔ کہ یکایک ایک یہودی نے ٹیلہ پر سے آپکی سواری دیکھی۔ اور چلا کر ان سے کہا کہ اے گروہ عرب تمہارا بزرگ آگیا ہے۔ وہ لوگ اسی وقت لوٹ آئے۔ اور آپکے ساتھ ہو لئے۔

آپ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ پہنچے تیسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امانتیں ادا کر کے آپسے آملے۔ پھر ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ آپ ہمارے محلہ میں ٹھیریں۔ آپنے فرمایا کہ میری اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ جہاں خود بخود بیٹھ جائیگی وہاں میرا مقام ہوگا۔ چنانچہ چلتے چلتے اونٹنی وہاں آکر بیٹھ گئی۔ جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ آپ سواری سے اترے اور ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام کیا۔ پھر آپنے وہ زمین جہاں اونٹنی بیٹھی تھی خرید کر مسجد تعمیر کرنی شروع کی۔ جب مسجد نبوی اور دیگر رہائشی مکانات بن گئے۔ تو آپنے ان میں سکونت اختیار کی۔ پھر آہستہ آہستہ مدینہ منورہ میں گھروں کے گھر اور قبیلوں کے قبیلے مشرف باسلام ہوئے۔

Marfat.com

غزواتِ نبویہ

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانہ میں مخالفین سے لڑائیاں پیش آئیں، انکے اسباب وکوائف پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام لڑائیاں ایسی ہیں جو ملکی انتظام میں واقع ہوتی رہتی ہیں اور دُنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جس نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی ہو اور اُسے اس قسم کی لڑائیاں پیش نہ آئی ہوں ایسی لڑائیوں کی نسبت یہ کہنا کہ بزورِ شمشیر اسلام پھیلانے کے لئے کیگئی تھیں بالکل غلط اور بے اصل بات ہے اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ "رسالت" کے کسی حصہ میں لکھا گیا ہے +

جس لڑائی میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تشریف لیگئے اسکو سریہ کہتے ہیں ہجری ۱ھ میں سریہ سیف البحر رابغ۔ خرار غزوہ ابواء ہوئے جنکی تفصیل ذیل ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تیس مہاجرین کے ساتھ ماہ رمضان میں جو سیف البحر کو جو فارس کے کنارے پر قبیلہ بنی زہیر کے متعلق ایک جگہ ہے بھیجا۔ لڑائی چھڑ جانے کو تھی مگر صلح ہوگئی +

پھر آپ نے اپنے چچازاد بھائی عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ رابغ کو جو سمندر کے قریب ابواء اور جحفہ کے درمیان ایک میدان ہے،

روانہ کیا فریقین میں تھوڑی دیر تک تیر اندازی ہوتی رہی مگر بہت جلد رک گئی پھر آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیس مہاجرین کے ساتھ خزار کی طرف جو علاقہ حجاز کے قریب مقام ہے بھیجا مگر دشمن کا پتہ نہ لگنے سے واپس چلے آئے۔

ہجرت کے بارھویں مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود دو سو مہاجرین کو ہمراہ لیکر مقام ابواء کو روانہ ہوئے۔ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جس میں بنفس نفیس شریک ہوئے اور بغیر کسی قسم کے مقابلہ کے واپس ہوئے۔

اسی سال اذان کا آغاز ہوا۔ اور اسی سال عائشہ صدیقہؓ رخصت ہو کر آئیں اور اسی سال مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد اخوت مقرر ہوا۔

ہجری ۲ھ میں غزوۂ بواط۔ غزوہ سفوان۔ غزوہ ذو العشیرہ۔ سریہ نخلہ۔ غزوۂ بدر الکبریٰ۔ غزوۂ کدر۔ غزوہ سویق۔ غزوۂ ذی امر ہوئے جنکی تفصیل ذیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قریش دو ہزار پانسو کے ساتھ جن میں امیہ بن خلف مع ایک سو جوان قریش سے تھا مکہ کی طرف نکلے ہیں اتنی جماعت کثیر کے نکلنے سے اندیشہ ہوا کہ مبادا کچھ بدخواہی کریں۔ آپ نے دو سو اصحاب کو ساتھ لیکر سفر کیا حضرت سعد بن ابی وقاص کو جھنڈا دیا حتیٰ کہ آپ مقام بواط تک پہنچے جو شام کی راہ پر مدینہ منورہ اڑتالیس میل کے فاصلہ پر ہے مقابلہ نہیں ہوا۔ لہذا آپ چند یوم ٹھیر کر واپس مدینہ منورہ چلے آئے۔

کرز بن جابر الفہری اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کرلے گیا تھا اسلئے آپ نے

بذات خود اسکا تعاقب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں علم دیا۔ آپ نے وادی سفوان تک جو چشمۂ بدر کے قریب ہے اسکا تعاقب کیا۔ وہ ہاتھ نہ آیا لہذا آپ بغیر لڑنے کے واپس چلے آئے ؛

پھر آپ دو ڈیڑھ سو اصحاب لیکر ذوالعشیرہ کو جو بندر ینبوع کے قریب ایک جگہ ہے روانہ ہوئے۔ مگر قبیلہ مدلج اور انکے حلیف بنی ضمرہ سے صلح ہوگئی۔ لہذا آپ بغیر لڑنے کے واپس چلے آئے ؛

پھر آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو آٹھ یا بارہ آدمیوں سمیت مقام نخلہ کی طرف بھیجا۔ یہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے۔ جب وہاں پہنچے تو یکایک قریش کا ایک قافلہ بھی آن پہنچا۔ جس میں عمرو بن حضرمی اور عثمان و نوفل پسران عبداللہ بن مغیرہ اور حکم بن کیسان بھی تھے۔ فریقین کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات دوڑنے لگے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عمرو بن حضرمی کو ایک ایسا تیر مارا کہ وہ مرگیا۔ عثمان اور حکم پکڑے گئے اور نوفل بھاگ گیا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھی غنیمت کا مال اور دونوں قیدیوں کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ میں واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اس کارروائی کو برا مانا۔ آپ نے ان دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ جن میں سے حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے ؛

Marfat.com

غزوہ بدر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ مکہ والوں کا ایک قافلہ ملک شام سے تجارتی مال لیکر واپس آرہا ہے اور ابوسفیان انکا سردار ہے۔ آپ نے انکی تاراجی کا ارادہ فرمایا۔ ابوسفیان نے خبر پا کر مکہ معظمہ کہلا بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قافلہ لوٹنے آتے ہیں اگر قافلہ کو بچانا ہے تو جلد پہنچو۔ ابوجہل مکہ معظمہ سے ساڑھے نوسو آدمی ہمراہ لیکر قافلہ کے بچانیکو روانہ ہوا جن میں سو گھوڑے تھے ابوسفیان یہ خبر پا کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کے لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں قافلہ کو دوسرے راستہ سے بچالے گیا۔ اور مکہ کی فوج قدیمی راستہ پر آئی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ بدر کے مقام پر لشکر قریش سے ہوگیا۔ اگرچہ اہل اسلام کا دل یہ چاہتا تھا کہ ہمارا مقابلہ تجارتی قافلہ سے ہو کہ تھوڑی کوشش میں کفار کا بہت کچھ مال ہاتھ لگجائے مگر خداوند تعالیٰ کو اپنی قدرت سے کفار کی شوکت کا توڑنا اور اسلام کا غالب کرنا منظور تھا ۳۔ رمضان المبارک کو آپ تین سو تیرہ مجاہدین ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جن میں ستتر مہاجرین تھے اور باقی انصار تین سو تیرہ مجاہدین میں صرف دو گھوڑے سوار تھے۔ ایک مقدادؓ۔ دوسرے زبیر بن العوام اور ستر اونٹ تھے تین تین آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمادیا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی

اور حضرت زید رضی اللہ عنہما ایک اونٹ میں شریک تھے۔ ایسے ہی حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر خطاب اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم ایک اونٹ میں شریک تھے الغرض ہر ایک آدمی نمبر وار سوار ہوتے تھے۔ اور جھنڈا مصعب بن عمیر نے لیا۔ اور بڑا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مکہ کا لشکر قریب ہزار آدمیوں کے ہے اور بڑے بڑے نامور شجاع اور سردار مثل عتبہ شیبہ۔ ولید ابو جہل۔ عمر بن عبدود کے اس لشکر میں موجود ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب الحکم آیۂ کریمہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ لڑائی کے معاملہ میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ اور یہ کہا کہ دیکھو مکہ نے اپنے جگر گوشے اور چنے ہوئے لوگ تمہاری طرف بھیجے ہیں۔ ان سے لڑنے کے بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ سب سے اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُٹھے اور نہایت بہادری و استقلال کی گفتگو کی۔ انکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے۔ اور بکمال شجاعت کے کلام فرمائے۔ انکے بعد حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اُٹھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپکو خدا کا حکم ہے وہی آپ کریں ہم ہر طرح آپکے ساتھ ہیں۔ بخدا لایزال ہم ہرگز نہ کہینگے جیسا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بروقت جہاد کفار نے کہا تھا کہ حضرت آپ اور آپ کا خدا جانے اور کفار سے لڑے تو ہم یہیں بیٹھے رہینگے۔ بخدا اگر ہمکو برک الغماد

Marfat.com

یعنی حبش کو لیجائینگے تو ہم ہرگز منہ نہ پھیرینگے۔ بعدازاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو ان کفار سے لڑائی کے بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے (اس مقولہ سے مراد انصار تھے) پس سعید بن معاذ اٹھے۔ اور عرض کیا کہ آپ نے یہ خطاب شاید ہمکو کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ ہاں تمہیں مراد ہو۔ انہوں نے جملہ انصار کی طرف سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ آپ جہاد کو اٹھیں ہر طرح ہم جناب کے ساتھ ہیں۔ یہ کفار تو ہم جیسے آدمی ہیں۔ ہمکو انکا کیا خوف ہے۔ بخدا اگر آپ یہ حکم دیں کہ دریا میں ڈوب جاؤ تو بلا تامل ہم دریا میں کود پڑیں ۔

القصہ جب آپنے اعلےٰ درجہ کے حوصلہ اور عالی ہمتی سے آمادہ جنگ ہونا جماعہ صحابہ کا انکی تقریروں سے معلوم فرمالیا تو آپنے بتوکل الی اللہ مشرکین پر جہاد کرنیکی اجازت فرمائی۔ طرفین سے لڑائی کیلئے صف آرائی ہوئی بُت پرستوں کی طرف سے عتبہ شیبہ۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے اور ولید بن عتبہ میدان میں نکلے اور اہل اسلام میں سے عوف اور معوذ مسمات عفراء کے دونوں بیٹے اور عبداللہ بن رواحہ میدان جنگ میں اُترے۔ اہل مکہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اُنہوں نے جوابدیا کہ ہم انصار ہیں۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہمکو تم سے کچھ واسطہ نہیں۔ ہم تو صرف اپنے بھائیوں سے کہ شجاعانِ عرب ہیں لڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے ہم پلہ ہیں۔ وہ لوگ ہمارے مقابلہ میں آئیں

Marfat.com

جب یہ انصاری میدان سے واپس آئے اور قریشیوں کی گفتگو آپ سے آ کر عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حمزہ رضی اللہ عنہ تم اٹھو اور اے عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب تم اٹھو۔ اور اے علی کرم اللہ وجہہ تم اٹھو۔ چنانچہ یہ تینوں بزرگوار فی الفور میدان کو گئے۔ اور حمزہ رضی اللہ عنہ نے جاتے ہی شیبہ کو قتل کر ڈالا۔ اور ایسا ہی حضرت علیؓ نے ولید کو خاک میں ملا دیا مگر عبیدہ رضی اللہ عنہ اور انکے مقابل کے درمیان دو دو ہاتھ ہوئے اور دونوں زخمی ہوئے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر اسکا کام بھی تمام کیا چونکہ عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے۔ لہذا حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میدان جنگ سے اٹھا لائے۔

عبیدہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں شاید شہید نہیں ہوا۔ آپنے فرمایا کہ تو یقیناً شہید ہے۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ابوطالب مجھکو آج اس حال میں دیکھتے تو وہ جان جاتے جو انہوں نے اپنے قصیدہ میں حضرت کے اوپر جان نثاری کا مضمون لکھا تھا۔ وہ صحیح ہوا۔ کہ ہم لوگ حضرت کو کفار کے حوالہ اسوقت تک نہ کرینگے جبتک ہم مر کر زمین پر نہ گر جائیں اور اپنی اولاد و ازواج سے بیخبر نہ ہو جائیں جبکہ کفار نے اپنے تینوں پہلوانوں کا یہ حال دیکھا تو جوش میں آ کر مسلمانوں پر دفعتہً دوڑ پڑے اور فریقین آپس میں گڈ مڈ ہو گئے۔ اور خوب کشت و خون ہوا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہم پلہ تھا۔ خدائی مدد سے مسلمانوں

Marfat.com

نے کفار کو شکست دی شکست کھاکر سب بھاگ گئے مگر ان میں سے شجاعان قریش اور سردار انکفار کو مسلمانوں نے قتل کیا اور ستر کو زندہ پکڑ لیا۔ جس وقت یہ قیدی مدینہ منورہ میں پہنچے۔ ان میں سہیل بن عمر بھی تھا۔ اسکو دیکھکر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے جو ازواج مطہرات میں تھیں۔ فرمایا کہ اے سہیل تو نے اپنے آپکو کیوں عورتوں کی طرح مسلمانوں کے ہاتھ میں قید کرایا کیوں نہ مردانہ وار لڑ کر جان دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ کلام سن کر ان سے فرمایا کہ اے سودہ کیا خدا اور اسکے رسول کے مقابلہ میں تم ایسی بات کہتی ہو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات مجھ سے سہیل کی حالت زار دیکھکر بے اختیاری کی حالت میں نکل گئی۔ آپنے معذور سمجھ کر درگذر فرمایا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بپاس قرابت داری قیدیان اہل اسلام سے فرمایا کہ قیدیوں پر مہربانی کی ہیں تمکو وصیت کرتا ہوں سو مسلمانوں نے انکے بند ڈھیلے کردئے اور اپنا کھانا انکے آگے لا رکھا۔ آخر الامر قریش نے فدیہ دیکر قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اور اس لڑائی میں اہل اسلام صرف چودہ (۱۴) شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین اور آٹھ انصار ۔

کفار قریش غم کے جوش سے چاہتے تھے کہ اپنے رشتہ دارونکے مرنے پر ماتم کریں مگر بخیال اسکے کہ ہمارے غم کرنے پر مسلمان خوش ہونگے۔ اس لئے

Marfat.com

غم واندوہ کو بدشواری تمام ضبط کرتے تھے۔ منجملہ ان کفار کے اسود بن عبد بن یغوث تھا کہ اسکے تین جوان بہادر بیٹے زمعہ عقیل۔ حارث جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔ وہ اُنکے غم میں بیتاب تھا۔ مگر محض جوش حمیت وغیرت سے ماتم کرنے پر مجبور تھا۔ کہ یکایک اُس نے ایک نالۂ ماتمی کی آواز سُنی۔ چونکہ وہ نابینا تھا خود اُس آواز کی جگہ نہ جاسکا۔ اپنے غلام کو کہا کہ تم اس ماتم کے موقع پر جلد جاکر دریافت کرو اور مجھکو جلد خبر دے کہ یہ کس کا ماتم ہورہا ہے تاکہ میں بھی اپنے جگر گوشوں کے غم میں روؤں کیونکہ آتش غم نے میرے دل کو بھون ڈالا ہے۔ چنانچہ غلام اسجگہ گیا اور وہاں سے واپس آکر کہا کہ ایک عورت کا اونٹ کھو گیا ہے اُسکے غم میں وہ نوحہ کررہی ہے۔ یہ سُن کر اسود کو تاب نہ رہی اور بیساختہ چند شعر فی البدیہہ کہے۔ جنکا ترجمہ یہ ہے۔

کیا یہ عورت ایک اونٹ کے گم ہوجانے پر روتی ہے اور بیقراری اسکو سونے نہیں دیتی۔ اے عورت تجھکو اونٹ پر رونا نہیں چاہیئے۔ ولیکن ایسے چاند کے جانے پر روکہ ویسا بہت سے دلداوں کو نصیب نہیں ہوا۔ اگر تجھ کو رونا ہے۔ تو عقیل پر رو۔ اور حارث پر رو جو شیروں کا شیر تھا"

جنگ بدر اسلامی واقعات میں سے ایک بڑا بھاری واقعہ اور اسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ تین سو آدمیوں کا جن کے پاس صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ ہوں اپنے سے تگنی تعداد دشمنوں کے مقابلہ

Marfat.com

میں جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو سوار ہوں میدانِ جنگ میں لڑتا اور اسکے علاوہ یہ کہ اس امر کیلئے پہلے کوئی تیاری اور مشورہ بھی نہیں کیا گیا تھا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکلنے کے وقت انکو معلوم بھی نہیں کرایا تھا۔ پس ایسی کمزوری اور ناداری کی حالت میں سخت لڑائی کے بعد زور آور دشمنوں پر فتحیاب ہونا بغیر آسمانی تائید کے نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ کفار نے بھی اس جنگ کی نسبت یہی ظن کیا ہوا تھا کہ اسلام کی صداقت اور اسکی ترقی و پستی معرکہ بدر پر موقوف ہے اور بیشک اسلام کی صورت اسوقت ایسی ہی نظر آتی تھی۔ تب ہی قریش نے اس پر پورا زور دکھلایا۔ اور جان توڑ کوشش کی ہر طرف سے اپنے حمائیتیوں کو جمع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی بھر بے سامان جماعت کے مقابلہ میں نکلے۔ دشمنوں کی ایسی کثرت اور جان توڑ سعی اور آپکی بے سامانی اور اصحاب کی قلت کے وقت آپکی پیشینگوئی سنائی گئی۔ کہ دشمنوں کی جمعیت ضرور ضرور شکست کھائیگی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیگی۔

اللہ تعالیٰ نے آپکی نصرت کیلئے اس لڑائی میں پانچہزار فرشتے نازل کئے جنکی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ط

یعنی فرشتوں کا نازل کرنا صرف تمہاری بشارت کے لئے تھا۔ تاکہ تمہیں

Marfat.com

اطمینان رہے ورنہ مدد تو صرف اللہ ہی کی ہے۔ بیشک اللہ غالب ہے جو
چاہے کرسکتا ہے اور حکمت والا ہے جو کرتا ہے اس میں باریک حکمتیں ہوتی ہیں

اس جنگ میں علاوہ نصرت الٰہی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور نشان ظاہر ہوا کہ آپ نے ایک مٹھی سنگریزے اٹھاکر کفار کی طرف پھینکے۔ جس سے تمام کفار کی آنکھیں بھر گئیں اور خدائے واحد کے لشکر کو کفار کے قتل کا موقع ملا۔ چونکہ ایک مٹھی سنگریزوں سے ہزار شخص کی آنکھ کو آسیب پہنچانا بشری طاقت سے باہر ہے۔ اور یہ بطریق معجزہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو اپنی نسبت کرکے یوں فرماتا ہے فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

اے مومنو کفار کو تم نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے قتل کیا۔ اور اے پیغمبر
جب تم نے مٹھی پھینکی تھی۔ بلکہ ہم نے پھینکی تھی۔

غزوۂ سویق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بدر عظمیٰ سے فراغت حاصل کرکے مدینہ شریف میں آئے ہوئے ابھی سات روز گذرے تھے کہ آپکو قبیلہ غطفان کے جمع ہونیکی خبر پہنچی اور خود انکی جمعیت کو پراگندہ کرنے کے لئے نکلے حتیٰ کہ آپ کوریہ پہنچے۔ آپ نے وہاں تین دن قیام کیا۔ مگر کوئی لڑائی نہ ہوئی

Marfat.com

لہٰذا آپ مدینہ منورہ کو واپس چلے آئے۔

ابوجہل وغیرہ صنادید قریش کی سرداری ابوسفیان کے ہاتھ آئی چونکہ اسکا بیٹا حنظلہ اور اقربا جنگ میں مارے گئے تھے۔ ان کے جوشِ انتقام میں اُس نے قسم کھائی کہ جبتک بدلہ نہ لونگا غسل نہ کرونگا۔ اور نہ عورت سے ہمبستر ہونگا۔ پس جونہی اسیران قریش چھُوٹ کر صحیح سلامت اپنے گھروں میں پہنچے، وہ دو سو سواروں کے ساتھ مکہ سے نکلا اور چھُپتا ہُوا مدینہ کے قریب پہنچگیا۔ وہاں کھجوروں کے درخت جلائے اور دو مسُلمانوں کو شہید کردیا۔ جب یہ حال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا تو فوراً اُسکا تعاقب کیا وہ تابِ مقابلہ نہ لائے اور سب بھاگ گئے اور بدحواسی کی حالت میں ستّو کی بوریاں بھی لیجانی اُنکو مشکل پڑیں۔ ہلکے ہونیکی غرض سے وہ بھی چھوڑ گئے۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کا نام غزوہ سویق مشہور ہوگیا۔ کہ مال غنیمت میں بہت سے ستو مسُلمانوں کے ہاتھ آئے۔

غزوۂ سویق سے واپس آکر آپ نے مدینہ منورہ میں اقامت کی کہ ناگاہ بنی غطفان نے پھر سر نکالا۔ اور علاقہ نجد میں مخالفانہ اِجتماع کرنے لگے اُنکی جماعت کو منتشر کرنیکے لئے آپ نے پھر سفر کیا بنی غطفان آپکے پہنچنے پر پراگندہ ہو گئے۔ اور کوئی لڑائی نہ ہُوئی۔ لہٰذا آپ مدینہ منورہ کو واپس چلے آئے۔

Marfat.com

فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح

اِسی سال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا جسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ بری خریدنے کے واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ چارسو اسی درم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت فرمائی مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر وہ زرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہدیۃً دیدی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ چارسو اسی درم جو زرہ بیچ کر لائے تھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھدیئے۔ آپ نے اُن میں سے ایک مٹھی بھر کر بلال رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمائی۔ کہ انکی خوشبو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے لے آؤ۔ اور باقی درم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیدیئے کہ جہیز یعنی گھر کی ضرورت کی چیزیں مہیا کر دو۔ الغرض ایک پلنگ اور ایک لحاف بچھونا کتان کا۔ ایک تکیہ اور چاندی کے بازوبند اور ایک مشک اور چکی۔ دو گھڑے مٹی کے جہیز میں دینے کو مہیا کئے پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرفائے مہاجرینؓ انصار کو ایکدن جمع فرما کر خطبۂ نکاح پڑھا اور چاندی کے چارسو دینار مہر بیان فرما کر عقد نکاح کر دیا۔ حساب کے رُو سے چارسو دینار چاندی کے ڈیڑھ سو تولہ چاندی ہوتی ہے

Marfat.com

اور بعد فراغ نکاح آپنے یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمکو بخوبی اتفاق سے رکھے اور تمکو بلند نصیب کرے اور برکت عطا فرمائے۔ اور تم سے بہت سی اولاد پاکیزہ پیدا فرمائے۔ بعدازاں ایک طباق چھوہاروں کا لُٹایا گیا۔

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کیا۔ تو قبل از زفاف انکے ہاں تشریف لے گئے۔ اور اُن سے پانی منگوایا۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ایک تعب میں پانی بھر کر لائیں۔ آپنے اُس پانی میں سے پی کر اُس میں کُلی ڈالی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا آگے آؤ۔ وہ آگے آئیں۔ پھر اُس پانی کو آپنے اُنکے سر اور سینہ پر چھڑکا پھر اُن سے فرمایا کہ پیٹھ پھیرو۔ اُنھوں نے پُشت پھیری آپنے پانی اُنکی پُشت پر چھڑکا۔ اور یہ دُعا فرمائی کہ "الٰہی میں تیری پناہ میں فاطمہ اور اُسکی اولاد کو کرتا ہوں کہ شیطان مردود کے شر سے محفوظ رہے"۔ پھر آپنے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی طلب کیا۔ وہ پانی لائے۔ آپنے اُس میں بھی کُلی کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھی سر اور سینہ اور پشت پر چھڑکا اور وہی دُعا دی۔

صَلّٰی وَسَلَّمَ مَنْ اَوْلَاہُ کُلَّ عَلَا عَلَیْہِ مَاجَنَّ لَیْلٌ وَبَدَا سَحَرٌ

غزوۂ اُحد

۱۱ شوال ۳ سنہ ہجری میں لڑائی ہُوئی۔ اسکا سبب یہ ہُوا کہ بدر کی شکست

کا خار کفار کے دل میں کھٹک رہا تھا۔ اور وہ اس شرم کے رفع کرنیکی فکر میں تھے پس سرداران قریش ابو سفیان کے پاس آئے اور انکے دوستوں سے جو تجارت پیشہ تھے امداد کی درخواست کی انہوں نے انکی درخواست قبول کرلی اور عمرو بن العاص کو مع اور تین معزز لوگوں کے عرب کے درغلانے کو جابجا بھیجا جسکی کہ قبیلہ ثقیف اور کنانہ کے بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور قریش اپنے خواص عوام کو لیکر بارادہ جنگ مدینہ کو اٹھ کھڑے ہوئے اور جبیر بن مطعم نے اپنے وحشی غلام سے یہ کہا کہ اگر تو محمدؐ کے چچا کو قتل کردیگا۔ تو میں تجھ کو آزاد کر دونگا۔ یہ وحشی برچھا پھینک کر مارنے میں ایسا بلا کا مشاق تھا کہ بہت کم دفعہ اسکا نشانہ خالی جاتا تھا۔

غرض ابو سفیان اس لشکر کے سردار ہوئے اور اپنی زوجہ ہندؓ عتبہ کو ہمراہ لیا۔ اور اسی طرح دیگر اعیان قریش نے اپنی اپنی مستورات کو ساتھ لیا تاکہ انکے ننگ و ناموس کے خیال سے جان توڑ کر لڑیں گے۔ اور کیسا ہی سخت وقت آئے۔ انکے خیال سے نہ بھاگیں گے۔ غرض عورتوں نے دف بجانا شروع کیا۔ اور جنگ بدر میں جو انکے خویش و اقارب مارے گئے تھے اُن پر مرثیہ کرنا شروع کیا۔ تاکہ مشرکوں کا خون جوش میں آجائے اور غیرت و حمیت کا دریا موجزن ہو جائے۔ آخر الامر نہایت جوش و خروش سے مدینہ منورہ کی طرف کفار روانہ ہوئے اور بدھ کے روز شوال کی چوتھی تاریخ

Marfat.com

ذی الحلیفہ میں کہ مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے جا اُترے۔ اور یہ تین ہزار کا لشکر تھا۔ اوران میں سات سو زرہ پوش تھے اور دو سو سوار تھے۔

ابو عامر انصاریؓ نے جب یہ خبر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی تو آپ نے چاہا کہ مدینہ منورہ ہی میں رہ کر کفار سے لڑیں مگر بعض صحابہ کا اصرار ہُوا کہ نہیں مدینہ سے باہر جا کر لڑنا چاہیئے۔ پس آپ نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا والی بنا کر اپنی جگہ اُنکو مدینہ میں چھوڑ کر آپ ایک ہزار مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ سے باہر تشریف لائے۔ ان ایک ہزار میں سو زرہ پوش اور دو سو سوار تھے۔ جب آپ مدینہ اور احد پہاڑ کے درمیان پہنچے تو راستہ میں سے عبداللہ بن اُبَیّ منافق ایک تہائی جماعت کو یہ کہہ کر واپس لے آیا کہ آج تو لڑائی ہونیکی اُمید نہیں ہے مگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف چلتے رہے۔ یہانتک کہ عدوۃ الوادی میں جا کر ٹھیرے اور ایسی طرح کھڑے ہُوئے کہ اُحد پہاڑ آپکے لشکر کے پس پُشت تھا۔

قبل از جنگ ابو سفیان نے انصار رضی اللہ عنہم کے پاس یہ پیغام کہلا کر بھیجا۔ کہ اگر تم میرے چچازاد بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے حوالہ کر دو تو مجھے تمہارے ساتھ لڑنے سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ پس اگر تم ایسا کرو گے تو میں یہاں سے بدون لڑے واپس چلا جاؤنگا۔ اور تمکو کسی طرح کا آزار نہ دونگا۔ انصار نے اس پیغام کے جواب میں ایسی سخت ناگوار

Marfat.com

باتیں کہلا بھیجیں کہ جن سے جملہ کفار نہایت تلخکام ہوئے۔ اور جل بھن کر لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ ابو سفیان نے لشکر کے دہنی طرف خالد بن ولید اور بائیں طرف عکرمہ بن ابو جہل مقرر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ پچاس تیر اندازوں کو اپنے لشکر کی پشت کے پیچھے بہ سرداری عبداللہ بن جبیرؓ کھڑا کیا۔ تاکہ کوئی حصہ کفار کی پشت کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہو۔ اور اُن سے آپ نے یہ فرمایا کہ چاہے ہماری فتح ہو یا شکست مگر تم اس جگہ سے بدون میری اجازت کے نہ ہٹنا۔ اور زبیرؓ کو سواروں پر مقرر کیا۔ غرض آپ لشکر کو ترتیب دیکر کفار کی طرف جھکے۔ جب دونوں لشکر قریب آئے تو آپس میں بھڑ گئے اور قتل و قتال شروع ہو گیا۔ ہندہ زوجہ ابو سفیان دف بجانے لگی۔ اور اپنی ساتھ والی عورتوں کے ساتھ بہادری کے اشعار اور اپنی تعریف اور اپنے قبیلہ کا فخر گانے لگی۔ کہ ہم طارق کی بیٹیاں ہیں۔ نرم گدیلوں پر چلتی ہیں۔ جیسے چھلکتے ہوئے کبک چلتے ہیں۔ ہماری مانگوں میں مشک بھری ہوئی ہے اور گلوں میں موتی۔ اے مردو اگر تم مسلمانوں پر حملہ کرو گے تو ہم تمہارے گلے لپٹیں گی۔ اگر لڑائی سے پشت پھیر دگے تو ہم تم سے الگ ہو جائینگی۔

طرفین کے بہادر خوب جم کر لڑے اہل اسلام میں سے حضرت حمزہؓ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہما لشکر کفار میں ایسے گھس گئے کہ انکا پتہ نہ

چلا کفار قریش بھی جان توڑ کر لڑے مگر اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو غالب کیا کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور بدحواس ہو کر بھاگ پڑے۔ بعدہٗ مسلمانوں نے مال غنیمت جمع کرنا شروع کیا۔ وہ پچاس تیر انداز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پہاڑوں کے درمیان اپنی پشت پر کھڑے کئے تھے۔ وہ بھی مال غنیمت جمع کرنے پر آمادہ ہوئے۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ انپر سردار تھے۔ انہوں نے ہرچند منع کیا کہ دیکھو عدول حکمی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کرو۔ جب وہ اجازت دیں تو یہاں سے ہٹو۔ چنانچہ صرف دس مسلمانوں نے انکی اطاعت کی۔ باقی چالیس تیر انداز غنیمت پر پڑ گئے۔
خالد بن ولید نے بھاگتے بھاگتے گھاٹی کا خالی موقع پا کر مع اپنے ہمراہیوں کے اسی طرف کو حملہ کیا۔ اور گھاٹی پر دس مسلمان جو باقی تھے۔ وہ سب لڑکر وہیں شہید ہو گئے۔ اس گھاٹی کی طرف سے مسلمانوں کی پشت کی طرف خالد بن ولید نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور جب کفار نے دیکھا۔ خالد مسلمانوں کی پشت پر جا پڑا تو انہوں نے سامنے سے مقابلہ کیا۔ غرض یہ کہ مسلمانوں کو جملہ کفار نے بیچ میں لے لیا ہر طرف سے مار پڑنے لگی تو مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور لڑائی کا ڈھنگ بگڑ گیا۔ اور کفار کا غلبہ ہو گیا۔ کفار نے پتھر پھینکنے شروع کئے۔ ان میں سے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک پر آ لگا۔ جسکے صدمہ سے چوکے میں سے نیچے کے دو دانت

Marfat.com

شہید ہوگئے۔ اور دوسرا پتھر آپکے سر مبارک پر اس زور سے آکر لگا کہ اسکے صدمہ سے خود کی کڑیاں سر میں گھس گئیں غرض آپکی پیشانی اور چہرہ پر ایسی چوٹ آئی کہ آپ زمین پر گر پڑے اور گھٹنے کی چپنی بھی زخمی ہوگئی۔ اس حالت میں کفار ٹوٹ پڑے اور چاہتے تھے کہ آپکو شہید کر ڈالیں مگر چند لوگوں نے نہایت جانبازی کے ساتھ آپکی حفاظت کی۔ پانچ انصاری آپکے اوپر نثار ہوگئے۔ اور ابودجانہؓ آپکی سپر بن گئے۔ اور جس قدر تیر آئے اپنی جان پر لئے۔ اور جنبش نہ کی۔ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہی کرنے میں شہید ہوئے۔ انکے قاتل نے جانا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالا تو وہاں سے چلا اور سب کافروں میں باواز بلند پکار دیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا۔ اس خبر سے اہل اسلام میں آہ و بکا اور کفار میں خوشی کا شور و غل مچگیا۔ بہت سے مسلمان شکستہ دل ہوکر پراگندہ ہوگئے مگر چند آدمی جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر خطابؓ اور علی رضی اللہ عنہم تھے۔ استقلال کے ساتھ جمے رہے ؛

اسی اثناء میں انس بن نضیرؓ نے چند مہاجرین کو دیکھا کہ وہ بیدل ہوکر لڑنے سے رک گئے ہیں تو ان سے انس بن نضیر نے دریافت کیا کہ آپ لوگ لڑتے ہیں کیوں نہیں کوشش کرتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے پھر کس پر جاں نثاری کریں۔ اِس بات کے جواب میں انس بن نصیر نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر زندگی کا کیا لُطف ہے۔ پس لازم ہے کہ ہم بھی لڑکر شہید ہوں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں۔ آخر کار وہ جملہ مہاجرین نہایت جوش کے ساتھ اسقدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔ جو اہل اسلام شہید ہُوئے تھے اُنکو ہندہ زوجہ ابوسُفیان اور اُسکی ساتھ کی عورتوں نے عداوت سے مثلہ کر دیا یعنی سب کے کان اور ناک کاٹ لیں مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش کے ساتھ علاوہ ناک اور کان کاٹنے کے یہ ستم کیا کہ انکے پہلو کو چاک کرکے انکا جگر نکال کر چبا ڈالا۔ بعد ازاں ابوسُفیان مع اپنے ہمراہیوں کے پہاڑ پر چڑھا۔ اور پُکارا کہ دیکھو لڑائی ہمارے تمہارے ہاتھ میں مثل ڈول کے ہے کسی روز تمہاری فتح اور کسی روز ہماری فتح۔ یہ کہکر مکہ کو واپس ہو گئے کہ تیار رہنا اگلے برس بھی تمہارے اوپر چڑھائی کرونگا*

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہیدوں کی خبر لینا چاہیئے تو معلوم ہُوا کہ ستر شہید ہُوئے منجملہ اُنکے ایک سعد انصاری تھے کہ کسی قدر اِن میں جان تھی۔ جب ایک صحابی نے اُنکو دیکھا تو اُنھوں نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچانا اور یہ عرض کرنا کہ اللہ تعالی آپکی امت کو ایسی توفیق عطا فرمائے کہ وہ آپکی اعلیٰ درجہ کی خدمت سے مشرف ہوتی رہے

Marfat.com

اور میری قوم کو یہ پیغام پہنچانا کہ جبتک تمہاری آنکھیں پتلی پھرتی رہے یعنی جان میں جان رہے۔ اُسوقت تک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہونے دینا۔ اگر تمہاری زندگی میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی کفار سے تکلیف ہُوئی تو پھر تم سے خدا کے سامنے کچھ عذر بن نہ پڑیگا۔ یہ کہکر وفات پائی ؞

اِس جنگ میں انصاریہ عورت کا باپ اور بیٹا شہید ہو چکا تھا جب اُس نے اِنکی شہادت کی کسی شخص سے خبر سُنی تو اُس نے کہا کہ خیر یہ تو ہُوا مگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت بیان کرو۔ لوگوں نے کہا الحمد للہ خیریت سے ہیں لیکن اُس نے کہا کہ جبتک میں آپکا جمال پاک نہ دیکھ لونگی مجھے قرار نہ آئیگا۔ پس جب وہ آپکی زیارت سے مشرف ہُوئی تو عرض کیا کہ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کیسی ہی مُصیبت کیوں نہ ہو۔ آپکی سلامتی کے مقابلہ میں ہمارے نزدیک بے حقیقت ہے ؞

بیر معُونہ کی لڑائی

سنہ ۴ ھ میں بیر معُونہ کے مقام پر لڑائی ہُوئی صُورت اُسکی یہ ہُوئی کہ ابو براء نجدی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا آپ نے دعوتِ اسلام فرمائی۔ اُس نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر میری قوم

Marfat.com

اسلام قبول کرے تو بیشک میں بھی مسلمان ہو جاؤنگا اور اُس نے اسلام کی بہت
تعریف کی کہ جس سے اسلام کی طرف اسکی رغبت تام معلوم ہوئی الحاصل اُس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ہمراہ نجد والوں کی طرف
کچھ آدمی نصیحت کو روانہ فرمائیے تا کہ وہ لوگ انکی نصیحت سے اسلام کو
قبول کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد کی طرف سے کھٹکا ہے۔ ابوبراء نے
عرض کیا کہ جو مسلمان میرے ہمراہ چلینگے میں اُنکا ضامن ہوں۔ آپ نے
ستر آدمی جو بلقب قراء مشہور تھے۔ انکو ابوبراء کے ہمراہ فرمادیا اور انکے
ساتھ ایک نامہ بنام عامر بن طفیل دعوت اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کردیا۔ اور اُن پر منذر بن عمرو کو امیر مقرر کیا۔ یہ لوگ بیر معونہ
پر جاکر ٹھیرے کہ جو مدینہ منورہ سے چار منزل پر تھا۔ منذر بن عمرو نے
وہ نامہ عامر بن طفیل کے پاس جو نجدیوں کا سردار تھا حرام بن ملحان کے
ہاتھ بھیجا۔ اُس نے نامہ بر کو مارڈالا اور اپنی قوم سے کہا کہ ان مسلمانوں کو
بھی مارڈالو۔ مگر اسکی قوم نے اس خیال سے کہ یہ لوگ ابوبراء کی امان
میں ہیں نہ مارا مگر عامر بن طفیل ملعون نے قبائل سلیم و عصیہ و رعل و
ذکوان کو جمع کرکے قراء اہل اسلام سے لڑنا شروع کردیا۔ آخر کار سب
لوگ شہید ہوگئے۔ مگر صرف ایک کعب بن زید بچے۔ مگر وہ بھی سخت
زخمی ہوکر گر پڑے تھے۔ اور کفار انکو مردہ جان کر چھوڑ گئے تھے۔

Marfat.com

پھر کعب رضی اللہ عنہ ان کے جانیکے بعد وہاں سے اُٹھ کر چلے اور رفتہ رفتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہو گئے اور سب حال عرض کیا ؛

خندق کی لڑائی

۵ھ میں خندق کی لڑائی پیش آئی اور اُسکے آنیکی یہ شکل ہوئی کہ بنی نضیر جو یہود تھے۔ انکی ایک جماعت مکہ معظمہ کفار قریش کے پاس گئی اور انکو لڑائی پر آمادہ کیا اور اُن سے وعدہ کیا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برباد نہ کر دینگے۔ اُسوقت تک ہم تمہارے شریک رہینگے قریش نے اسکو غنیمت سمجھ کر قبول کر لیا۔ اسی طرح یہ یہودی قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ انکو بھی اسی وعدہ پر اپنا موافق بنالیا۔ پس قریش کا سردار ابوسفیان بنا اور غطفان کا عیینہ اور سب مل کر دس ہزار جنگجو مدینہ پر چڑھ آئے۔ قریش تو رومہ کی سیل گاہوں میں اُترے اور غطفان احد کے قریب اُترے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو آپنے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ جو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے آپسے رائے عرض کی تھی۔ اس اثناء میں قریش کا داؤ مسلمانوں پر یہ بھی چل گیا کہ بنو قریظہ جو ایک قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم عہد تھا۔ قریش نے انکو بھی کہہ سُن کر

Marfat.com

پھیر لیا۔ اور وہ بھی آپ سے بدعہدی کر کے دشمنوں کے قریب شریک ہو گئے۔ مشرکوں نے خندق کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور بیس روز سے زیادہ دنوں تک طرفین میں تیراندازی ہوتی رہی۔ اسکے بعد قریش کے چند سوار جن میں عمر بن ود اور عکرمہ بن ابی جہل تھا خندق کے کنارے آ کر کھڑے ہوئے اور خندق کے اُس مقام سے جہاں پر اُس کا عرض کم تھا۔ وہاں گھوڑے بڑھا کر لشکر اسلام میں جا پہنچے۔ اور اپنی بہادری کے اشعار پڑھنے لگے اور بالخصوص عمر بن ود اور کہ نشان دار تھا۔ زیادہ اپنا فخر جتلاتا تھا۔ تاکہ اہل اسلام اُسکا مرتبہ پہچانیں۔ سب سے اول اُس نے لڑائی کیلئے اپنے مدمقابل کی درخواست کی حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر سے نکلے اور پہلے وار میں اسکو مار کر گرا دیا۔ یہ حال دیکھ کر اسکے ساتھ کے سوار بھاگ گئے۔ بعدازاں نعیم بن مسعود کہ بنی غطفان میں ایک معزز شخص تھے۔ وہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ اُنھوں نے قبل از اظہارِ اسلام قریش اور بنی قریظہ میں اپنی حکمتِ عملی سے مخالفت کرا دی اول تو قریش اس مخالفت سے بیدل ہوئے۔ دوسرے قدرت خدا سے یہ ہوا کہ موسم سردی کا تھا۔ نہایت تیزی کے ساتھ سرد ہوا چلنے لگی کہ جس سے اُنکے خیمے اکھڑ گئے اور وہ سردی جو اُنکے حق میں بلائے آسمانی تھی اُسکی تاب نہ لائے۔ اور گھبرا کر کوچ کر گئے۔ جب بنی غطفان کو

Marfat.com

قریش کے چلے جانیکی خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنا راستہ لیا ؁

حدیبیہ کی صلح

سنہ ۶ ہجری المقدس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ مکہ معظمہ تشریف لیجا کر عمرہ کریں مسلمانوں کو اطلاع کی تو بہت سے مہاجر و انصار قریب ایک ہزار چار سو کے قریب بغرض ادائے عمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے اور ستر اونٹ قربانی کرنیکو ہمراہ لئے تاکہ لوگ جان لیں کہ آپکا ارادہ صرف بیت اللہ شریف کی زیارت کا ہے۔ آپ بمقام عسفان پہنچے تو آپکو بشر بن سفیان کعبی ملے اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشیوں نے جب سے آپکی روانگی سنی ہے سب بمقام ذی طویٰ جمع ہوئے ہیں اور قسم کھائی ہے کہ آپکو مکہ میں ہرگز نہ جانے دینگے پھر قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو کہ وہ طائف والوں کا سردار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ اُس نے آکر کہا کہ قریش نے چیتا اور شیر کی کھال پہن رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس امر کا پختہ عہد کیا ہے کہ آپکو بزور مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ اثنائے گفتگو میں عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو بار بار ہاتھ لگاتا تھا مگر جب وہ ہاتھ لگاتا تھا تو مغیرہ بن شعبہ جو آپکے سر مبارک کے قریب کھڑے تھے۔

Marfat.com

اُسی وقت اُسکا ہاتھ تلوار کے میان سے ہٹاتے اور فرماتے کہ اپنے ہاتھ کو الگ رکھ۔ عروہ نے مغیرہ سے کہا کہ تیرے دل سے کیسی محبت کی رگ کٹ گئی۔ اور تو کیسا بدمزاج سخت آدمی ہو گیا۔ آپ یہ سُن کر ہنسنے لگے۔

پھر عروہ نے صحابہ کے عشق و محبت کا حال دیکھا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہیں کہ اگر آپ وضو کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ ایک ایک قطرہ پر جھپٹتے ہیں۔ اور اگر کوئی آپکا بال مبارک ریش یا سر مبارک سے علیحدہ ہوتا ہے۔ تو اسکو شوق سے تبرک کا لے لیتے ہیں۔

یہ کیفیت دیکھ کر عروہ کفار قریش کی طرف واپس گیا اور کہا کہ میں نے فارس اور روم کے بادشاہوں کو اُنکے مُلک میں دیکھا ہے مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ مثل محمدؐ کے اُسکی قوم میں اسکا رتبہ ہو۔ محمدؐ کسی بُرے ارادے سے نہیں آتے۔ لہذا ایسے شخص سے صلح کر لینی چاہیئے۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور پیامبر کے ابوسفیان اور دیگر سرداران قریش کے پاس بھیجا کہ میں لڑائی کے ارادہ سے نہیں آیا۔ بلکہ صرف عمرہ کرنے آیا ہوں ہر چند حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قریش کو سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور یہ کہا کہ ہم تو اب مکہ میں ہرگز نہ آنے دینگے۔ خواہ وہ کسی ارادے سے آئے ہوں چونکہ

Marfat.com

قریش کو فہمایش کرنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیر ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے غلط آکر کہہ دیا کہ قریش نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پکڑ کے مار ڈالا۔ آپ نے نہایت جوش میں آکر فرمایا کہ جبتک میں عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ قریش سے نہ لیلونگا۔ ہرگز یہاں سے نہ ٹلونگا۔ پھر آپ ببول کے درخت کے نیچے جا بیٹھے اور صحابہ سے اس امر پر بیعت لی کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلہ لینے میں مرجانا گوارا کرینگے۔ مگر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحیح وسلامت آگئے اور اس خبر کا غلط ہونا معلوم ہوگیا۔

بعدازاں قریش نے سہیل کو صلح کرنیکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صلحنامہ لکھنے کو طلب فرمایا اور کہا کہ لکھ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سہیل نے کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے بلکہ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حسب اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو۔ یہ وہ صلحنامہ ہے جسکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طے کیا ہے سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپکو رسول اللہ جانتے تو تم سے کیوں لڑتے بس اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اے علیؓ تو لفظ رسول اللہ کو اس صلحنامہ سے مٹا دے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

Marfat.com

کہ خدا کی قسم میں ہرگز اس لفظ کو نہ مٹاؤنگا۔ پھر آپ نے وہ صلحنامہ لیکر بغرض تکمیل صلح وہ لفظ خود مٹایا اور اپنے دستِ مبارک سے بطور معجزہ کے محمد بن عبداللہ تحریر فرما دیا۔ اور صلحنامہ میں یہ شرطیں لکھی گئیں۔

(۱)۔ دس برس تک طرفین سے کوئی کسی پر چڑھائی نہ کرے۔

(۲)۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلا اجازت اپنے سرپرست کے چلا آئے۔ وہ اسکو واپس دیدیں اور جو آپکے پاس چلا آئے وہ اسکو واپس نہ دیں۔

(۳)۔ جس کسی قوم کا دل چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی رہے اور جس قوم کا دل چاہے وہ قریش کا مددگار ہووے۔ ایکدوسرے کا ہم عہد پر چڑھائی کرے اور نہ ایکدوسرے کے معاہد کے دشمن کی مدد کرے۔

(۴)۔ اس سال آپ مدینہ کو واپس چلے جائیں۔ اور آئندہ سال عمرہ کو تشریف لائیں اور تین روز سے زیادہ نہ رہیں اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور وہ بھی سواروں کی جادانیوں میں ہو۔

جسوقت آپ یہ صلحنامہ لکھوا کر فارغ ہوئے تو اسی وقت ابوجندل اسی سہیل کا بیٹا جو مسلمان ہوگیا تھا۔ مگر باپ نے پابزنجیر کر رکھا تھا کسی طرح قید سے چھوٹ کر پاؤں میں زنجیر پڑی ہوئی قیدیوں کی طرح چلتا ہوا اسلامی محبت کے جوش میں آپکے پاس آیا جب سہیل نے اپنے بیٹے ابوجندل کو دیکھا تو کہا کہ یا محمد معاملہ صلح کا فیمابین اسکے آنے سے پیشتر طے ہوچکا

ہے۔ لہذا اسکو واپس کرنا ہوگا۔ آپنے فرمایا ٹھیک بات ہے ابوجندل کو پکڑکے سہیل کے حوالہ کردیا۔ ابوجندل نے پکار کر کہا کہ اے مُسلمانو تم مجھکو مشرکوں کے حوالہ کرتے ہو کہ مجھکو طرح طرح سے ستائیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اسمیں بھی تجھکو ثواب ہوگا۔ لہذا صبر کرو کہ ہر ایک سختی کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی بھیجتا ہے اور ہم اپنے عہد کر لینے پر مجبور ہیں۔ ہماری طرف سے عہد شکنی ہرگز نہ ہوگی مگر مسلمانوں کے دل اُسکی واپسی سے کمال درجہ بے چین ہوئے اور بدرجۂ غائت سب کو غم ہُوا۔ بعد صلحنامہ لکھے جانے کے طرفین کے دستخط اُس پر ہوگئے ؛

خطوط اور تحریری دعوتِ اسلام

اِسی سال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب رواج ہرن کی جھلّیوں پر چند سفرنامے اسلامی دعوت میں لکھوائے اور مُہر ثبت ہونیکے بعد معتمد سفرا کے ہاتھ سلاطین و ملوک کی جانب اِدھر اُدھر روانہ کردئے ؛

ہرقل شاہ روم کے نام فرمان

(۱) ہرقل شاہ روم کے نام کا فرمان لیکر حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی روانہ ہُوئے۔ جس کی عبارت یہ تھی :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ اَسْلِمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ الْاَرِیْسِیِّیْنَ وَیَا اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۰

ترجمہ۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہ روم کی طرف پیام ہے کہ سلام اس پر جس نے ہدائیت کا اتباع کیا۔ اما بعد میں تمکو بلاتا ہوں دعوت اسلام کی طرف مسلمان ہوجاؤ سلامتی پاؤ گے۔ اسلام لے آؤ حقتعالیٰ تمکو دوہرا اجر دیگا۔ اور اگر نہ مانا تو یاد رکھو کہ تم پر تمہاری قوم اریس کا بھی گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک کلمہ کی جانب جو مساوی ہے ہم میں اور تم میں کہ نہ عبادت کریں مگر اللہ کی۔ اور نہ شریک کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنائے ہم میں ایک دوسرے کو رب اللہ چھوڑ کر۔ پس اگر وہ روگردان ہوں تو کہدو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں ؛

Marfat.com

کسرےٰ فارس کے نام فرمان

(۲) ایک خط آپ نے کسرےٰ پرویز کے نام لکھا جس کا مضمون یہ تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى كِسْرٰى عَظِيْمِ فَارِسَ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَاٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اَسْلِمْ تَسْلَمْ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْمَجُوْسِ (زاد المعاد)

ترجمہ۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے کسرےٰ شاہ فارس کی طرف پیام ہے کہ سلام اُس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ اور اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا۔ اور گواہی دی کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ یگانہ اسکا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد اسکے بندہ اور اسکے رسول ہیں۔ میں تمکو بلاتا ہوں خدائی دعوت کی جانب کیونکہ میں اللہ کا بھیجا ہُوا ہوں۔ تمام مخلوق کی جانب۔ تاکہ ڈرادے اسکو جو زندہ ہو اور حق ثابت ہو جائے کافروں پر مسلمان ہو جاؤ سلامتی پاؤ گے۔ ہاں اگر انکار کیا تو یاد رکھو کہ مجوس کا گناہ بھی تم ہی پر ہو گا۔

Marfat.com

یہ خط آپ نے غزوۂ تبوک سے واپس آکر لکھوایا۔ اور عبداللہ بن حذیفہ کے ہاتھ دیا۔ فارس کے تخت پر اس وقت کسرے پرویز بن ہرمز نوشیروان تھا جب اسکو آپکا یہ خط پہنچا تو تکبّر اور تعصب میں آکر جھنجلایا۔ اور کہنے لگا کہ وہ ایک غلام ہوکر ہمکو ایسے ایسے خط لکھتا ہے۔ اسی جوش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہدایت نامہ کو پھاڑ ڈالا۔ اور باذان کو جو اس طرف کے علاقہ عرب پر نائب تھا لکھا کہ یہ شخص جو قریش میں سے نبوت کا مدعی ہے اس پر چڑھائی کرو اگر توبہ کرلے تو بہتر ورنہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تکبّر اور استخفاف رسالت کے پاداش میں اُس پر اور اُسکے لشکروں پر جو اسکے تکبر و غرور کے باعث تھے بددعا کی۔ یا الٰہی انکو بالکل نیست و نابود کردے۔ ایک مہینے تک پیغمبر صادق کے آزردہ دل کی بددعا کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ کسرے پرویز کا سر اسکے بیٹے شیرویہ نے قلم کردیا۔ اور بادشاہی کی حرص نے اُسے اس امر پر بھی اُبھارا کہ اپنے بھائی کو بھی باپ کا پیالہ پلائے۔ چنانچہ اُسکو بھی قتل کرکے خاک سے ملادیا۔ اور خود بھی چھ ماہ بعد مرگیا۔ اب شاہی خاندان میں تخت نشینی کے لایق کوئی فرزند نرینہ نہ رہا۔ لہذا مجبوراً ملک فارس کی عنان حکومت عورت کے ہاتھ میں دیگئی۔ اور ارکان سلطنت نے کسرے پرویز کی بیٹی بوران کو تخت پر بٹھلایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی تخت نشینی کی خبر

Marfat.com

پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ وہ قوم کبھی مراد کو نہیں پہنچیگی جس نے عورت کو اپنے امور کا متولی بنایا۔ آخر کار تھوڑا عرصہ بعد خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک فارس مسلمانوں کے قبضے میں ایسا آیا کہ پھر کبھی نہ نکلا اور کسرے کا نام ایسا مٹا کہ اس لقب سے پھر کوئی بھی ملقب نہ ہوا

نجاشی کے نام فرمان

(۳)۔ ایک خط آپ نے والئے حبش کے نام لکھوایا۔ اور عمر بن امیہ ضمریؓ کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلَى النَّجَاشِيِّ مَلِكِ الْحَبْشَةِ سَلْمٌ اَنْتَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ الْبَتُوْلِ الطَّيِّبَةِ الْحَصِيْنَةِ فَحَمَلَتْ بِعِيْسٰى فَخَلَقَهُ اللّٰهُ مِنْ رُّوْحِهٖ وَنَفْخِهٖ كَمَا خَلَقَ اٰدَمَ بِيَدِهٖ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَالْمُوَالَاةِ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَاَنْ تَتَّبِعَنِيْ وَتُؤْمِنَ بِالَّذِيْ جَآءَنِيْ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ وَجُنُوْدَكَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ بَلَّغْتُ وَنَصَحْتُ فَاقْبَلُوْا نَصِيْحَتِيْ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

ترجمہ:۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہ حبشہ کی طرف پیام ہے کہ

Marfat.com

اسلام لے آؤ تم۔ پس میں حمد بیان کرتا ہوں تمہاری طرف اس اللہ
کی کوئی معبود نہیں اسکے سوا بادشاہ ہے۔ پاک ہے سلامتی والا ہے
امن دینے والا ہے۔ محافظ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم
روح اللہ اور اُسکا ایک کلمہ ہے جس کو مریم بتولؑ پاکباز طاہرہ کی
طرف ڈالا۔ پس وہ عیسیٰؑ کی حاملہ ہوگئیں۔ سو انکو اللہ نے پیدا فرمایا
اپنی روح اور نفخ سے۔ جیسا کہ آدم کو پیدا فرمایا۔ اپنے دست قدرت
سے اور میں تم کو بلاتا ہوں۔ اللہ یگانہ کی طرف جسکا کوئی شریک
نہیں اور بلاتا ہوں اسکی اطاعت پر موافقت کی جانب اور یہ کہ میرا
اتباع کرو۔ اور ایمان لاؤ اس شریعت پر جو میرے پاس آئی کیونکہ
میں اللہ کا واقعی رسول ہوں اور میں بُلاتا ہوں تمکو اور تمہارے
ماتحتوں کو اللہ عزوجل کی طرف اور یاد رکھو کہ میں پہنچا چکا۔ اور نصیحت
کرچکا۔ پس تم سب میری نصیحت کو قبول کرو اور سلام اس پر
جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔

غرض یہ خط عمرو بن امیہ ضمریؓ لیکر نجاشی کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور دربار شاہی میں ایک دلپذیر تقریر بھی کی جسکے جواب میں نجاشی نے
کہا میں خدا کو شاہد کرکے کہتا ہوں کہ بیشک محمدؐ وہی نبی اُمّی ہیں جنکے
اہل کتاب منتظر تھے۔ اور بیشک موسیٰ علیہ السلام کی بشارت گدھے

Marfat.com

کے سوار کی ویسی ہی ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اونٹ کے سوار کی نسبت اور آنکھوں سے دیکھ لینا۔ اس پچھلی خبر سے زیادہ وہ صاف نہیں یعنی ہمکو پہلے بھی پیشینگوئی کے رُو سے آپکی نبوّت پر ایسا ہی یقین تھا۔ جیسا کہ اب بالمشافہ دیکھنے سے ؛

اِس اقرار توحید الٰہی اور تصدیق رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نجاشی نے آپکی خدمت میں یہ خط لکھا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

" شروع خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا اور نہایت مہربان ہے۔ خدا کے رسُول محمدؐ کی طرف نجاشی کی جانب سے۔ اے نبی اللہ آپ پر خدا کی سلام اور رحمت اور برکتیں ہوں۔ وہ خدا جسکے سوائے کوئی معبود برحق نہیں بعد ازیں یہ کہ مجھے یا رسُول اللہ آپکا خط فرحت نمط پہنچا۔ اس میں جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ذکر کیا ہے۔ خدائے آسمان و زمین کی قسم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس سے ہرگز ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں ہیں اور جو شریعت لیکر آپ ہماری طرف مبعوث ہُوئے ہیں۔ ہم نے اُسے اچھی تفصیلاً نہیں پہچانا۔ اور ہم نے آپکے چچازاد بھائی اور آپکے اصحاب کی بہت مدارات کی ہے۔ پس میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ صادق اور مصدوق رسُول ہیں اور میں نے آپکے چچا کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور میں اسکے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کا مُطیع ہو گیا ہوں ؛

Marfat.com

ناظرین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطوط میں توحید الٰہی کے جو دقائق اور عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے ابطال میں جو جو دلائل ذکر کئے ہیں۔ یہ مقام اُنکی بیان و شرح کا نہیں۔ ہم اس وقت صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ نجاشی کے دل پر اس کا ایسا اثر پڑا جیسا کہ پڑنا چاہیئے۔ اور نیز یہ کہ نجاشی کے خط سے یہ معلوم ہو گیا کہ اہل کتاب ایک نبی اُمّی کے منتظر تھے اور وہ نبی حضرت عیسیٰؑ کے بعد سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں ہُوا۔

مقوقس کے نام فرمان

(۴)۔ ایک خط آپ نے مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے نام حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ہاتھ روانہ کیا جسکا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الْمُقَوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ اَهْلِ الْقِبْطِ وَيَا اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ط

Marfat.com

ترجمہ: محمد اللہ کے بندہ اور پیغمبر کی طرف سے مقوقس بادشاہ قبط کی طرف پیغام ہے کہ سلام ہے اس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ اسکے بعد میں تمکو بلاتا ہوں دعوتِ اسلام کی طرف مسلمان ہو جاؤ۔ سلامتی پاؤ گے۔ اسلام لے آؤ۔ اللہ تمکو تمہارا اجر دو چند عطا فرمائیگا۔ پس اگر تم نے نہ مانا تو یاد رکھو تم پر تمام قبطیوں کا گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب آؤ ایک کلمہ کی طرف جو مساوی ہے ہم میں اور تم میں کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی اور نہ شریک کریں اسکے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بناوے ہم میں ایک دوسرے کو رب اللہ کو چھوڑ کر۔ پس اگر وہ روگردان ہوں تو کہدو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

اسکے جواب میں مقوقس نے ایک عربی دان کاتب سے بدیں مضمون خط لکھوایا جسکا ترجمہ یہ ہے:۔

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمدؐ بن عبداللہ کی طرف مقوقس شاہ قبط کی طرف سے تم پر سلام ہو۔ بعد ازیں کہ ہمنے آپکا خط پڑھا اور اسکے مضمون کو جس امر کی طرف آپ ہمکو دعوت کرتے ہیں سمجھا میں پہلے بھی جانتا تھا کہ ایک نبی باقی ہے لیکن میرے ظن میں یہ تھا کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا۔ اور میں نے آپکے ایلچی کی بہت عزت کی ہے اور آپکے لئے دو لونڈیاں جو قبط میں بہت پایہ رکھتی ہیں

Marfat.com

اور ایک خلعت اور ایک خچر آپکی سواری کے لئے ہدیۃً بھیجے ہیں

اور آپ پر سلام ہو۔

یہ ماریہ قبطیہ وہی ہے جسکے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور ڈیڑھ سال کے ہوکر فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰

منذر بن ساوے کے نام فرمان

(۵)۔ ایک خط آپنے منذر بن ساوے شاہ بحرین کے نام لکھوایا۔ اور حضرت علا ابن الحضرمی اسکو لیکر روانہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت منذر مشرف باسلام ہوئے اور بدستور اپنی حکومت پر قائم رکھے گئے۔ انکی رعایا کچھ مسلمان ہوئی۔ اور کچھ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہی۔ اِس لئے اُنہوں نے انکے متعلق بارگاہِ رسالت سے حکم چاہا کہ کیا برتاؤ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر کی صلاحیت و سعادت کو بنظرِ عزت دیکھا اور جواب میں بدین مضمون خط تحریر فرمایا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلَی الْمُنْذِرِ بْنِ سَاوٰے سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اُذَکِّرُکَ

اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّنْصَحْ اِنَّمَا یَنْصَحُ لِنَفْسِہٖ وَاِنَّہٗ مَنْ یُّطِعْ رُسُلِیْ وَیَتَّبِعْ اَمْرَھُمْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ نَصَحَ لَھُمْ فَقَدْ نَصَحَ لِیْ وَاِنَّ رُسُلِیْ قَدْ اَثْنَوْا عَلَیْکَ خَیْرًا وَاِنِّیْ قَدْ شَفَّعْتُکَ فِیْ قَوْمِکَ فَاتْرُکْ لِلْمُسْلِمِیْنَ مَا اَسْلَمُوْا عَلَیْہِ وَعَفَوْتُ عَنْ اَھْلِ الذُّنُوْبِ فَاقْبَلْ مِنْھُمْ فَاِنَّکَ مَھْمَا تُصْلِحْ فَلَمْ نَعْزِلْکَ عَنْ عَمَلِکَ وَمَنْ اَقَامَ عَلٰی یَھُوْدِیَّۃٍ اَوْ مَجُوْسِیَّۃٍ فَعَلَیْہِ الْجِزْیَۃُ۔

ترجمہ۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے منذر بن ساوی کی جانب سلام علیک میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور بیشک محمد اسکا بندہ اور رسول ہے۔ اسکے بعد میں تمہیں اللہ عزوجل کو یاد دلاتا ہوں۔ بیشک جو خیر خواہی کرتا ہے۔ وہ اپنی ہی خیر خواہی کرتا ہے اور جو اطاعت کرتا ہے میرے قاصدوں کی اور حکم مانتا ہے تو اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُنکی خیر خواہی کی۔ اس نے میری خیر خواہی کی۔ اور بیشک میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے۔ اور میں نے تمہاری قوم کی بابت تمہاری سفارش قبول کی۔ پس چھوڑ دو مسلمانوں کے لئے وہ مال و راحت جس پر وہ ایمان لائے۔ اور میں نے درگذر کی خطاواروں سے پس تم بھی قبول کرو اور جبتک تم اصلاح کرتے رہوگے ہم تمہیں تمہارے کام سے معزول نہ کرینگے اور جو شخص یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے اُن پر جزیہ ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

شاہ عمان کے نام فرمان

(۶)۔ ایک خط آپ نے عمان کے دو بادشاہوں جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی کے نام لکھا جو باہم حقیقی بھائی تھے۔ اور عمر بن العاص کے ہاتھ روانہ کیا گیا جس کا ترجمہ یہ ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ محمد بن عبداللہ کی طرف سے جلندی کے بیٹوں جیفر اور عبد کی طرف پیام ہے کہ سلام اس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ امابعد میں تم دونوں کو بلاتا ہوں اسلامی دعوت سے مسلمان ہو جاؤ۔ سلامتی پاؤ گے۔ پس بیشک میں اللہ کا پیغمبر ہوں تمام لوگوں کی جانب جو کہ ڈراؤں اسکو جو زندہ ہے اور ثابت ہو حق کافروں پر سو بیشک اگر دونوں نے اقرار کر لیا اسلام کا تو میں تمکو بحال رکھونگا تمہارے ملک پر اور اگر انکار کیا اسلام کا اقرار کرنے سے تو بلاشبہ ملک جاتا رہنے والا ہے اور گھوڑے تمہارے میدان میں حملہ کرتے نظر آئینگے۔ اور میری نبوت تمہاری سلطنت پر غالب آکر رہیگی۔

جب حضرت عمر بن عاص نے اس خط کو شاہان عمان کے حضور میں پیش کیا تو بہت سے بحث مباحثہ کے بعد انہوں نے متفق الرائے ہو کر اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدق دل

سے ایمان لائے اور آپکے ہر فیصلہ و حکم پر بخوشی راضی ہیں"

شاہِ یمامہ کے نام فرمان

(۷) ایک خط آپ نے یمامہ کے حاکم ہوذہ بن علی کے نام لکھوایا اور حضرت سلیط بن عامری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ کیا اسکا ترجمہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے ہوذہ بن علی کی طرف پیام ہے کہ سلام اُس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ اور معلوم کر لو کہ میرا دین عنقریب ظہور پڑیگا۔ جہانتک بھی اونٹ اور گھوڑے پہنچ سکیں۔ پس اسلام لے آؤ۔ سلامتی پاؤگے۔ اور جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے بحال رکھونگا۔

شاہِ دمشق کے نام فرمان

(۸) ایک خط آپ نے غوطہ دمشق کے حاکم حارث بن الشمر غسانی کے نام لکھوایا جسکو حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ لیکر روانہ ہوئے اور اس کا ترجمہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کی طرف پیام ہے کہ سلام اس پر جس نے ہدایت کا اتباع کیا۔ اور اس پر

Marfat.com

جو ایمان لایا۔ اور تصدیق کی۔ اور میں تم کو بلاتا ہوں اس امر کی جانب کہ ایمان لاؤ اس پر جو یگانہ ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں۔ تمہارا ملک تمہارے لئے بحال رہیگا۔

اٰیَاتُہُ الغُرُّ لَا یَخْفٰی عَلٰی اَحَدٍ — بِدُوْنِہَا العَدْلُ بَیْنَ النَّاسِ لَمْ یَقُمِ
مُحْکَمَاتٌ فَمَا یُبْقِیْنَ مِنْ شُبَہٍ — لِذِیْ شِقَاقٍ وَلَا یُبْقِیْنَ مِنْ حَکَمٍ

جبلہ غسّانی کے نام فرمان

(۹)۔ ایک خط آپ نے جبلہ بن ایہم غسانی کے نام لکھوایا جسکو حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ کیا۔

شاہِ یمن کے نام فرمان

(۱۰)۔ ایک خط آپ نے شاہ یمن حرث بن عبد کلال حمیری کے نام لکھوایا جسکو مہاجر بن ابی امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ کیا۔

خیبر کی لڑائی

چونکہ خیبر کے یہود صاحب شوکت اور باعزت تھے اور ہمیشہ اہل اسلام سے مقابلہ کا موقع ڈھونڈھتے رہتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ اہل اسلام

Marfat.com

کو مٹا دیں اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لاکر سنہ ہجری المقدس کو اُن پر چڑھائی کا حکم صادر فرمایا۔ ایکہزار چار سو مجاہدین نے چڑھائی کی منجملہ انکے دوسو سوار تھے۔ خیبر میں سات قلعے تھے سب قلعوں کو ایک ایک کر کے لیلیا۔ سب سے اوّل قلعہ ناعم لیا۔ پھر اسی طرح یکے بعد دیگرے قموص۔ مضعب۔ وطیح۔ لالم۔ ساتوں قلعے فتح کر لئے قموص کے قلعہ کے لوگ جان توڑ کر لڑے اور قلعہ بھی نہایت مستحکم تھا۔ اسکی فتح کرنیکے لئے کئی سردار بدلے گئے۔ مگر وہ فتح نہ ہوا۔ مگر آخر کار با الہام الٰہی ایک روز شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دونگا کہ وہ محب اور محبوب خدا ہے اور اسی کے ہاتھ پر اس قلعہ کا فتح ہونا خدا تعالیٰ نے لکھا ہے۔ جب صحابہ نے یہ شرافت فاتح خیبر کی سُنی تو بہت سے جلیل القدر صحابہ کو اس شرف عظیم کے حاصل کرنیکی طمع دل میں پیدا ہوئی حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں سردار ہونیکی تمنا کبھی نہیں ہوئی۔ البتہ جب فاتح خیبر کا شرف سُنا تو بیشک میرے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ کاش مجھکو یہ دولت عظمیٰ نصیب ہو۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الصبح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا۔ اُنکی آنکھیں آشوب کر رہی تھیں۔ آپنے لب مبارک اُنکی آنکھوں میں لگا دیا۔ فی الفور اچھی ہوگئیں۔ آپنے انکو جھنڈا مرحمت فرمایا۔ چنانچہ وہ جھنڈا لیکر قلعہ پر

Marfat.com

تشریف لیگئے۔ آپ اُسوقت سُرخ دھاریوں کا حُلّہ پہنے ہُوئے تھے اور ادھر سے مرحب والئے قلعہ جو بہت بڑا شجاع تھا نکلا۔ اُسکے سر پر یمنی خود تھا اُس نے رجز یعنی بہادری کا ایک شعر پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے "تمام خیبر والے خوب جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں اور پُورے ہتھیار والا اور آزمودہ کار پہلوان" اسکے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ثلاثی فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہے۔ "میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر ببر رکھا ہے

میں ایسا زبردست شیر ہوں جیسا کہ بڑے بڑے جنگلوں میں جری شیر ہوتا ہے۔ جسے دیکھ کر ہر ایک ہول کھاتا ہے۔ اور میں اپنے مقابل کو تلوار سے ایسا فائق جواب دیتا ہوں کہ جیسے کوئی سخی آدمی چھوٹے پیمانہ کے عوض بڑا پیمانہ دیا کرتا ہے۔"

پس دونوں کے یہ جواب وسوال ہونیکے بعد دو دو ہاتھ ہوئے مگر ایک وار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا تلوار کا مارا کہ ڈھال اور خود اور سر کے دو دو ٹکڑے کر ڈالے اور وہ مرکز زمین پر گر پڑا۔ اُسکا مرنا تھا کہ وہ قلعہ فتح ہوگیا اور یہ فتح خیبر کی ماہ صفر ۷ھ ہجری المقدس میں ہوئی۔

فتح مکہ معظمہ

۸ھ ہجری المقدس میں مکہ معظمہ فتح ہوا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے مکہ معظمہ پر چڑھائی اسوجہ سے فرمائی کہ قریش نے جو حدیبیہ کے صلحنامہ میں یہ شرط لکھی تھی کہ فریقین سے کوئی کسی کے معاہد پر چڑھائی نہ کرے اور نہ کسی کے معاہد کے دشمن کی مدد کرے۔ قریش نے اس شرط کے خلاف کیا اسلئے کہ قریش کے ہم عہد بنو بکر تھے۔ اور آپکے ہم عہد بنو خزاعہ تھے۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر چھاپہ مار کر انکے بیس آدمی قتل کر دئے اور اس شب خون مارنے میں بعض قریش بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی عہد شکنی معلوم ہو گئی۔ اس وقت قریش کو ڈر پیدا ہوا کہ آپ ہم پر اس عہد شکنی کی وجہ سے ضرور فوج کشی فرمائینگے۔ تو قریش نے بغرض تجدید عہد کے ابو سفیان کو مدینہ منورہ بھیجا۔ چنانچہ ابوسفیان مدینہ آئے۔ اور اپنی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھیرے اور اس بارے میں انکو سفارشی بنانا چاہا مگر انہوں نے نہ مانا۔ پھر بڑے بڑے ذی رتبہ صحابہ سے کہا مگر انہوں نے بھی نہ مانا اور یہ کہا کہ ہم ہرگز اس معاملہ میں لب کشا نہ ہونگے۔ تم خود کہہ لو۔ مگر انکی جرأت نہ ہوئی۔ لاچار مکہ معظمہ میں آئے اور قریش سے سب قصہ کہا۔ مگر قریش نے انکو سخت ملامت کی تم سے کچھ بھی نہ ہو سکا صلح کی خبر لاتے۔ تاکہ اطمینان ہوتا۔ اور لڑائی کی خبر لاتے تو تیاری کی جاتی۔

القصہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر آراستہ کیا اور مدینہ سے دسویں رمضان مُبارک کو مکہ کی جانب روانہ ہوئے آپکے ساتھ مہاجرین و انصار اور عام قبائل عرب کے تھے۔ مجاہدین کی تعداد دس ہزار تھی جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچکر رات کو قیام کیا تو رات کو عباس رضی اللہ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر سوار ہو کر تلاش میں نکلے کہ کوئی مکہ جانیوالا ملے۔ تو میں قریش کو کہلا بھیجوں کہ تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا مقابلہ ہرگز نہ کرسکو گے لہذا بہتر ہے کہ امان مانگ لو کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیم المزاج ہیں۔ اگر عاجزی کرو گے تو آپ یقیناً تمہارے اوپر رحم فرمائینگے۔

عباس رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان و حکیم بن حزام و بدیل بن ورقا اس طرف کے لشکر کے تجسس میں آتے ہوئے ملے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو پہچان کر پکارا کہ اے ابوحنظلہ (یہ کنیت ابوسفیان کی تھی) ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز پہچان کر کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کچھ خبر بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار غازیوں کا لشکر لیکر آئے ہیں۔ ابوسفیان نے دریافت کیا کہ میرے معاملہ میں آپ کیا مشورہ دیتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہو میں تمہارے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان لیلونگا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو خچر پر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اور انکو لیکر رسُول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے پاس لائے۔ اور آپ سے انکے بارہ میں عرض کیا۔ آپ نے ابوسفیان پر کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پیش فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اگر کوئی اور ہوتا تو ہماری مدد نہ کرتا۔ پھر آپ نے اقرار رسالت کا جملہ فرمایا کہ اے ابوسفیان کیا ابتک وہ وقت نہیں آیا کہ تو مجھکو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جانے۔ انہوں نے کہا کہ البتہ اس امر میں مجھے تامل ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان اب تامل اور تردد کا وقت نہیں۔ ابھی عمر رضی اللہ عنہ آکر تیری گردن اڑا دینگے جلدی اسلام قبول کرلو۔ ابوسفیان نے مقلب القلوب کی قدرت سے اخلاص کے ساتھ اسلام قبول فرمایا۔

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان افتخار کی بات کو بہت محبوب رکھتے ہیں کوئی کلمہ انکے افتخار کا فرمادیجے آپ نے فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جائیگا وہ قتل سے بچ جائیگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو ہتھیار ڈالدیگا۔ یا اپنا دروازہ بند کرلیگا۔ یا جو مسجد حرم میں داخل ہوجائیگا۔ اسکو بھی امن ملیگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو کسی ایسی جگہ بٹھلاؤ کہ جب یہ الٰہی لشکر کفار قریش کے حملہ کو چڑھے تو ابوسفیان اسکا معائنہ کرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو ایک ایسی گھاٹی پر بٹھایا کہ جہاں سے تمام لشکر کا

Marfat.com

گذر ہونے لگا۔ اول چار سو بنی غفار گذرے۔ پھر ایک ہزار تین آدمی مزینہ کے اور سات سو بنو سلم کے ایکہزار چار سو جہینہ کے اور بہت سے تمیم قیس۔ اسد۔ اپنے اپنے نشان بلند کئے ہُوئے تکبیر و تہلیل کہتے ہُوئے گذرے۔ سب کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذرے جنکا تمام لباس سبز تھا۔ اور وہ تمام و کمال ایسی طرح ساز و سامان لڑائی کا اپنے اُوپر لگائے ہُوئے تھے کہ بجز آنکھ کی پتلی کے انکے اعضاء میں سے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس جماعت کو دیکھ کر ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا۔ یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین اور انصار ہیں اس وقت ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب تو تمہارا بھتیجا بڑا بادشاہ ہو گیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ افسوس ہے ابوسفیان۔ تم کچھ نہ سمجھے یہ بادشاہت نہیں۔ بلکہ شان نبوّت ہے۔ پھر وہاں سے اُٹھکر ابوسفیان مکہ معظمہ کو چلے۔ اور اُنکے ہمراہ حکیم بن حزام بھی تھے۔ اور مسجد حرام میں آکر پکار کر کہا کہ اے مشرکو! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسا جرار لشکر لیکر آئے ہیں جسکے مقابلے کی تاب اصلاً تمکو نہ ہوگی۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ کہ سلامت رہو۔ مشرکین نے کہا کہ کچھ محمدؐ نے کہہ بھی دیا ہے۔ کہا ہاں۔ یہ کہا ہے جو مسجد حرم میں یا ابوسفیان کے گھر میں گھس جائیگا۔ اور جو ہتھیار ڈال دیگا۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرکے گھر میں بیٹھ جائیگا۔ البتہ اُسکے امن

Marfat.com

ملیگا۔ یہ سُن کر ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے انکی داڑھی پکڑ کر ہلائی اور چلا کر کہا کہ اے غالب کی اولاد اس احمق بڈھے کو مار ڈالو یہ بہک گیا ہے جو ایسی نامردی کی طرف تمکو رغبت دلاتا ہے ۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سعد بن عبادہ اور زبیر بن عوام کو مکہ میں داخل ہونیکو فرمایا کہ اپنی اپنی جماعت کو لیکر مکہ میں جائیں۔ سعد بن عبادہ کی زبان پر غیظ کی وجہ سے یہ کلمہ آگیا کہ آج کعبہ کی تاراجی حلال ہو گی۔ یہ کلمہ سُن کر ایک مہاجر نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو آپ نے مصلحتاً انکو فوج میں شریک کر دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان سے جھنڈا لیلو۔ اور تم اُس فوج کے دستہ کے ساتھ مکہ میں بلندی کی جانب سے داخل ہو۔ اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا کہ تم مکہ میں نشیب کیجانب سے داخل ہو جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذی طوٰی تشریف لائے تو وہاں کچھ توقف فرمایا اور اونٹ کے کجاوے پر اپنی چادر مبارک کا کونہ رکھ کر سجدہ شکر ادا کیا کہ الٰہی ایک وقت وہ تھا کہ یہاں سے خفیہ جان بچا کر بھاگا تھا اور اس سے دو برس پیشتر عمرہ کرنے آیا مگر کفار نے گھسنے نہ دیا۔ اب یہ وقت ہے کہ تیری قدرت کاملہ سے کس شان و شوکت اور غلبہ کے ساتھ داخل ہوا ہوں اور وہاں سے آپ روانہ ہو کر مکہ کی اعلیٰ جانب کو داخل ہوئے اور وہاں پر آپکے لئے خیمہ کھڑا کیا۔ اور آپ نے ہر ایک فوج کے دستہ کے سردار

Marfat.com

سے فرمادیا کہ تم لڑائی میں پیشقدمی نہ کرنا۔ جو تم سے لڑے اس سے لڑنا جس جانب سے مکہ میں داخل ہونیکا خالد بن ولید کو حکم دیا گیا تھا۔ اس جانب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ نے خندمہ میں بہت سے عوام الناس بارادہ لڑائی جمع کر رکھے تھے اور بنو بکر اور بنو حرث بھی اُنکے مددگار تھے جب خالد بن ولید اُس طرف کو آئے تو انہوں نے اُن پر تیر برسانا شروع کئے اور اُنکو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ آخر کار وہ لڑائی لڑے۔ خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دیکر کفار کو مغلوب کیا۔ چوبیس دشمن مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے جب کفار بھاگ گئے اور مسلمانوں نے مکہ میں داخل ہونا چاہا تو مشرک عورتیں سوار ونکے مقابل ہوگئیں اور گھوڑوں کے منہ پر اپنی اوڑھنیاں اتار کر مارنے لگیں اور اوڑھنیوں سے گھوڑوں کو ہٹانے لگیں اور اپنے بال بکھیر کر اپنی بربادی پر رونے لگیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی یہ حالت ملاحظہ فرمائی آپ تبسم فرمانے لگے ؏

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپکے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ آپ بیت اللہ شریف کے دروازے پر ٹھیرے اور یہ پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ یعنی کوئی معبود نہیں بجز تنہا ایک خدا کے اور آپنے فرمایا ہر ایک خون یا سود کا دعوےٰ جو ایام جاہلیت میں ایک کا دوسرے پر تھا وہ باطل کر دیا گیا۔ پچھلے قصے قضایا سب مٹا دئے گئے۔ البتہ بیت اللہ

شریف اور حجاج کو پانی زمزم کا پلانیکی خدمت جن لوگوں کی قدیم سے چلی آتی ہے۔ وہ انہیں کو دیجائیگی ۔

جب مسلمانوں کا مکہ معظمہ پر غلبہ ہو گیا تو بہت سے سردارانِ قریش بھاگ گئے اور جو باقی رہے انہوں نے ہتھیار ڈالدیئے۔ آپنے اُن سے دریافت فرمایا کہ تمکو میری نسبت کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کرونگا سب نے عرض کیا کہ خود آپ کریم اور ابن کریم ہیں یعنی صاحب بخشش کرنیوالے شخص کی اولاد ہیں۔ آپنے فرمایا کہ میں نے سب کو آزاد کیا۔ یہ کہکر سب کی جان بخشی کا حکم فرمادیا۔ اور سب کی خطا معاف فرمائی۔ اور جو گیارہ مرد اور چھ عورتوں کا قبل از لڑائی جدا جدا جرم میں خون حلال کردیا گیا تھا۔ ان میں سے چار مرد قتل ہوئے۔ باقی سب مشرف باسلام ہوئے اور چھ عورتوں میں سے صرف دو یعنی ہندہ زوجہ ابوسفیان اور فرتنا مشرف باسلام ہوئیں۔ باقی چار عورتیں ماری گئیں اور تین سو ساٹھ بُت جو گرداگرد خانہ کعبہ کے کھڑے کر رکھے تھے۔ اور انکے پاؤں سیسہ سے جما رکھے تھے۔ آپکے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ اُس لکڑی سے آپ ہر ایک بُت کی طرف اشارہ فرماتے اور یہ آیت شریف پڑھتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ؕ یعنی دین حق آیا۔ اور دین باطل نیست و نابود ہوا۔ اور دین باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا۔ آپ

Marfat.com

بُت کے مُنہ کی طرف اشارہ فرماتے وہ چت گر پڑتا۔ اور جس بُت کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ اوندھا گر پڑتا۔ بعدہٗ آپنے بیت اللہ شریف کا طواف سات بار فرمایا۔ پھر آپ اندر تشریف لیگئے وہاں دیواروں پر انبیاء کی تصویریں رنگت سے بنی ہوئی تھیں ملاحظہ فرمائیں آپ نے زمزم کے پانی سے انکو مٹا دیا +

مکہ معظمہ کے فتح ہو جانے سے قریش کے دل میں جو بتوں کی مدد کرنیکا اعتقاد تھا وہ جاتا رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود سخت مخالفت کرنے قریش کے اور ایذا رسانی کے اُن پر قابو پا کر آپنے سب کو معاف فرما دیا۔ اس سبب سے جملہ قریش کے دلوں میں جو عناد بھرا ہوا تھا وہ یک لخت دُور ہو گیا۔ اور جوق جوق مُسلمان ہونیکو بخوشی خاطر جمع ہونے لگے۔ اسلئے آپ پہاڑ صفا پر بیٹھ گئے۔ تاکہ سب سے بیعت اسلام لیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے نیچے کی جانب موجود تھے۔ اوّل مردوں کو مُسلمان کیا اور بیعت کرتے وقت اُن سے یہ وعدہ لیا۔ کہ ہم خدا تعالیٰ اور اُسکے رسُول کی فرمانبرداری کرتے رہینگے۔ بعد کو عورتوں کا نمبر آیا۔ ان میں ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابی سفیان بھی تھی۔ اُن سے آپنے فرمایا کہ تو اس امر پر بیعت کر کہ شرک نہ کرنا۔ ہندہ نے کہا کہ آپ عورتوں سے وہ وعدہ لیتے ہیں جو مردوں سے نہیں لیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ بیحیائی کا کام نہ کرنا۔ اُس نے کہا کہ

کہیں شریف عورت ایسا کرسکتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اولاد کو قتل نہ کرنا۔ اس نے کہا کہ ہم نے تو بچوں کو پالا ہے اور آپ نے بدر میں قتل کیا ہے۔ آپ جانیں اور وہ۔ آپ نے فرمایا کہ بہتان نہ باندھنا۔ انہوں نے کہا کہ البتہ بہتان بری چیز ہے۔ آپ نے فرمایا کسی نیک کام میں نافرمانی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کہ اب ہم سے نافرمانی نہ ہوسکیگی۔ ہندہ کو بیعت فرماکر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسی طرح تم اور عورتوں کو بیعت میری نیابت سے کرلو۔ اور سب کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم بیت اللہ شریف پر چڑھ کر اذان کہو۔ اور قریش پہاڑوں پر کھڑے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ جب لفظ اشہد ان محمد الرسول اللہ کہا تو ابوجہل کی بیٹی جویریہ نے کہا کہ یہ بزرگی خدا نے میرے باپ کو دی ہے کہ اس نے بیت اللہ پر بلال (رضی اللہ عنہ) کو گدھے کی طرح چیختا نہ سنا اور حارث بن ہشام نے کہا کیا اچھا ہوتا۔ جو میں اس بد واقعہ کے دیکھنے سے پہلے مرجاتا اور ایسی ایسی نامعقول باتیں بہت سے ایسے لوگوں نے کہیں جو ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے۔ مگر بعد کو سب مسلمان ہوگئے اور اسلام میں بڑا رتبہ پایا۔

Marfat.com

غزوۂ حنین

مکہ و طائف کے مابین موضع حنین و موضع اوطاس کے باشندوں یعنی قبیلہ ہوازن اور انکے ساتھ دوسرے فرقوں ثقیف، مضر اور جشیم نے جو مکہ کے اردگرد بھیڑ بکریاں اور اُونٹ چرایا کرتے تھے فتح مکہ کی اطلاع پاکر آخری جھرجھری لی۔ اور قسمت آزمائی کا منصوبہ باندھ کر چاہا کہ سب مل کر اپنے ملک و مذہب کی حفاظت پر جی توڑ کر کوشش کریں۔ چنانچہ چار ہزار کفار کی جماعت حنین میں جمع ہُوئیں جو مکہ سے براہ عرفات طائف کے قریب دس میل سے کچھ زیادہ فاصلہ پر ذوالمجاز کے پہلو میں ایک مشہور وادی ہے۔ اس جماعت کا سردار مالک بن عوف نضری تھا اور اس نے اپنے لشکر کے ساتھ انکی بیوی بچوں اور تمام مویشیوں کو لیلیا تھا۔ تاکہ انکی حفاظت کیلئے جان کا دینا سہل ہوجائے۔

جب ہوازن و ثقیف کی وادی حنین میں جمع ہونیکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو جنگ کا عزم فرماکر اول حضرت عبداللہ حدود اسلمیؓ کو جاسوس بناکر بھیجا کہ دشمنوں کی جمعیت و کیفیت معلوم کرکے آئیں۔ جب انہوں نے واپس آکر مفصل کیفیت سُنادی تو آپ نے دس ہزار مدنی مہاجرین و انصار طلقائے مکہ یعنی نو مسلم اصحاب کو ہمراہ لیا اور حضرت عتاب بن اسید کو امیر مکہ بناکر ۶ شوال ۸ سنہ ہجری المقدس کو حنین کی جانب روانہ ہُوئے۔ جہاں ہوازن

Marfat.com

کی جماعت اپنے اہل وعیال سمیت سامان عیش وطرب کو لئے اپنی بھیڑ بکریوں کے گلّے گھیرے ہوُئے پڑی تھی ؎

مُسلمانوں کو حنین میں پہنچنے کیلئے ایک تنگ گھاٹی سے نکلنا تھا اور مالک بن عوف نے پیشبندی کے طور پر پہلے ہی اسکے ناکوں اور راستوں پر قبضہ کرکے فوج کے دستے بٹھادئے اور بکمال مستعدی انکو مامور کر دیا تھا۔ کہ جس وقت کوئی مُسلمان بیخبری کے ساتھ یہاں پہنچیں تو دفعتہً انکو تیروں کا نشانہ اور نیزہ وتلوار کا شکار بنا لیا جائے اور اتنا موقع نہ دیا جائے کہ وہ باخبر یا جنگ کیلئے آمادہ ہوسکیں چنانچہ ایسا ہی ہوُا کہ جس وقت اسلامی لشکر اس وادی سے نیچے اُترا تو اچانک ان پر حملہ ہوُا اور دُشمنوں کا جم غفیر ٹڈی دل کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا جس سے وہ گھبرا گئے اور بدحواس ہو کر ادھر اُدھر بھاگ نکلے ؎

دشمنوں کی چال اور خفیہ تدبیر کی وجہ سے جب اسلامی لشکر میں بھگی پڑ گئی تو گویا مُسلمانوں کو شکست ہوگئی کیونکہ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوائے چند اصحاب کے مہاجرین میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر خطابؓ اور اہلبیت میں علیؓ وعباسؓ اور ابوسفیان بن حارثؓ وفضل بن عباسؓ وربیعہ بن حارثؓ اسامۃ بن زیدؓ اور ایمن بن ام ایمن وغیرہ کے کوئی بھی نہ رہا سب تتر بتر ادھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ اور اس بے سروسامانی کی حالتیں

Marfat.com

انکے پاؤں ایسے اکھڑے کہ جمنے مشکل پڑ گئے۔ یہانتک کہ بعض بدگمان ضعفا کو بدگمانی کا موقع ملا کسی نے کہا آج مسلمان ایسے بھاگے کہ دریا سے ورے رُکنے کا نام نہ لینگے۔ اور کوئی بولا کہ آج سحر کے ملیامیٹ ہونے کا دن آپہنچا۔ غرض جس نے جو چاہا کہا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی بات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور اس کس مپرسی کے ہنگامہ میں آپکی شجاعت واستقلال نے ثابت کردیا کہ آپکے ہاشمی خون میں جوانمردی کا وہ پورا حصہ شامل ہے جو افضل الرسل میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آپ اس تنہائی وکس مپرسی کے خوفناک وقت میں اپنی سواری سے نیچے اُتر گئے اور پا پیادہ یہ کلمات کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ میں نبی ہوں۔ جھوٹا نہیں ہوں۔ اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ چند صحابہ جو آپکے ساتھ رہ گئے۔ ہالہ بنے ہوئے آپکو اندر کئے ہوئے تھے۔ اور آپ چاہتے تھے کہ سب سے آگے بڑھیں اور بنفس نفیس دشمنوں کے جم غفیر کا مقابلہ کریں آخر حضرت ایمن بن ایمنؓ شہید ہوئے اور ہوازن کا ایک شخص حضرت کی طرف بڑھتا ہوا نظر پڑا جو سُرخ اُونٹ پر سوار جنگ کا سیاہ نشان اور ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں لئے قوم کے آگے آگے جولانی کرتا۔ اور جسکو پاتا قتل کرتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے آکر اونٹ کے پاؤں میں ایسی تلوار ماری کہ اسکے دونوں قدم کٹ گئے اور سرین کے بل بیٹھ گیا۔ سامنے سے انصاری نے مہلت نہ

Marfat.com

لینے دی اور سوار پر وار کیا۔ کہ پنڈلی میں اُترتا چلا گیا۔ آخر سوار گرا۔ اور اسکے ہمراہیوں نے مجتمع ہو کر دست بدست لڑائی شروع کر دی۔

مُسلمانوں کا یہ انتشار چونکہ عارضی تھا اسلئے جسوقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند پکارا کہ اے جماعت انصار اور اے گروہ مہاجرین اے بیعت رضوان والو اور اے کیکر کے نیچے کھڑے ہو کر مرنے اور پیٹھ پھیرنے کا عہد کرنیوالو۔ کہاں جا رہے ہو۔ تو سب لبیک پکارتے ہوئے ٹوٹ پڑے اور گھمسان لڑائی میں مشغول ہو گئے مُسلمانوں کا بصد حیرت و ندامت لوٹنا اور شجاعت کے جوش میں لہریں مارنے والے خون سے اُبلنا تھا۔ کہ چند لمحہ میں میدان جنگ کا رُخ پھر گیا۔ اور اب اس میدان میں کافر بھاگتے نظر آئے جہاں مُسلمانوں کو بھاگنا پڑا تھا۔ اور چونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک لشکر کفار کی طرف پھینک کر یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔ کہ یہ مُنہ ذلیل و خوار ہوں" اس لئے ہوازن و ثقیف کے ہزیمت خوردہ بدوں کے جماؤ کی کوئی صورت نہ رہی اور بی بی بچوں کے ساتھ سارے مال و متاع کو چھوڑ کر بہزار سراسیمگی کافروں کی ستر جانیں تلف ہوئیں پیچھے نہایت نقصان کے ساتھ شکست پائی۔ کفار کے چھوڑے ہوئے مال و اسباب اور کثیر التعداد مویشی مُسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ بھاگے ہوئے ہوازن میں ایک جماعت گرفتار ہوئی اور کچھ لوگ جن میں زیادہ تر قوم ثقیف کے بدو تھے

Marfat.com

اپنے سردار لشکر یعنی عوف بن مالک کے ساتھ طائف کے اُس قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے جہاں کھانے پینے کی سال بھر کیلئے کافی مقدار رسد پہلے سے جمع کر رکھی تھی باقی جو بچے وہ اوطاس کے مستحکم درہ میں جا چھپے یا نخلہ کی جانب روپوش ہو گئے شیبہ بن عثمان جنکے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ اور مکہ پر بسہولت قابض ہونا کھٹک رہا تھا۔ اسلامی لشکر کے ساتھ اس نیت سے ہو لئے تھے کہ ممکن ہے ہوازن کے ساتھ مسلمانوں کی مڈبھیڑ کے وقت موقع ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کرنے سے قریش کے دلوں کی آگ نکلے۔ اسلئے عین اُسوقت جبکہ مسلمان منتشر ہو رہے تھے یہ اپنی بدنیتی کے ساتھ حضرت کی طرف بڑھے۔ خود حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اسوقت کا دشمن تھا کہ عداوت کا شعلہ دبا نہیں سکتا تھا۔ اور یوں کہا کرتا تھا۔ کہ اگر سارا عجم و عرب بھی محمد کا اتباع کریگا تب بھی اتباع نہ کرونگا مگر جس وقت تلوار سونت کر میں آپکی طرف بڑھ رہا تھا کہ میں آپکا کام تمام کروں تو دفعۃً آگ کی ایک بڑی چنگاری میری طرف بڑھی جسکے خوف سے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور دفعۃً میں نے حضرت کا ہاتھ اپنے سینہ پر دیکھا کہ آپ نہایت شفقت کی آواز سے یوں فرما رہے ہیں کہ یا اللہ اسکو شیطان سے پناہ میں رکھیو۔ خدا جانے اس دست مسیحا اور کلمۂ روح افزا میں کیا مقناطیسی اثر تھا کہ میری عداوت فوراً مٹ گئی اور آپکا وجود باجود مجھکو میری آنکھ اور کان اور روح و

Marfat.com

جان سے زیادہ محبوب معلوم ہونے لگا۔ اسکے بعد میں نے آنکھ کھولدی اور حضرت نے فرمایا کہ آگے بڑھو اور جنگ کرو۔ چنانچہ میں حضرت کی سپر بن کر دشمنوں سے جنگ میں لگ گیا اور اس جوش کے ساتھ آگے بڑھا کہ اس وقت اگر میرا باپ سامنے آتا تو واللہ اسکے پیٹ میں تلوار گھسائے بغیر نہ رہتا چند لمحہ بعد جب مسلمان لوٹ آئے اور کفار کی ہزیمت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے۔ تو میں بھی اندر داخل ہوا۔ کہ آپکے پیارے چہرے کی محبت و مسرت کے ساتھ زیارت کروں تب آپنے میری بدنیتی اور سارے مافی الضمیر کا ذکر فرمایا اور کہا کہ اے شیبہؓ جو بات خدا نے تمہارے لئے پسند کی وہ بہتر ہے کہ اُس ارادہ سے جو تم نے اپنے لئے پسند کر رکھی تھی۔ یہ سُنکر میں شرمندہ ہو گیا۔ اور میں نے کلمہ شہادت پڑھ کر عرض کیا کہ میرے لئے استغفار فرمائیں کہ خطائیں معاف ہو جائیں۔ چنانچہ آپنے استغفار فرمایا اور بشارت دی کہ حقتعالے نے تمہارے گناہ بخش دئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین سے فارغ ہو کر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے چچا حضرت ابو عامرؓ کو صحابہ کی ایک جماعت کا امیر بنا کر مفرد ہوازن کے تعاقب میں اوطاس کی جانب روانہ فرمایا۔ اور خود باقی اصحاب کو لیکر مستحکم قلعہ میں پناہ گیر ہزیمت خوردہ فوج کو سزا دینے کیلئے طائف کی جانب مراجعت فرمائی۔

حضرت ابو عامرؓ اوطاس کی جانب روانہ ہوئے اور جو ملا اسکو پکڑتے یا قتل کرتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ آخر حارث کے بیٹے علاء جشمی کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسلامی نشان ہاتھ میں لیا۔ اور یکدم اسلامی فوج کو للکار کر بہادرانہ حملہ کر دیا۔ اسلامی لشکر کا حملہ وہ حملہ نہ تھا۔ جسکو ہوازن کے بدو روک سکتے۔ اسلئے قوم کا سرغنہ درید بن صمہ حضرت ربیعہ بن رفیع رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اسکے جمع کئے ہوئے لشکر نے بے سروسامانی کے ساتھ بھاگنا شروع کیا۔ اسوقت ہزار ہوازن بچے بوڑھے اور عورت مرد چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ چاندی جو مال غنیمت میں ہاتھ آیا وہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا رکھا۔

انہیں گرفتار مصیبت قیدیوں میں جنکو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ گرفتار کر کے لائے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن شیما بنت الحارث بھی تھیں جنھوں نے بہن ہونیکی علامت یہ ظاہر کی کہ بچپن میں جس وقت آپکو گود میں لئے کندھے سے لگائے ہوئے تھی۔ تو آپ نے میری کمر میں کاٹ کھایا تھا۔ جسکا نشان ابتک موجود ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ نشان دیکھا اور اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا کہ تم چاہو تو میرے پاس رہو اور تمہارے

Marfat.com

خرچ کی میں کفالت کروں۔ اور چاہو تو تمہارے وطن واپس کر دوں مگر جب حضرت شیماء نے اپنے وطن کو ترجیح دی۔ تو آپ نے تین غلام اور ایک باندی اور چند اونٹ اور بکریاں دیکر نہایت اکرام کے ساتھ انکو انکے وطن بھیجدیا

غزوۂ تبوک

۹ سنہ ہجری المقدس میں مقام تبوک لڑائی ہوئی۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ہرقل روم کا بادشاہ اُن عربوں کو ہمراہ لیکر جو نصرانی ہو گئے تھے۔ مجھ پر چڑھائی کرنیکا ارادہ کر رہا ہے پس آپ نے اُس سے مقابلہ کرنیکا سامان کیا۔ اور اس زمانہ میں سخت گرمی پڑ رہی تھی اور مسلمان کمال تنگدستی کی حالت میں تھے اُسوقت آپ نے جہاد میں مال خرچ کرنیکو ارشاد فرمایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال خدا کی راہ میں دیدیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدھا مال دے ڈالا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ اور ایکہزار دینار فی سبیل اللہ دیدیئے اسی طرح اور صحابہ نے حسب وسعت اس لشکر کی تیاری میں امداد دی غرض تیس ہزار مجاہدین کا لشکر لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے مقابلہ کا ارادہ کیا اور مدینہ پاک سے روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنی جگہ چھوڑا۔ جب آپ تبوک تشریف لائے تو وہاں بغرض انتظار

Marfat.com

ہرقل کے ہاں قیام کیا۔ مگر وہ ڈر کر نہ آیا۔ آخر آپ نے تبوک کے اطراف و جوانب میں لشکر کے جدا جدا حصے کر کے ہر ایک والئے ملک کے اوپر روانہ کئے۔ مگر کسی کو مقابلہ کی تاب نہ ہوئی۔ چنانچہ یوحنا والئے ایلہ نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور والئے اذرح نے ہر سال سو دینار دینے پر صلح کر لی ادھر با والوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلحتاً تبوک سے آگے نہیں بڑھے۔ اور ہرقل نے مارے خوف کے پیشقدمی نہیں کی اس لئے آپ مدینہ منورہ کو واپس تشریف لائے۔

مسجد ضرار

ابو عامر راہب قوم خزرج کا ایک مفسد شخص تھا جو کتابیں پڑھ کر نصرانی ہو گیا تھا۔ پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں سناتا تھا۔ اور آپ کی پیشینگوئیاں انجیل سے بیان کیا کرتا تھا۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو منکر ہو گیا اور حسد کے مارے آپکی ہجرت کے وقت مدینہ میں بھی نہ ٹھیر سکا۔ چنانچہ غزوہ بدر کے بعد چند تبعین کو ساتھ لیکر اہل مکہ سے آملا اور جنگ احد میں انکے ساتھ شریک جنگ ہوا۔ جب مکہ فتح ہو گیا۔ وہ طائف بھاگ آیا اور جس وقت اہل طائف بھی اسلام لائے تو وہ یہ کہکر ملک شام کی طرف نکلگیا کہ عرب کے زیر کر لینے پر محمد ناز نہ کریں۔ دیکھو شاہ روم کو کتنے لشکر جرار کئے

Marfat.com

ساتھ چڑھا کر لاتا ہوں۔ جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو اُس نے منافقین کی جماعت سے جو اسکے ساتھ خفیہ سازشیں رکھتی تھی کہا کہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بناؤ۔ اور وہ جگہ مشورہ کی ہوگی۔ چنانچہ مسجد قبا کے متصل مسجد بنائی گئی عین اُسوقت جبکہ غزوہ تبوک کا تہیہ ہو رہا تھا حضرت سے عرض کیا کہ آپ اس میں چل کر نماز پڑھیں مطلب یہ تھا کہ آپکے نماز پڑھنے سے اسکو رونق حاصل ہو جائیگی۔ آپنے فرمایا کہ اسوقت تو جہاد کو جاتا ہوں بعد معاودت دیکھا جائیگا۔ چنانچہ جب بعافیت واپسی ہوئی تو ان لوگوں نے یاد دہانی کی اور عرض کیا کہ ہماری تو تعمیر مسجد یہاں سے قریب ہے۔ اس لئے اس میں نماز پڑھنے چلئے۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی اور اُنکے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الآیہ اسی وقت آپنے مالک اور معن کو بلا کر حکم دیا کہ اس مسجد ضرار کو جلا کر خاکستر کریں اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادیں چنانچہ عین اس وقت جبکہ اس میں منافقوں کا مجمع بھرا ہوا تھا۔ آگ لگا کر جلدی جلدی گرانا شروع کر دیا۔ منافق تو آگ کے انگارے دیکھکر اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ اور وہ جگہ آن کی آن میں کھنڈر بنا کر کوڑی قرار دی گئی ؛

Marfat.com

فرضیتِ حج

اِسی سال حج فرض ہُوا- آپ خود بسبب شغل و تعلیم و ہدایت وُفود کے مختلف قبائل و مقامات کے ایلچیوں کے جنکا ذکر بعد میں آتا ہے ۹ ھ ہجری المقدس میں یہ لوگ زیادہ آئے تھے اور بسبب اہتمام غزوات کے خود تشریف نہ لیجا سکے- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرالحاج مقرر کر کے مکہ معظمہ کو روانہ کیا کہ لوگوں کو شرائع اسلام کے موافق حج کرائیں اور سورۂ برات واسطے سُنانے احکام نقض عہد کے انکے ساتھ کر دی[1]

وفاتِ اُمِ کلثوم

اسی سال آپکی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہُوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حجۃ الوِداع

ہجرت کے بعد ایک حج آپنے کیا- چونکہ یہ حج آپکا آخری حج تھا- اور جس سال آپنے یہ حج کیا- وہ سال آپکی عمر گرامی کا آخری سال تھا- اسی سال آپ دُنیا سے رخصت ہو گئے- اور اس سال کئی بار عام مجمعوں میں آپنے وداع

[1] حج کا مفصل بیان یا تو علیحدہ لکھا- یا "رسالت" کے کسی حصہ میں- مصنف رح

Marfat.com

فراق کی خبر اشارات وکنایات میں بیان فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ان اشارات کو سمجھ گئے۔ اور اسی وقت رونے لگے۔ کبھی یہ بھی فرمادیا کہ شائد سال آئندہ میں تم مجھکو نہ پاؤ گے۔ حضرت معاذؓ سے یہانتک فرمادیا۔ کہ اے معاذ اب یمن سے لوٹ کر تم میری قبر دیکھو گے اس پر حضرت معاذ بہت روئے۔ خاصکر اس حج کے آخر میں جو خطبہ آپنے پڑھا وہ بالکل صاف بتا رہا ہے کہ اب عنقریب آپ دُنیا کو اپنے جمالِ دلربا سے محروم فرمانے والے ہیں۔ ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے۔ گانّہ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ یہ نصیحت تو گویا رخصت ہونیوالے کی ہے۔ انہیں وجوہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپنے اس حج کا ارادہ فرمایا۔ تو صحابہ کو اطلاع دی۔ سب نے حج کی تیاری کردی اور یہ خبر مدینہ منورہ کے اطراف قرب وجوار کے گاؤں میں پہنچی تو وہاں کے تمام مسلمان مدینہ میں آگئے اور راستہ میں چلتے چلتے جیسے مسلمانوں کو خبر ہوتی جاتی تھی۔ آتے جاتے تھے۔ ایک شور برپا تھا۔ کہ حضرت اس سال حج کو جاتے ہیں جو سُنتا تھا۔ وہ دوڑا چلا آتا تھا۔ ایک شمع جان نواز تھی کہ روشن تھی۔ اور پروانوں کا اُس پر ہجوم تھا۔ اس قدر لوگ مجتمع ہوئے کہ حدِ شمار سے باہر۔ ابتک صحیح تعداد اُنکی تحقیق نہیں معلوم ہوئی ہاں اسقدر ضرور کہا جاتا ہے کہ جس طرف نظر جاتی تھی۔ آدمی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے

Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفتہ کے دن ۲۴ ذیقعدہ کو آپ نے ظہر کی نماز مدینہ مقدسہ کی مسجد میں پڑھی بعد نماز کے سر مبارک میں تیل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور تہ بند پہنکر کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ میں پہنچکر قیام کر دیا۔ عصر کی نماز وہاں قصر سے ادا فرمائی اور رات بھر اور دوسرے دن ظہر تک وہیں قیام کیا۔ تمام امہات المؤمنینؓ۔ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر میں ہمراہ تھیں شب کو آپ نے تمام ازواج کے یہاں تھوڑی تھوڑی دیر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر وہاں پڑھ کر آپ نے احرام کیلئے غسل فرمایا۔ اور خطمی و اشنان بھی صفائی کی غرض سے پانی میں ملا دیا تھا غسل کے بعد عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرکب خوشبو جس میں مشک بھی تھا آپکے سر اور بدن پر لگا دی اور اسقدر لگائی کہ مشک کا اثر آپکی داڑھی اور سر پر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا۔ بعد اسکے آپ نے چادر اور تہ بند احرام کی پہن لی۔ اور دو رکعت نماز احرام پڑھی اور بدنہ کی گردن میں دو جوتیاں لٹکا دیں۔ اور اسکی داہنی جانب اشعار کیا۔ بعد اسکے احرام باندھ لیا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے قران کا احرام باندھا تھا۔ بعد اسکے تلبیہ کہی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر جب وہ اٹھی تو آپ نے دوبارہ تلبیہ کہی۔ اور بعد اسکے جب اونچے مقام پر چڑھنے کا اتفاق ہوا۔ تو پھر آپ نے تلبیہ کہی اور کبھی آپ فرماتے تھے لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ کبھی صرف اس قدر کہتے تھے کہ لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ تلبیداً

آپ نے یہ عبارت پڑھی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ تلبیہ آپ نے باآواز بلند کہی اور تمام صحابہ کو آپ نے یہی حکم دیا۔ صحابہ تلبیہ کی عبارت میں تغیر و تبدل کر دیتے تھے مگر آپ نے کسی کو منع نہیں فرمایا۔ احرام کی حالت میں آپ نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی لگا کر چپکا لیا تھا تا کہ ٹوٹنے سے اور جوئیں وغیرہ سے حفاظت رہے جب آپ مقام روحا میں پہنچے ایک زخمی گورخر کو دیکھا۔ صحابہ کو آپ نے منع کر دیا کہ اسکو نہ چھیڑنا۔ اتنے میں اسکا شکار کرنیوالا آ گیا۔ اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شکار میں نے آپکو دیدیا۔ آپ جو چاہیں کریں حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ اسکو لا کر صحابہ میں تقسیم کر دو۔ پھر مقام اثاثہ میں ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سو رہا تھا اور وہ زخمی تھا۔ آپ نے ایک شخص کو متعین کر دیا تا کہ کوئی محرم اسکو چھیڑنے نہ پائے۔ پھر جب آپ مقام عرج میں پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے غلام کو مارا۔ اس نے ایک اونٹ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اسباب تھا۔ کھو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الْمُحْرِمِ مَا یَصْنَعُ اس محرم کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے۔ اسکے سوا آپ نے کچھ نہیں فرمایا کہ تمہارا حج فاسد ہو گیا یا تمکو فدیہ ادا کرنا پڑیگا۔ جب مقام ابواء میں پہنچے تو صعب بن جثامہ نے ایک گورخر ہدیۃً پیش کیا۔ اور آپ نے نہیں لیا۔ اور فرمایا کہ ہم محرم ہیں۔

Marfat.com

جب آپ وادیٔ عسفان میں پہنچے فرمایا کہ میں موسیٰؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جا رہے ہیں۔ اور انگلیاں اپنے کان میں دیئے ہوئے بہت آواز بلند سے تلبیہ کہہ رہے ہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہودؑ اور صالحؑ بھی اس وادی سے گزرا کرتے تھے۔ جب آپ مقام سرف میں پہنچے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عذر زنانہ پیش آگیا۔ وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا تم کیوں روتی ہو۔ یہ تو ایک تقدیری بات ہے۔ اس میں تمہارا کیا اختیار ہے۔ کوئی حرج نہیں۔ سوا طواف کے تم تمام اعمال کے حج ادا کرو۔ عائشہ صدیقہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ لہذا آپ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو اور غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعد اسکے جب وہ پاک ہوئیں اور وقوف کر چکی تھیں تو طواف اور سعی کی۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم حج سے باہر ہوگئیں۔ بعد اسکے عمرہ کی قضا کیلئے آپ نے اُنکے بھائی عبدالرحمن رضؓ سے فرمایا کہ تم اُنکو تنعیم تک لیجاؤ۔ اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لے آؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور انہوں نے عمرہ کی قضا کر لی۔

اسی مقام سرف میں آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جسکے ہمراہ ہدی نہ ہو۔ وہ چاہے تو اپنے احرام کو عمرہ سے بدل دے۔ ہاں جسکے پاس ہدی ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر مکہ پہنچے تو یہ حکم قطعی طور پر دیدیا۔ اور فرمایا کہ اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا۔ تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔

Marfat.com

جب مکہ مکرمہ قریب آگیا تو آپ نے مقام ذی طویٰ میں نزول فرمایا اور یکشنبہ کے دن ذی الحجہ کی پانچویں تاریخ صبح کی نماز پڑھ کر آپ نے غسل فرمایا اور طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد حجون کے راستہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ باب السلام میں پہنچے اور کعبہ شریف پر آپکی نظر مبارک پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھنی شروع کی اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً بعد اسکے آپ کعبہ کی طرف سیدھے روانہ ہوئے۔ تحیۃ المسجد نہیں پڑھی۔ حجر اسود کے مقابل پہنچکر استلام کیا۔ اور طواف میں مشغول ہوگئے۔ کعبہ کو اپنی بائیں جانب کی طرف چھوڑا اور اپنے داہنے ہاتھ کی طرف سے طواف شروع کیا۔ طواف کے اندر کسی خاص مقام کی کوئی مخصوص دعا آپ سے منقول نہیں مگر ہاں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان میں آپ نے یہ دعا پڑھی۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا طواف میں آپ نے سات شوط کئے۔ پہلے تین شوطوں میں رمل فرمایا۔ اور اخیر کی شوطوں میں رمل نہیں کیا۔ اس طواف میں آپ نے اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھی تھی۔ ہر شوط میں جب حجر اسود کی محاذات پر پہنچے تو ایک لکڑی سے جو آپکے ہاتھ میں تھی۔ حجر اسود کی طرف اشارہ کرکے اس کا بوسہ دیتے اور رکن یمانی کی محاذات پر جب پہنچتے تو اس کی طرف

اشارہ کرتے مگر اسکو بوسہ نہ دیتے حجر اسود کے مقابل جب پہنچتے تو اللہ اکبر کہتے جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے اور یہ آیت پڑھی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى اور دو رکعت نماز طواف پڑھی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل یاایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھی نماز طواف سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور اسکا استلام کیا۔ بعد اسکے بیچ کے دروازہ سے کوہ صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ صفا کے قریب پہنچکر یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اور فرمایا کہ جس کو اللہ نے پہلے ذکر فرمایا ہے اسی سے ہم طواف کی ابتدا کرینگے۔ پھر آپ صفا پر چڑھ گئے اور کعبہ مکرمہ کے مقابل کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كَرْبًا اِلَّا كَشَفْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا

پھر صفا سے اتر کر مروہ پر آئے۔ اثنائے سعی میں چونکہ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اونٹنی پر سوار ہو کر آپ نے سعی کو پورا کیا۔ ابتدا

Marfat.com

سعی کی آپ نے صفا سے اور اختتام اسکا مروہ پر کیا۔ جب مروہ پر چڑھے تو وہی دُعا جو آپ نے صفا پر پڑھی تھی مروہ پر بھی پڑھی اور درمیان میں آپ یہ دُعا پڑھتے تھے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ سعی سے فارغ ہو کر صحابہ کو حکم دیا کہ جسکے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ احرام سے باہر ہو جائے چنانچہ سب احرام سے باہر ہوگئے اور آپکی تعمیل حکم سے بہتوں نے سر منڈائے اور بعض نے بال کتروا دیئے سر منڈوانے والونکے لئے آپ نے تین بار فرمایا اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ کتروانے والوں نے استدعا کی کہ حضور ہمکو کیوں محروم رکھتے ہیں۔ اُسوقت آپ نے اُنکے لئے بھی سراقہ بن مالکؓ نے پوچھا کہ حضور یہ بات صرف ہمارے لئے خاص ہے یا تمام اُمت کیلئے آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے۔ اور تمام لوگوں کے لئے۔

ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہم احرام سے باہر نہیں ہوئے۔ کیونکہ ان لوگونکے ہمراہ ہدی تھی ازواج مطہرات اور بی بی فاطمہ زہراؓ احرام سے باہر ہوگئی تھیں کیونکہ انکے ہمراہ ہدی نہ تھی۔

چار دن کے بعد یعنی ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کو آپ نے منیٰ جانیکا قصد کیا۔ جو جو صحابہ احرام سے باہر ہوگئے تھے۔ اُنہوں نے اس دن حج کا احرام باندھا ظہر اور عصر کی نماز آپ نے منیٰ میں پڑھی اور سات کو وہیں رہے

Marfat.com

دوسرے دن نویں تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کی طرف متوجہ ہوئے کوئی صحابہ تکبیر کہتے تھے۔ کوئی تلبیہ آپ نے کسی پر انکار نہیں فرمایا۔

جب آپ مقام نمرہ میں پہنچے تو وہاں نزول آپکے حکم سے اونی خیمہ آپکے لئے پہلے سے نصب کر دیا تھا۔ زوال آفتاب کے بعد آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر نہایت بلیغ اور مؤثر خطبہ پڑھا۔ تمام اسلام کے اصول اُس میں تعلیم فرمائے۔ اور تمام کفر و شرک کی باتوں کی جڑ کاٹ دی۔ رسوم کو بالکل ہٹا دیا۔ اور جو باتیں تمام مذاہب میں ممنوع ہیں اُنکا ذکر فرمایا۔ جاہلیت کے زمانہ کے خونوں اور سودوں کو معاف کر دیا اور مردوں کو عورتوں سے خوش خلقی اور ملاطفت کرنیکی تاکید فرمائی اور زوجین کے باہمی حقوق یاد دلائے اور لوگوں کو کتاب خدا پر عمل کرنیکا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی کتابِ خدا پر عمل کریگا۔ وہ گمراہ نہ ہوگا۔ پھر صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ میرے حق میں کیا کہتے ہو۔ سب نے یکزباں ہو کر عرض کیا کہ ہم سب گواہ ہیں کہ آپ نے خدا کے احکام پہنچا دئے اور اُمت کی خیر خواہی جیسی کہ چاہیئے تھی۔ کی اور تمام حقوق رسالت کو آپ نے ادا فرمایا۔ یہ سُن کر آپ نے انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اُٹھائی۔ اور اُس کو گھمایا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ پھر فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع میں ہیں۔ وہ غائبین کو یہ تمام احکام پہنچا دیں۔ اسکے بعد آپ نے ظہر کی نماز پڑھی ظہر اور عصر

Marfat.com

دونوں کی نماز یہاں ایک ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ سوار ہو گئے اور عرفات آئے۔ وہاں دامن کوہ کے پاس قبلہ رُو کھڑے ہوکر سواری پر آپ نے وقوف فرمایا۔ اور نہایت الحاح اور زاری کے ساتھ بہت دردناک الفاظ میں حقتعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کی۔ جب دعا مانگ چکے تو فرمایا کہ عرفات میں کھڑا ہونا کچھ خاص اسی مقام پر ضروری نہیں بلکہ تمام جنگل عرفات کا موقف ہے۔ جہاں چاہو عرفات میں کھڑے ہو۔ عرفات میں یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ ترجمہ (اے مسلمانو) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ یہ آیت اگرچہ تمام اہل اسلام کیلئے نہایت مسرت اور فرحت کا باعث ہے لیکن صحابہ میں جو لوگ تیز نظر اور دقیقہ رس تھے وہ اس آیت کے سنتے ہی نہایت شکستہ دل اور محزون ہو گئے۔ کہ اب زمانۂ فراق قریب ہے۔ کیونکہ آپکا دنیا میں آنا محض تعلیم دین اور تلقین کے لئے تھا۔ جب وہ کام پورا ہو گیا تو آپ کا قیام دنیا کس لئے ہوگا۔ پھر اسکے بعد آپنے یہ بھی فرمایا کہ اپنے دین کے مسائل مجھ سے یاد کرلو۔ آئندہ سال شائد مجھے پاؤ یا نہ پاؤ۔ اسی دن عرفات میں ایک صحابی اونٹ کے اوپر سے گر پڑے اور انکی وفات ہو گئی۔ آپنے فرمایا کہ انکو غسل دیکر احرام کے لباس میں دفن

Marfat.com

کردو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر اور چہرہ کو نہ بند کرو۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے میدان حشر میں آئینگے۔

جب آفتاب غروب ہوگیا تو آپ نے اسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ سوار کرلیا اور مزدلفہ کی طرف چلے۔ اُس وقت لوگوں کا ہجوم تو تھا ہی سبھوں نے تیز ردی کرنی چاہی۔ ایک کے اوپر گرنے لگے۔ تو آپ نے اُنکو منع فرمایا کہ جلدی کرنے میں کوئی فائدہ اور کچھ ثواب نہیں غرض نہایت سکون و وقار کے ساتھ وہاں سے آپ روانہ ہوئے جب راہ کشادہ اور میدان وسیع ملجاتا تو اُونٹنی کو کچھ تیز بھی کر دیتے تھے جس راستہ سے عرفات میں آئے تھے۔ اُس راستہ سے نہیں لوٹے بلکہ دوسرے راستے سے یہی عادت آپکی عیدگاہ جانے میں بھی تھی کہ جس راستہ سے تشریف لیجائے اُس راستہ سے لوٹتے نہ تھے۔ اثنائے راہ میں ایک مقام پر اُتر کر خفیف وضو فرمایا۔ اسامہ نے فرمایا کیا مغرب کی نماز نہ پڑھیئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز آگے چلکر مزدلفہ میں پڑھینگے۔ پھر مزدلفہ پہنچ کر آپ نے پورا وضو کیا اور اذان پڑھی گئی اور اسباب وغیرہ اُتارا۔ اور عشا کی نماز پڑھی مغرب اور عشاء کے فرض کے درمیان میں اور کوئی نفل نماز آپ نے نہیں پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ میں رہے اور شب بیداری نہیں کی۔ عورتوں اور بچوں کو صبح ہونے سے پہلے آپ نے رخصت کر دیا کہ منٰے چلے جائیں۔ عبداللہ بن عباسؓ کو انکے ہمراہ کر دیا۔ اور یہ فرما دیا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی نہ کریں پھر

فجر کا وقت آتے ہی بہت اول وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھ لی اور سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور وہاں وقوف فرمایا۔ اور قبلہ رو ہو کر امت کے لئے نہایت تضرع وزاری کے ساتھ دعا مانگتے رہے۔ یہانتک کہ جب طلوع آفتاب کا وقت قریب آگیا تو آپ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور فضل بن عباسؓ کو اپنے ہمراہ سوار کیا۔ اور آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریاں رمے کیلئے چن کر حضور کے ہاتھ میں دیں۔ آپ نے کف مبارک میں انکو لیکر غبار وغیرہ سے صاف کیا اور فرماتے رہے کہ اس قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیئے۔ اور اے لوگو دین میں زیادتی نہ کرو۔ اگلے لوگ اسی سے برباد ہوئے۔ اِسی راہ میں ایک عورت ملی۔ اور اس نے آپ سے پوچھا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ فضل بن عباس اس عورت کی طرف دیکھنے لگے۔ تو آپ نے انکی آنکھیں بند کر دیں۔ اور انکی گردن پھیر دی۔ پھر ایک بڑھیا ملی۔ اور اس نے کہا کہ میری والدہ بہت کمزور ہے اور بہت بوڑھی ہے۔ کیا میں اسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر جب آپ وادی محسّر میں پہنچے تو وہاں سے اونٹنی کو بہت تیز دوڑایا۔ اور بہت عجلت کے ساتھ وہاں سے نکل آئے اور فرمایا کہ یہاں دشمنان خدا پر عذاب ہوا تھا یعنی اس مقام پر اصحاب فیل کو عذاب ہوا تھا جو کعبہ مکرمہ گرانیکے لئے آئے تھے۔

Marfat.com

پھر جب آپ جمرۃ العقبہ کے محاذی پہنچگئے تو کھڑے ہو گئے کعبہ مکرمہ اُسوقت آپکے بائیں ہاتھ کی طرف تھا۔ اور منیٰ داہنے ہاتھ کی طرف اور سواری پر سے آپنے سات کنکریاں ایک ایک کرکے جمرۃ العقبہ پر ماریں۔ رمی کرتے وقت بلال اور اُسامہ بن زید حاضر رکاب تھے۔ ایک تو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔ اور دوسرے آپکے اوپر سایہ کئے ہوئے تھے۔ رمی کے بعد آپنے تلبیہ موقوف کردیا اور اسکے بعد اپنی فرودگاہ پر جو مسجد خیف کے قریب تھی تشریف لے گئے اور وہاں ایک نہایت بلیغ اور نہایت مؤثر اور دردانگیز خطبہ پڑھا اور ایسی آواز سے پڑھا کہ تمام حاضرین نے اسکو سنا۔ اس بات کو بھی علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہے کہ اتنے کثیر مجمع کیلئے ایک شخص کی آواز کفایت کرجائے اس خطبہ میں آپنے ماہ حرام کی فضیلت اور ذیحجہ کی دسویں تاریخ کی بزرگی سُنائی۔ اور ان مہینوں میں جدال و قتال کی ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک سیکھ لو شاید اب میں دوبارہ حج نہ کرونگا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے بعد جو تمہارا سردار ہو اُسکی اطاعت کرنا بشرطیکہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرے۔ اور فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ بنجانا اور باہم خونریزی نہ کرنا۔ فساد نہ کرنا۔ بعد اسکے لوگوں سے آپنے رخصتی کے کلمات کہے اور اپنے فراق کی تلخ خبر باشارتِ واضحہ سب کو سُنائی اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگوں نے مجھ سے سُنے ہیں وہ اُن لوگوں کو پہنچادینا جنہوں نے

Marfat.com

نہیں سُنے خطبہ پڑھ کر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہاں ترسیٹھ۶۳ اونٹ آپ نے اپنے ہاتھ سے قربانی کئے۔ اس خاص عدد کے اختیار کرنے میں بھی اپنی عمر کے ختم ہونیکی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ نے ترسیٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ تو گویا عمر کے ہر سال کے عوض میں ایک اونٹ قربانی فرمایا۔ اور پھر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ سینتیس اونٹ تم قربان کردو۔ تاکہ سَو پورے ہو جائیں۔ اونٹوں کی یہ کیفیت تھی کہ پانچ پانچ چھ چھ اونٹ قربانی کیلئے آپکے قریب آتے جاتے تھے۔ ایک اونٹ دوسرے اونٹ پر گرا پڑتا تھا۔ اور ہر اونٹ یہی چاہتا تھا کہ پہلے میں مشرف کیا جاؤں پھر آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اُونٹوں کی کھالیں اور اُنکی جھولیں مسکینوں کو تقسیم کردیں اور گوشت بنانیوالے کی اُجرت آپ نے علیحدہ دلوائی۔ جب قربانی سے آپ فارغ ہوگئے تو لوگوں سے یہ بھی فرمادیا کہ یہ نہ خیال کرنا کہ جس جگہ میں نے قربانی کی ہے۔ وہاں کے سوا اور کہیں قربانی جائز نہیں۔ بلکہ تمام منیٰ میں قربانی کرنا درست ہے۔

پھر آپ نے سر منڈوانیکے واسطے حکم دیا حضرت معمر بن عبداللہؓ آئے اور استرہ لیکر کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے معمر دیکھو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اپنے سر پر قبضہ دیا ہے اور تمہارے ہاتھ میں اُسترہ ہے مقصود یہ تھا۔ کہ اس نعمت کی قدردانی کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں یہ اللہ کا فضل و احسان ہے آپ نے فرمایا بیشک پھر آپ نے حکم دیا

Marfat.com

کہ پہلے داہنی جانب کے بال مونڈو۔ داہنی جانب کے بال تو سب آپ نے حضرت ابو طلحہ کو دیدیئے اور بائیں جانب کے بالوں کی نسبت فرمایا کہ لوگوں کو تقسیم کر دو۔ تمام لوگوں کو ایک ایک بال یا دو دو بال پہنچے۔ بالوں کی تقسیم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جدائی کا زمانہ قریب ہے اور وہ وقت اب کچھ دنوں کے بعد آنیوالا ہے کہ جو آنکھیں ہمیشہ اس خیال بےمثال سے منور رہتی تھیں۔ اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جائینگی اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگیں کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی۔ اُسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو سمجھاتے اسی وجہ سے حضرت نے اپنے موئے مُبارک لوگوں کو تقسیم فرمائے۔ تاکہ آئندہ اُن عاشقان بیدل کی تسکین و طمانیت کا سبب اور رحمت و برکت کا باعث ہو۔ بعد اسکے آپ نے ناخون کو بھی ترشوایا اور ان کو بھی لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

اب بھی بعض صاحب نصیب لوگوں کے پاس آپکے موئے مُبارک موجود ہیں اور اُن میں سے بعض بعض کی نسبت تو یقین ہو سکتا ہے کہ وہ بیشک وہی موئے اقدس ہیں جو کسی وقت حضرت کے جسم انور سے تعلق رکھتے تھے۔ اس امر کا یقین حاصل کرنیکے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے۔ اول یہ کہ سند اُن بالوں کی بواسطہ ثقات کسی صحابی تک پہنچی ہوئی ہو اور اسکے راویوں میں تمام وہ شرطیں موجود ہیں جو ایک صحیح حدیث کے راویوں میں ہونی چاہئیں دوسرے یہ کہ کوئی صاحبدل اپنے وجدان سے اُن بالوں کے انوار و تجلیات

Marfat.com

کا مشاہدہ کریں۔ مگر یہ دوسرا طریقہ صرف انہیں لوگوں کے لئے ہے
جو اس مشرب حالی سے بہرہ ور ہوں۔
جو موئے مبارک کسی خاندان میں زمانۂ قدیم میں وراثتہً چلے آتے
ہوں اور کوئی لکھی ہوئی سند انکے ساتھ نہ ہو۔ انکی نسبت اگرچہ یقین نہیں
ہوسکتا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہوں۔ جیسے کہ بیان کئے
جاتے ہیں۔ ان کی تعظیم و محبت میں کمی نہ کرنی چاہیئے۔
واقعی مسلمان بڑے خوش قسمت ہیں جیسا کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہے
کُنتُم خَیرَ اُمّةٍ ہر طرح کی خیریت کے سامان اللہ جلشانہٗ نے انکے لئے مہیا
کردئے ہیں۔ انکے پاس انکے نبی کی وہ وہ نشانیاں موجود ہیں جو آج کسی
امت کو نصیب نہیں۔ سب سے بڑی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو
آپکا زندہ معجزہ ہے۔ ہمارے پاس قرآن عظیم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے سے اسوقت تک باوجود تیرہ سو برس سے زائد ہو گئے۔
اسی طرح سے بے کم و کاست بے تغیر و تبدل چلا آرہا ہے۔ اور انشاء اللہ
تعالیٰ تا قیام قیامت ہمارے پاس رہیگا۔ دوسری نشانی آپکی ہمارے پاس
آپکی احادیث ہیں۔ احادیث کی حفاظت اور بہم رسانی میں بھی جو اہتمام ہمارے
اگلوں نے کیا۔ اُسکا دسواں حصہ بھی کسی اُمت کو نصیب نہیں ہوا۔ اسکے بعد
اور نشانیاں بھی ہمارے پاس موجود ہیں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

Marfat.com

مجمع صفات سے تعلق رکھتی ہیں مثل موئے مبارک اور نقش نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہیں جنکے بابرکت گھران موئے مبارک سے آباد ہیں وہ آنکھیں کس درجہ تعظیم کے قابل ہیں جنہوں نے ان مقدس بالوں کی زیارت کی ہے اگلے زمانے میں دستور تھا کہ ان موئے مبارک کے ذریعہ سے اکثر بیماروں کی دوا کیجاتی تھی۔ اور انکو شفا ہوتی تھی۔ وہ لوگ ان موئے مبارک کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ ابن سیرین سے روائت ہے کہ انہوں نے حضرت عبیدہ سے (حضرت عبیدہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہیں آئی) کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے ہم نے اسے حضرت انس کے پاس سے پایا ہے تو انہوں نے نہایت حسرت سے کہا کہ بیشک اگر میرے پاس حضرت کا موئے مبارک ہوتا تو مجھے دُنیا سے اور تمام اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کا جو ذکر آیا تو ایک اور عجیب اور مقدس نشانی جو زمانہ حال میں دستیاب ہوئی ہے اسکا ذکر کئے بغیر جی نہیں مانتا سلطان عبد الحمید خان خلیفہ ترکی کے عہد میں بعض عیسائی سیاحوں کو کسی سرزمین میں دو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستیاب ہوگئے۔ ان

کی جھلی پر لکھی ہوئی عبارت اُن خطوں کی روایت کردہ صحیح بخاری سے بالکل مطابق ہے۔ اُن سیاحوں نے اُن خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے یہاں نذر کیا اور خلیفہ نے انکو تبرکات کے خزانہ میں رکھ لیا اور بیش بہا صلہ اُن سیاحوں کو عنایت کیا۔ اُن خطوط مقدسہ کے فوٹو اکثر بلاد اسلامیہ میں باجازت سُلطانی بھیجے گئے منجملہ انکے میرے احباب کے پاس بھی انکے فوٹو آئے اور خدا کا شکر ہے کہ میں انکی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ الغرض بالونکی تقسیم کے بعد زوال سے پہلے آپ مکہ تشریف لائے اور طواف وداع کیا۔ طواف کے بعد آپنے آب زمزم کھڑے ہوکر پیا۔ یہ طواف آپنے سوار ہوکر کیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپکے طواف کو دیکھیں اور آپکے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھیں روشن کریں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپکے پاؤں میں کچھ چوٹ آگئی تھی۔ پھر آپنے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر منیٰ کی طرف مراجعت فرمائی اور رات کو وہیں رہے۔ دوسرے دن نماز ظہر سے پہلے زوال کے بعد پاپیادہ تینوں جمروں کی رمی فرمائی پہلے اُسکی جو مسجد خیف کے قریب ہے اور اُسکے رمی کے بعد تھوڑی دُور آگے بڑھ کر آپنے کھڑے ہوکر اتنی دیر تک دعا فرمائی کہ جتنی دیر کوئی سورۂ بقر پڑھے پھر اسکے بعد والے جمرہ کی رمی کی اور اسکی رمی کے بعد بھی داہنے

ہاتھ کی طرف ہٹ کر اتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی۔ پھر جمرۃ العقبہ کی رمی کی اور اسکی رمی کے بعد آپ نے نہ دعا کی اور نہ وہاں توقف فرمایا۔

منیٰ میں آپ نے پورے دو روز قیام یعنی گیارھویں اور بارھویں تاریخ کو اور ہر روز اسی طرح رمی کی اور تیرھویں تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کرکے آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ محصب میں اُترے اور ظہر عصر مغرب اور عشا کی نمازیں وہیں پڑھیں بعد اسکے آپ تھوڑی دیر کیلئے سو رہے۔ پھر آپ بیدار ہوئے اور کوچ کیا۔ مکہ میں آکر رات ہی کو طواف وداع کیا۔ اس طواف میں رمل نہیں کیا۔ عائشہ صدیقہؓ نے اپنے چھوٹے ہوئے عمرے کی قضا بھی اسی شب میں کی رات ختم نہ ہوئی تھی کہ عمرے سے فراغت ہوگئی۔ پس آپ نے کوچ کا اعلان کیا۔ اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ صبح کی نماز کعبہ مکرمہ کے سامنے پڑھ کر چلے تھے۔ پھر جب آپ مقام غدیر خم میں پہنچے تو وہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا۔ چونکہ آپ نے اس سال اپنی امت کیلئے آئندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام مدارج کردئے تھے اور جن جن مفاسد کا آگے چل کر آپکو اندیشہ تھا۔ انکا سدّ باب کر دیا تھا۔ آپکو اپنی امت میں دو باتوں کا زیادہ اندیشہ تھا۔ ایک تو باہمی خونریزی کا دوسری باہمی رنجش کا چنانچہ آپ نے ان دو باتوں کے متعلق حج کے خطبوں میں بہت بلیغ اور موثر نصیحت فرمائی اور اپنے

خلفا کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ آپکو یہ بھی بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا۔ کہ حضرت علیؓ سے کچھ لوگ بغض و عداوت رکھیں گے اور انکو نہایت مظلومانہ حالت میں شہید کرینگے اور انکی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائینگے جیسا کہ احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ تمہاری داڑھی تمہارے خون سے ایکدن رنگین ہوگی۔ یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگ تم سے بغض و عداوت رکھیں گے جسطرح یہودی حضرت عیسیٰ سے بغض رکھتے ہیں چنانچہ ایسا ہی واقع بھی ہوا۔ فرقۂ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تواریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہے۔ المختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد عظیم کی اصلاح کیلئے مقام غدیر خم میں ایک خطبہ پڑھا اس میں اپنے اہلبیت سے محبت رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا۔ بعد ازاں حضرت علیؓ کو مثل اپنی محبت کے لازم و واجب کر دیا۔ الفاظ اس حدیث کے یہ ہیں۔ اخذ علیؓ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللّٰھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال ھنیئا یا ابن ابی طالب اصبحت امسیت مولی کل مؤمن و مؤمنۃ رواہ احمد (مشکوۃ)

Marfat.com

ترجمہ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ
نہیں جانتے کہ میں مومنوں کا انکی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں تو
سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں، آپنے فرمایا کہ کیا تم
نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کا اسکی جان سے زیادہ دوست ہوں سب
لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے اللہ میں
جسکا مولے (یعنی محبوب) ہوں علی بھی اسکے مولیٰ یعنی محبوب ہیں اے
اللہ تو اس شخص سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اس شخص سے
عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔

بعد اسکے حضرت علی سے ملے اور اُن سے کہا کہ مبارک ہو اے
ابن ابی طالب تم ہمیشہ کیلئے ہر مومن و مومنہ کے مولے (یعنی محبوب) ہوگئے
اسی طرح اور بھی بعض اصحاب نے حضرت علی کو اس فضیلت کی مبارکباد دی
حضرت علی کے فضائل کا خطبہ پڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مع اپنے اصحاب کے وہاں سے روانہ ہوگئے جب مدینہ قریب آگیا تو آپنے
تکبیر کہی اور فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئبون تائبون عابدون
ساجدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب
وحده بعد اسکے آپ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ مدینہ منورہ میں

Marfat.com

داخل ہُوئے۔ اور اُس شہر مقدس کو اپنے جمال جہان آراء سے منوّر فرمایا۔ (زہے مکان وزہے مکین)۔

وُفُود کا حاضر ہونا

۹ ہجری المقدس میں جا بجا سے اسلام کا پیام لانے اور احکام اسلام سیکھنے کی غرض سے وفود کا آنا شروع ہُوا۔ اس لئے اس سال کو سنۃ الوفود کہا جاتا ہے۔

یہ لوگ آتے ہی مُسلمان ہوکر بقدر ضرورت مذہبی تعلیم حاصل کرتے فیضان نبوت سے جس کا ایک لحظہ بھی اُنکو ولی کامل بنانیکے لئے کافی تھا مستفید ہوتے اور رخصت ہو ہوکر اپنی قوم میں احکام شرعیہ کو رواج دیتے تھے۔ چنانچہ غزوہ تبوک کی واپسی پر تو وفود کی آمد کا تار بندھ گیا۔ اور بقیۃ رمضان وشوال و ذیقعدہ میں آپکو مہمان نوازی سے فرصت ہی نہ ملی۔ اس جگہ صرف وفود کی مختصر فہرست لکھی جاتی ہے۔ تفصیل بخوف طوالت لکھنے سے معذور ہیں۔

مختصر فہرست وُفُود

(۱)۔ سب سے پہلے بنی ثقیف کا وفد آیا۔ جنکا ذکر طائف میں ہوچکا ہے

وہ لوگ خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(۲)۔ وفد بنی تمیم جنکا ذکر غزوۂ طائف کے بعد گذرا۔ اقرع بن حابس وغیرہ نے حاضر ہو کر نظم و نثر میں مباحثہ کیا۔

(۳)۔ وفد طے جن کا ذکر غزوۂ تبوک سے پہلے ہوا ہے کہ عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

(۴)۔ وفد عبد القیس۔ انہی میں شیخ عبد القیسؓ تھے۔ جنکا ذکر احادیث میں آتا ہے۔ اور نیز جارود بن علاءؓ تھے۔ جنہوں نے نصرانیت سے توبہ کر کے اسلام اختیار کیا۔

(۵)۔ وفد بنی حنیفہ جن میں مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا۔ جو وطن پہنچ کر مرتد ہو گیا۔ خلافت صدیقی میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

(۶)۔ دوسرا وفد طے۔ جن میں حضرت زید خیل رضی اللہ عنہ آئے تھے۔

(۷)۔ وفد کندہ جن میں اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(۸)۔ وفد اشعر بھی تھا۔ اور اہل یمن بھی جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان بھی یمانی اور حکمت بھی یمانیہ ہے

(۹)۔ وفد ازد جن میں حضرت صرد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(۱۰)۔ وفد بنی الحارث بن کعب یہ لوگ حضرتؐ کے ہمراہ آئے تھے۔

Marfat.com

(۱۱)۔ وفد ہمدان۔ یہ لوگ شرائع اسلام سیکھ کر یمن کو واپس ہوئے۔

(۱۲)۔ وفد مزینہ اس قبیلہ کے چار سو نفر حاضر خدمت ہوئے تھے۔

(۱۳)۔ وفد دوس یہ لوگ حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

(۱۴)۔ وفد نجران۔ مباہلہ کا ابتدا انہی لوگوں سے ہوا تھا۔ انہوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا۔ مگر مطیع اور باجگذار ہو گئے۔

۱۵۔ وفد بنی سعد بن بکر یہ آنے والے ضمام بن ثعلبہ تھے۔ جنہوں نے مشرف باسلام ہو کر قوم میں پہنچکر نہایت مستعدی سے اسلام کی تبلیغ کی۔ اور تمام قبیلہ نور اسلام سے منور ہو گیا۔

(۱۶)۔ طارق بن عبداللہ مع اپنی قوم کے آئے تھے اور مشرف باسلام ہو کر واپس چلے گئے۔

(۱۷)۔ وفد تجیب تیرہ نفر آئے تھے جنہوں نے چند یوم رہ کر شرائع اسلام سیکھنے اور صحبت نبویہ سے مستفیض ہو کر رخصت ہوئے۔

(۱۸)۔ وفد بنی سعد یعنی قبیلہ قضاعہ کا خاندان ہذیم اپنی قوم کے چند نفروں کو ساتھ لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مشرف باسلام ہو کر واپس ہو گئے۔

(۱۹)۔ وفد بنی فزارہ خارجہ بن حصین وغیرہ بارہ تیرہ نفر مسلمان ہو کر حاضر

Marfat.com

خدمت ہوئے - اور دعاء کے خواستگار ہوئے - آپ نے منبر پر
کھڑے ہو کر ان کے لئے دعائے خیر مانگی -

(۲۰) - وفد بنی اسد - البصہ بن معبد وغیرہ دس نفر حاضر خدمت ہوئے
اور بغیر حیل و حجت کے اسلام لائے -

(۲۱) - وفد بہرا، تیرہ نفر یمنؑ کی طرف سے اپنی قوم کے وکیل بنکر آئے
اور مسلمان ہو گئے - چند یوم ٹھیر کر ضروریات اسلام سیکھنے کے بعد
واپس وطن ہوئے -

(۲۲) - وفد عذرہ بارہ نفر تھے ۹ھ میں آئے تھے - جن میں حمزہ بن
نعمان بھی تھے - جو مشرف باسلام ہو کر واپس وطن ہو گئے -

(۲۳) - وفد بلی ۹ سنہ ہجری المقدس کو سردار ابو خبیب کے ہمراہ
مدینہ میں آئے - اسلام لا کر رخصت ہوئے -

(۲۴) - وفد ذی مرہ - تیرہ نفر تھے - جنکے سردار حارث بن عوف تھے -
حضرت کی خدمت میں مشرف باسلام ہوئے - حضور علیہ السّلام
نے اُنکے وطن کے شہروں کا حال دریافت فرمایا تو اُنہوں نے
خشکسالی اور تنگیٔ بارش کی شکایت کی حضور علیہ السّلام نے اُنکے
لئے دُعاء بارش فرمائی - اُسی دن وہاں بارش ہو گئی اور قحط سالی
دُور ہو گئی - چنانچہ اُس ملک کے آنیوالوں نے تصدیق کی (خصائص الکبرٰی)

(۲۵)۔ وفد خولان دس نفر سنہ ۱۰ھ کو حاضر خدمت ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو فرائض اسلام سکھلا کر رخصت کیا۔

(۲۶)۔ وفد محارب دس نفر حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے مشرف باسلام ہوکر رخصت ہوئے۔

(۲۷)۔ وفد صدا سنہ ۸ ہجری المقدس میں پندرہ نفر آئے جنہوں نے حضرت سے بیعت کی اور واپس ہوکر اپنی قوم میں اسلام کو پھیلایا۔

(۲۸)۔ وفد غسان تین نفر رمضان سنہ ۱۰ ہجری المقدس میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔ اور واپس ہوکر اپنی قوم میں تبلیغ کی۔

(۲۹)۔ وفد سلامان۔ سات آدمی شوال سنہ ۱۰ ہجری المقدس میں حاضر ہوئے جن میں حضرت خبیب بن عمرؓ تھے۔ سب اسلام لاکر بانیل مرام واپس ہوئے۔

(۳۰)۔ وفد بن عبس۔ آپ نے ان حضرت سے خالد بن سنان رضی اللہ عنہ کی اولاد کو پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک لڑکی تھی۔ اسکی نسل منقطع ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ خالد نبی تھا جسکو اسکی قوم نے ہاتھوں سے کھویا۔

(۳۱)۔ دوسرا وفد ازد۔ یہ سات نفر تھے۔ جن میں سوید بن حارث رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پند و نصائح کرکے رخصت کیا۔

Marfat.com

(۳۲) - وفد بنی منتفق - لقیط ابن عامر اپنے رفیق نہیک بن عاصم کو لیکر حاضر خدمت ہوئے - فرائض اسلام کی پابندی پر انکو بیعت فرما کر اکرام کے ساتھ رخصت کیا -

(۳۳) - وفد نخع - یہ سب میں آخری وفد ہے جو نصف محرم سنہ ۱۰ھ میں حاضر خدمت ہوا - جن میں حضرت زرارہ بن عمرؓ تھے یہ دوسو نفر تھے - جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے - اور حضرت کے وصال سے دو ماہ قبل اپنے وطن کو واپس ہوئے

اب میں آپکے وصال کا حال لکھتا ہوں جسکے پڑھنے سے عاشق صادق ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپینگے۔

مرض الموت و وفات

سنہ ۱۱ھ محرم اور صفر کے دو مہینے آپنے ہدایت و ارشاد خلق یعنی تزکیہ و تعلیم اصحاب و عبادت خالق میں گذارے - یہانتک کہ آپ پر اس آئیت کا نزول ہوا - وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى کہ درحقیقت اب آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے اور گویا تمام دنیا کو خبر دیدیگئی کہ حضرتؐ کی رحلت کا وقت آنگا -

تکمیل شریعت کی آئیت وفات سے اسی روز پیشتر اور سورۂ فتح

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا اور آیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ وفات سے اسی روز پیشتر نازل ہو چکی تھیں اور جبرئیل علیہ السلام بھی سنہ ۱۰ ہجری المقدس کے رمضان میں عادت کے خلاف آپکے ساتھ دو دفعہ قرآن شریف کا دور کر چکے تھے۔ یہ سب اس امر کی تفہیمین تھیں کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے رحلت فرما ہونگے۔ ان تفہیمات کے چہار شنبہ (بدھ) کا دن تھا اور ماہ صفر سنہ ۱۱ ہجری المقدس میں ابھی دو دن باقی تھے کہ آپکو درد سر شروع ہوا اور بخار ہو گیا۔ بخار روز بروز بڑھتا گیا۔ گو موسم سرد تھا لیکن شدت حرارت کے سبب آپ تبرید کیلئے پانی کی مشکیں اپنے سر مبارک پر چھڑکواتے تھے۔ جمعہ کے دن آپنے بر سر منبر خطبہ پڑھا۔ اور ایک مثل بیان کی کہ اپنے ایک بندے کو خدا تعالیٰ دنیا میں رہنے اور انعامات کو حاصل کرنے میں جو اسکے پاس ہیں۔ اختیار دیا ہے۔ اور اس بندۂ خدا نے خدا کے انعامات کو منظور کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو آپ کے کلام کی رمزوں اور اشاروں کو خوب پہچانتے تھے مطلب پا گئے۔ رونے لگ پڑے اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر اپنی جانوں اور بیٹوں کو فدا کرتے ہیں۔ پھر آپنے سب اصحاب کو جمع کیا

اور سب کو مرحبا کہا۔ اور رو رو کر سب کیلئے بہت بہت دُعائیں کیں۔ اور فرمایا میں تمکو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تاکید کرتا ہوں اور خدا تعالےٰ نے بھی تمکو اسکی تاکید کی ہے اور اسی کو تم پر خلیفہ چھوڑتا ہوں۔ اور اسی کی امانت میں رکھتا ہوں۔ میں تمہارے لئے بشیر و نذیر ہوں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں اور شہروں پر تعدی کرکے اُس سے سرکشی نہ کرنا۔ کیونکہ اُس نے مجھے بھی اور تم کو بھی فرمایا ہے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (پارہ ۲۰) آخرت والا گھر (یعنی جنت) ہم اُن لوگوں کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ جو زمین میں بُرائی اور فساد نہیں چاہتے۔ اور انجام بخیر متقین ہی کا ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے یہ بھی فرمایا اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ یعنی کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں۔

غرض روز بروز مرض بڑھتا گیا۔ اور اسی طرح ضعف و ناتوانی اس حد تک بڑھ گئی کہ آپ مسجد میں جماعت تک کیلئے بھی نہ آسکے آپکو غشی سی ہوگئی اور سب ازواج مطہرات اور دیگر اہلبیت جمع ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ یعنی میری طرف سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم کردو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ کا حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی حیات میں اپنی جگہ امامت پر کھڑا کرنا منصب خلافت کے زینے پر کھڑا کرنا تھا۔ خیر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

نے عرض کیا کہ میرے ابا بہت نرم دل ہیں۔ وہ آپکی جگہ کھڑے ہو کر مارے غم کے نماز نہیں پڑھا سکینگے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کریں کیونکہ وہ بہت دلیر اور قوی حوصلہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ اس امر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوائے سب سے انکار کرتا ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بموجب حکم نماز پڑھانے لگے۔ اتنے میں آپکو کچھ سکت معلوم ہوئی۔ آپکا حجرہ مسجد کی بغل میں تھا۔ چنانچہ مسجد میں تشریف لائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آہٹ پائی پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے پکڑ کر انکو اسی جگہ رہنے دیا۔ اور خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ کھڑے ہوئے۔ پس اس طرح آپ اصل امام تھے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے نائب اور مقتدی تھے اور دیگر لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرتے تھے۔ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اسی طرح سترہ نمازیں پڑھیں +

غرض مرض بڑھتا گیا اور رردارت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ پیر کے روز جس دن آپکی وفات ہوئی آپ سر باندھ کر نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ آہٹ پا کر پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے انکو اسی جگہ بحیثیت امام کھڑا کیا اور خود انکے دائیں ہاتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ گویا عملی طور پر خود اقتدا کرکے سب

Marfat.com

لوگوں کو دکھلا دیا کہ میرے بعد خلیفۂ اوّل یہی ہیں۔

نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کو کچھ وعظ و نصیحت کی جب وعظ ختم کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے فضل و نعمت سے اس وقت آپکا مزاج مبارک بخیر نظر آتا ہے۔ اسی خیال سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکے گھر میں مقام سنخ میں جو مدینہ طیبہ سے باہر کی جانب تھا چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جہاں بیماری کے دنوں میں آپکی اقامت تھی داخل ہوئے اور لیٹ گئے ضعف و ناتوانی زیادہ ہوگئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بھی آیا۔ انکے ہاتھ میں ایک ہری مسواک تھی۔ آپنے اسکو دیکھا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا آپ اسکی خواہش کرتے ہیں۔ جھٹ سے لیکر اور اپنے منہ میں نرم کرکے آپکو دیدی۔ آپنے مسواک کرکے رکھدی اور ضعف زیادہ ہوگیا۔ یہانتک کہ رسالتماب کی آنکھیں کھل گئیں اور یہ کہنے لگے اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی اے خدا میں رفیق اعلےٰ یعنی جنتی لوگوں کو اختیار کرتا ہوں۔ یہ آخری کلمہ ہے۔ جو آپکی زبان مبارک سے نکلا۔ سبحان اللہ کیا پاک موت ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۂ انعام) اے پیغمبر تم

Marfat.com

کہو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ خدا کے لئے ہے جو رب العالمین ہے +

اِسی طرح آپ کے سب کام اور سب ایّام صرف اللہ تعالےٰ کے لئے ہُوئے۔ آخری دم بھی اسی کی یاد میں نکلا +

غرض اس سانحہ عظیمہ کی اطلاع دفعۃً باہر پہنچی اور ہوا کی طرح مدینہ کی گلی کوچوں میں گشت لگا گئی تو صحابہ کے اضطراب و بیکلی کی حد نہیں رہی کیونکہ ابھی صبح کی نماز میں حضرت کی زیارت کی تھی۔ اور ہشاش بشاش دیکھ کر آئے تھے۔ یا دو ہی گھنٹے گذرنے پر اشراق کے وقت یہ صدا آنے لگی۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپنے عالم آخرت کا سفر اختیار فرمایا اسلئے لوگ بدحواس ہوگئے۔ اور اکثروں کو یقین نہ آیا کہ یہ خبر سچّی ہے۔ چنانچہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بایں کمال و عظمت ایسے مدہوش ہُوئے کہ برہنہ تلوار لیکر دروازہ مسجد پر کھڑے ہوگئے کہ حضرت کا وصال نہیں ہُوا۔ اور نہ آپ دُنیا سے رُخصت ہُوئے۔ سو اگر مَیں نے کِسی کو یہ لفظ کہتے سُنا کہ حضرت کی وفات ہوگئی تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے تامل گردن اُڑا دونگا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی گھبرائے ہُوئے آئے۔ اور منبر پر چڑھ کر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی

Marfat.com

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا۔ یعنی محمدؐ بھی تو ایک پیغمبر ہی ہیں۔ جن سے پہلے بہتیرے پیغمبر گذر گئے ہیں۔ سو اگر ان کا انتقال ہو جائے یا شہید کر دئے جائیں تو کیا تم لوگ الٹے ایڑیوں پر لوٹ جاؤ گے۔ اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر لوٹ جائیگا وہ اللہ کا ہرگز کچھ بھی نقصان نہ کریگا۔

پھر فرمایا کہ اے لوگو اگر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے تو اُنکا تو واقعی انتقال ہو گیا۔ اگر عبادت واقع میں اللہ جلشانہ کی تھی۔ تو اللہ حیّ و قیوم ہے۔ ہمیشہ زندہ رہیگا۔ سنبھلو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جو حضرت کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔

اِن کلمات کا صحابہ کے کانوں میں پڑنا تھا کہ بے قابو ہو جانیوالوں کو قرار آگیا۔ اور زائل ہو جانیوالی عقلیں اپنے ٹھکانے آگئیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وعظ سننے پر میں نے اپنی تلوار نیام میں کر لی۔

غرض ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) چاشت کے وقت تریسٹھ برس کی عمر میں تیرہ روز بیمار رہ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان تینوں باتوں پر فخر کیا

Marfat.com

کرتی تھیں کہ مسواک کی بدولت آخر وقت میں اللہ تعالیٰ نے میرے لعاب اور حضرت کے لعاب مبارک کو جمع کیا۔ حضرت کا میرے حجرے میں انتقال ہوا اور میری باری کے اس دن وفات ہوئی جو بیبیوں میں باری قائم رکھنے کے حساب سے بھی میرے ہی حصہ میں آیا تھا۔

رسُول خدا بالائے عرش و زیر زمین تشریف لے گئے۔ جبریل امین علیہ السلام کی زمین پر آمد بند ہو گئی۔ وحی آسمانی کا سلسلہ ختم ہوا۔ اور وہ انوار و تجلیات جن کی جھڑی موسلا دھار مینہ بن کر ہر وقت لگی رہتی تھی ختم ہو گئی۔ سچ ہے خدائے واحد کی ذات کے سوائے کسی کو بقا نہیں۔ اور موت کا ناطق حکم تمام مخلوق کے لئے ایسا عام ہے کہ کسی سے ٹلنے والا نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ::

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وعظ سے جب صحابہ کی حالتیں سنبھلیں تو اسلام کی آئندہ حفاظت کا فکر لاحق ہوا چنانچہ خلافت کے بارے میں بڑا جھگڑا ہوا۔ آخر جب آرائے مختلفہ کا شور و شغب بڑھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا۔ کہ اختلاف کو جلد مٹائیں۔ پس فوراً کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ لائیے ہاتھ پھیلائیے کہ آپ سے بیعت کریں اس لئے کہ آپ سے بہتر اس مجمع میں کوئی نہیں جو اس منصب کے

شایاں ہو۔

الغرض سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور انکے بعد مہاجرین آگے بڑھے جو وہاں موجود تھے اور جب سلسلہ چل گیا تو انصار نے بیعت شروع کر دی۔ یہانتک کہ سارا مجمع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین تسلیم کر کے وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اس طرح پر پہلا مرحلہ جو سب میں عظیم الشان تھا طے ہو گیا۔

نظام شرعی کے مستحکم ہونیکے بعد بیوم سہ شنبہ تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے اور تحیّر ہوا کہ حضرت کو غسل دیا جائے۔ اور اگر دیا جائے تو بدن سے کپڑے اُتارے جائیں۔ اتنے میں ایک غیبی ندا آئی کہ مع کپڑوں کے غسل دو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جسم مبارک کو اُٹھا کر اپنے سینہ کے سہارے لگایا۔ حضرت عباسؓ حضرت فضلؓ اور حضرت قثم رضی اللہ عنہم نے رُخ بدلنے اور کروٹ دلوانے میں مدد دی۔ اور اسامہ بن زید و شقران نے جو حضرت کے آزاد شدہ غلام تھے پانی ڈالنا شروع کیا۔ اس وقت ایک تیز خوشبودار ہوا اُٹھی جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مہک گیا۔ اور جس کا سونگھنا اس سے پہلے اور پیچھے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بدن مقدس کو تر کر کے اوپر سے ملتے جاتے اور خوشبو سے متمتع ہو کر عرض کرتے جاتے تھے کہ میرے

Marfat.com

ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ بحالت حیات و ممات کس قدر معطر ہیں۔ اسکے بعد آپکا کرتہ نچوڑ دیا گیا اور تین سفید یمانی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اسکے بعد جنازہ گھر میں رکھدیا گیا کہ نماز پڑھی جائے۔ چنانچہ اول مردوں نے گروہ گروہ ہوکر نماز پڑھی۔ پھر عورتیں آئیں اور انہوں نے نماز پڑھی انکے بعد بچے آئے اور وہ اس شرف سے مشرف ہوئے۔ چونکہ ہر مرد و زن اور بچہ و بوڑھا متمنی تھا کہ شرف یاب ہوں۔ اسلئے جماعت نہ ہوسکی اور بشر کی مختلف جماعتیں تو نماز پڑھتی ہوئی نظر بھی آگئیں۔ باقی فرشتوں کی خبر نہیں کہ کس تعداد کی جماعت نے نماز ادا کی۔ اس اہتمام میں منگل کا دن ختم ہوگیا تجہیز و تکفین کے بعد یہ فکر ہوا کہ آپکو کہاں دفن کیا جائے مگر چونکہ آپ فرما چکے تھے کہ انبیاء کی روح وہیں قبض کی جاتی ہے جہاں وہ اپنا مدفون ہونا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپکو وہیں دفن کرو جہاں آپکا بستر تھا۔ پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو قبر کھودنے پر مقرر کیا۔ اور جب قبر کنی سے فارغ ہوئے تو ماہتاب اسلام کو زیر زمین پہنچانے کا تہیہ ہوا۔ چنانچہ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور حضرت عباس کے دو صاحبزادے قثمؓ اور فضلؓ یعنی ایک چچا اور تین چچازاد بھائی۔ ان چار حضرات نے شب چہار شنبہ میں عین آدھی رات کے وقت آپکو قبر شریف

Marfat.com

میں اُتارا اور آپکی لحد پر نو کچی اینٹیں پاٹ کر اس کا منہ بند کر دیا۔ اس کے بعد مٹی بھر دیگئی جس میں تمام صحابہ شریک ہوئے اور قبر مبارک کوہان نما بنا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک مشکیزہ پانی چھڑک دیا کہ مٹی بیٹھ جائے۔

صحابہ کو آپکی وفات پر سخت غم ہوا اور ہوتا کیوں نہ۔ ایسا مربی۔ ایسا شفیق۔ ایسا محسن۔ ایسا ہادی۔ ایسا رہبر۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر نور ایمان و معرفت کی طرف لانے والا۔ بد اخلاقی و بداعمالی کی آلودگی سے پاک کر کے زیور اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے سجا نیوالا خلاصہ موجودات سرور کائنات فداہ روحی و نفسی کہاں ملسکتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

بروح پاک محمد رسد درود از ما ۔۔۔ سلام بر ہمہ آل و صحاب رضوانی

زیارتِ روضۂ مقدسہ

اگر در مکہ مقام ابراہیم است ۔۔۔ بہ مدینہ آ کہ مقام محمد است
اینجا بیا کہ مہبطِ اسرار ایزدی است ۔۔۔ اینجا بیا کہ مشرق نور محمدی است
اینجا بیا کہ نور یقیں جلوہ میکند ۔۔۔ خوش وقت آں کسیکہ نور مہتدی است
اینجا نزول مائدہ عیش دائمی است ۔۔۔ اینجا وصول فائدۂ فیض سرمدی است
اے در حجاب ظلمت و شک ایں طرف بیا ۔۔۔ تا بنگری بچشم کہ دین دین احمدی است

Marfat.com

مدینہ منورہ کا تقدس اور اُس کی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا۔ اور اب ان کا مدفن ہے یہ ایک بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں۔ اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اسکی ہمسری کسی طرح نہیں کر سکتی ہے

اے خوش آں سرزمیں کہ منزل تست ۔۔۔ یا برانجا گذار محمل تست
ہر کجا بگذری چو بادِ بہار ۔۔۔ نہ دمد جز شمیم مشک تتار
روئے زمیں براں زمیں اولے ۔۔۔ کہ بود پائے ناقہ لیلے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سرمایہ سعادت دنیا و آخرت ہے اور اہل ایمان و محبت کا مقصود اصلی اور حقیقی غائت اُسکے فضائل کرنیکی چنداں حاجت نہیں قسم ہے ربّ العرش کے عزت و جلال بے زوال کی کہ اگر اس زیارت میں کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اسکا معاوضہ آخرت میں کچھ بھی نہ دیا جاتا۔ تب بھی مشتاقان بیدل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اُس وقت بھی اِسی طرح مہینوں بلکہ برسوں کا سفر اختیار کر کے دشوار گذار راستوں سے عبور کرکے فوج کی فوج اُس آستانہ عالی کی زیارت سے مشرف ہوتی اور سرور انبیاء کی مقدس چوکھٹ پر جبہہ سائی کی دولت

سے سرفراز ہوتے ہے

سَلَامٌ عَلَىٰ اَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِيْ اَعِيْشُ بِهَا شُكْرًا وَ اَفْنِيْ بِهَا وَجْدًا

لَعَلَّكَ اِنْ تَعْطِفْ عَلَيْنَا بِنَظْرَةٍ تَرٰى مَا اَسَرَّ الْوَجْدُ وَمَا اَبْدَا

وَاَنْتَ مَلَاذُ الْعَبْدِ يَا غَايَةَ الْمُنٰى وَيَا مُبْتَدَا قَدْ سَارَ مَنْ جَآءَهٗ عَبْدًا

وَاَنْتَ اِرَادَتِيْ وَاَنْتَ وَسِيْلَتِيْ فَيَا حَبَّذَا اَنْتَ الْوَسِيْلَةُ وَالْفَضْلَا

مگر اُس بارگاہِ رحمت وکرامت کی فیاضی کا مقتضی ہے کہ جو لوگ اُس آستانہ عالی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ انکے لئے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی جمال بیمثال روضۂ سرور انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اُسکے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے ؛

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے سوا اور کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں ؛

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ شریف کی مثال مانند بھٹی لوہار کی ہے۔ جو میل کو نکال دیتی ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ ضعیف الایمان کا وہاں گذر نہیں۔ (جذب القلوب)

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کرکے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں مرجائیگا اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بےخوف لوگوں میں اُٹھائیگا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص وفات کے بعد میری زیارت کرے۔ گویا اُس نے زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اُسکے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور میری اُمت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اُس کا کوئی عذر نہیں سُنا جائیگا۔

احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہیں جو زیارت اقدس اطہر کی ترغیب دیتے ہیں منجملہ انکے ایک آیت یہ ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ یعنی اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کرچکے تھے اپنے ہی تمہارے پاس آتے۔ پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسُول یعنی

Marfat.com

تم بھی) اُنکے لئے استغفار کرتے۔ بیشک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے،

اِس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسُول اللہ کے پاس جانا اور اُن سے استغفار کرنا باعث مغفرت ہے۔ اور انبیا علیہم السلام کے لئے حیاتِ ابدی کا ثبوت تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن و احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے۔ لهذا یہ شبہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ فضیلت صرف اُسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہوسکتی تھی۔ اب اسکا وقت جاتا رہا۔

حَیَاتُ النبیّ

انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی اس دُنیاوی زندگی سے بدرجہا کامل اور فائق ہوتی ہے احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں الانبیاء ھم فی القبوُر یصلون یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ اسکے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہیں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوُئے دکھائی دینا حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس سے آواز نماز کی سننا۔ جبکہ یزید کے زمانہ میں تین روز تک مسجد نبوی میں نماز اور اذان نہیں ہوُئی۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ انبیا علیہم السلام کا

Marfat.com

قیام قبروں میں رہتا ہے یا قبر سے منتقل ہو کر آسمان پر رہتے ہیں محققین اس امر کے قائل ہیں کہ انکا قیام بدستور انکی قبروں میں رہتا ہے اور انکی قبر باعتبار رتبہ کے اور نیز باعتبار آسایش کے آسمان وغیرہ سے بدرجہا افضل ہے۔ احادیث میں مروی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس جاکر سلام کرتا ہے حضور خود اسکا جواب دیتے ہیں۔ بخوف طوالت اس مضمون کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اگر زیادہ تفصیل سے دیکھنے کا شوق ہو تو کتاب جذب القلوب مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ کرو اور نیز الرسالت کے کسی حصہ میں اس مسئلہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

قیامت تلک بھیج یارب مدام　　پیمبر پہ اپنے درود اور سلام

وجوب زیارتِ روضہ مبارک

علمائے محققین کے نزدیک زیارت روضۂ مبارک واجب ہے چنانچہ حدیث میں ہے جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا اس حدیث پر اگرچہ بعض لوگوں نے جرح کی ہے مگر یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے اس وجہ سے اسکے حسن ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا۔ اور حدیث حسن باتفاق محدثین قابل استدلال ہے۔ اس سے احکام

شرعیہ کا اثبات کیا جاتا ہے۔

تمام علماء کا سلف سے آجتک تارکین زیارت پر ردوقدح کرنا اور ترک زیارت کو معیوب سمجھنا بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ وہ لوگ زیارت کو واجب سمجھتے تھے۔ ورنہ سنت یا مستحب کے ترک پر ایسے سخت کلمات کا استعمال جیسے تارکین زیارت پر ان لوگوں نے کیا ہے نہیں ہوا۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت و مستحب کے تارک پر وعید وارد نہیں ہوتی۔ وعید صرف تارک واجب پر ہوتی ہے۔

علاوہ ان سب کے سلف صالح کا صحابہ و تابعین کے زمانہ میں اس زیارت باسعادت کے لئے اہتمام کرنا اور اس پر سخت التزام رکھنا اسکے وجوب کی طرف صریح اشارہ کر رہا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خاص زیارت روضۂ اقدس کے لئے شام سے مدینہ منورہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہے۔ چنانچہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ منورہ آئے اُنہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہیں آئے۔ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ وہاں سے چلدئے۔ جب روضۂ مقدسہ پر پہنچے۔ تو بہت

Marfat.com

روئے۔ پھر حسنین رضی اللہ عنہما کے کہنے سے انہوں نے اذان دی جس سے ایک قیامت برپا ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا غم ازسرِ نو تازہ ہو گیا۔ کلمۂ اشہد ان محمداً رسول اللہ پر پہنچکر ان کی عجیب حالت ہو گئی اور بغیر اذان تمام کئے اُتر آئے۔

حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ اے کعب رضی اللہ عنہ کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور سرور انبیا کی زیارت کرو۔ چنانچہ کعب رضی اللہ عنہ اُنکے ہمراہ زیارت کے لئے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچکر سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور رحمۃٌ للعالمین کی جناب میں بادب تمام سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے امام مالک اپنے مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ نافع رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے

Marfat.com

اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہو کر یہ کہتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبَا بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے۔ خاص اس لئے کہ اُن کا سلام بارگاہِ رسالت میں پہنچائے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اِسی قسم کی اور بہت سی روائتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اسکے لئے کتنا اہتمام کرتے تھے درحقیقت مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اُس قُبۂ نور کی زیارت کرے۔ اور کس بیکس تکیہ گاہ ہر دو جہان کی خدمت میں سلام عرض کرے اور اسکے جواب سے مشرف ہو ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس نعمت عظمیٰ کا لطف اس شخص سے پوچھئے جسکی قسمت نے یاوری کی اور اس شربت کی چاشنی اسکو چکھی ہو اور خدا نے اسکو قلب سلیم اور ایمان کے ساتھ درود محبت سے ممتاز فرمایا ہو۔ اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو یا اسکے لئے سفر کرنیکو ناجائز کہتے ہیں اور خوش فہمی سے اس پر نازاں ہیں۔ سُنا ہے کہ بعض لوگ حج

Marfat.com

کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے۔ ہائے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔

ابن تیمیہ اس امر کے قائل تھے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ یعنی کجاوے نہ باندھے جاویں یعنی سفر نہ کیا جاوے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصےٰ یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی۔

وہ اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ ان مسجدوں کے سوا کسی اور مقام کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں مگر اس حدیث سے انکا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کیلئے سفر نہ کیا جائے۔ قاعدۂ نحو بھی اسی کو مقتضی ہے۔ کیونکہ جب مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہوتا تو وہاں سے وہی چیز مستثنیٰ منہ مانی جاتی ہے جو مستثنیٰ کی ہمجنس ہو۔ پس یہاں مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہیں۔ لہذا مستثنیٰ منہ بھی مسجد کے قبیل سے ہونا چاہیئے۔

پس اس حدیث سے اگر عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرنیکا۔ نہ کہ زیارت قبر سید المرسلین یا اور صلحائے اُمت کی قبور متبرکہ کی زیارت کیلئے سفر کرنیکا مثلاً کوئی شخص دہلی کی جامع مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرکے آئے تو یہ ناجائز نہ ہوگا۔ اگر حضرت باقی باللہ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لئے آئے تو ناجائز نہ ہوگا۔
اسی مطلب کی تائید مسند امام احمد کی حدیث سے ہوتی ہے وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُصَلِّیْ اَنْ یَّشُدَّ رِحَالَهٗ اِلٰی مَسْجِدٍ یَبْتَغِیْ فِیْهِ الصَّلٰوۃَ غَیْرِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ

یعنی نماز پڑھنے والے کو زیبا نہیں کہ سوا کعبہ اور بیت المقدس اور میری مسجد کے کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرے۔

لیجئے اب تو کوئی جھگڑا ہی نہ رہا۔ حدیث کی شرح خود حدیث سے ہوگئی کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بخاری کی حدیث سے زیارت قبر اقدس و دیگر انبیا کیلئے سفر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے حاشا ثم حاشا کوئی ذی علم منصف ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سوا ان تین مسجدوں کی زیارت کے اور کسی کام کیلئے سفر جائز نہیں ہے تو چاہیئے کہ طالبعلم اور کسب معاش اور ملاقات احباب و اعزہ بلکہ حج کرنیکے لئے بھی سفر ناجائز ہو۔ حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں علاوہ اسکے زیارت قبر اقدس کیلئے صحابہ کا سفر کرکے آنا اور دوسروں کو اس زیارت کرنیکے لئے سفر کرنیکی ترغیب دینا جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ نے کیا۔ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں ہے جو ابن تیمیہ یا انکے ہمخیال لوگوں نے سمجھا ہے۔ اگر زیادہ تحقیق دیکھنی مطلوب

Marfat.com

ہو تو کتاب السعی المشکور فی رد المذہب المأثور مصنفہ مولوی عبدالحی لکھنوی کو منگوا کر پڑھو ؎

لو چلو حاجیو اب روضۂ مولیٰ دیکھو　　جسکی رکھتے تھے بہت دل میں تمنا دیکھو
سر کھلے ہونگے درشہ پہ تڑپتے ہونگے　　چلکے سودائیوں کا آنکھ بھی سودا دیکھو
روضۂ پاک کا دل بھر کے نظارہ کر لو　　اسلئے حق نے دیا دیدۂ بینا دیکھو
مثل مُردہ ہے کیا جسکی جدائی نے تمہیں　　زندہ ہو جاؤ چلو اپنا مسیحا دیکھو
آبِ زمزم تو پیا تم نے یہاں جی بھر کے　　اب چلو لطف وہاں آبِ بقا کا دیکھو
درِ حضرت کی نہ دی حق نے مجھے دربانی　　اِسی حسرت سے گیا قبر میں دارا دیکھو
مثلِ بلبل کے فدا تم بھی ہو ہر دم ابرار　　آؤ جی بھر کے مزارِ گل رعنا دیکھو

آدابِ زیارت

جو شخص حج کرنے جائے اسکو چاہیئے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کرلے پھر زیارت کیلئے جائے۔ اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کرلے بعد اسکے حج کرے۔ چاہے پہلے حج کرلے۔ بعد اسکے زیارت کو جائے یہ سب صورتیں اُس حالت میں ہیں کہ جب حج کیلئے جانیکا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو۔ اگر مکہ معظمہ جاتے ہوئے راستہ میں مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ مکہ معظمہ آنا چاہیں تو پہلے انکو مدینہ منورہ ملیگا تو ایسی حالت میں

خواہ مخواہ حج سے پہلے زیارت کرنا چاہیئے۔ خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اسقدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کر دینا نہایت بدبختی اور قساوت قلبی کی دلیل ہے۔

زائر کو چاہیئے کہ جب زیارت کیلئے چلے تو یہ نیت کرے کہ میں قبر اقدس اطہر اور مسجد انور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرتا ہوں غرض یہ کہ اس سفر کے دو مقصود ہوں۔ زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی (در مختار وغیرہ)

جس وقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے اپنے ذوق و شوق کو ترقی دے۔ اور اپنے دل کو بشارت دے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب عنقریب حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوا چاہتی ہے۔ اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ آنے دے اور راہ بھر درود شریف کی کثرت رکھے۔ سوا اوقات نماز کے اور قضائے حاجت کے اسی عبادت عظمیٰ میں مشغول رہے۔ درود شریف سے زیادہ کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے اور درود شریف کی کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بے مثال کی زیارت نصیب ہوتی ہے خصوصاً مدینہ منورہ کے قریب پہنچکر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر کیا

ہے کہ جب کوئی زیارت کیلئے آنیوالا درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضورِ نبوی میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضور علیہ السلام کی زیارت کیلئے آتا ہے اور اس نے اپنے پہنچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور کے لئے بھیجا ہے خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہو گی کہ اُس سردارِ عالم کے سامنے تمہارا اور تمہارے باپ کا نام لیا جائے اور تمہارا تحفہ پیش کیا جائے ؎

جاں میدہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو ۔ در مجلسِ آں نازنیں حرفے کہ از ما میرود

اثنائے راہ میں جسقدر مقامات متبرکہ ملیں مثلاً وہ مساجد جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات ان سب کی زیارت سے مشرف ہوا اور جب ذوالحلیفہ کی مسجد میں پہنچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔ جب حرم شریف مدینہ منورہ کا قریب آجائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات دکھائی دینے لگیں تو نہایت خشوع خضوع اور مُسرت و فرحت کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سُلطانِ عالم کی بارگاہ میں پہنچنا چاہتے ہیں۔ اور اس مقام متقدس کی عظمت و جلال کا خیال پیش از پیش رکھے اور کوئی بات خلافِ ادب اپنے سے سرزد نہ ہونے دے یہ وہ وقت ہے کہ جنکے دل نورِ ایمان سے منوّر ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُنکے سینوں میں مشتعل ہو جاتی ہے اور ایک

Marfat.com

عجیب وجد و سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر انکو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ اس بیخودی کی حالت میں کبھی کسی سے کوئی بات خلافِ شرع بھی صادر ہو جاتی ہے ؎

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم — جسم بگذارم سراسر جاں شوم
بوئے یارِ مہربانم نے رسد — بوئے جاناں سوئے جانم میرسد
باز آمد آب ما در جوئے ما — باز آمد شاہِ ما در کوئے ما

اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اسکو چاہیئے کہ بتکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق و شوق والوں کی سی اور صورت بنائے انشاء اللہ تعالیٰ اگر کچھ بہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قائم رکھیگا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہو جائیگی۔ پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو بخیالِ ادب اور بمقتضائے شوق اپنی سواری سے اُتر پڑے اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے۔ چنانچہ جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ حضور نبوی میں حاضر ہوئے تھے جیسے ہی اُنکی نظر اُس جمال پاک پر پڑی۔ بغیر اسکے کہ اونٹ کو بٹھلائیں بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے آ گئے اور حضور نے انہیں منع نہیں فرمایا۔

پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بادب تمام عرض کرے۔

Marfat.com

بعد اسکے یہ دعا مانگے:- اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ وَ مَھْبَطُ وَحْیِكَ فَامْنُنْ لِیْ بِالدُّخُوْلِ فِیْہِ وَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْفَائِزِیْنَ بِشَفَاعَۃِ الْمُصْطَفٰے یَوْمَ الْمَاٰبِ یعنی اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری وحی کے اُترنے کی جگہ ہے۔ پس مجھے اس میں داخل ہونیکی دولت عنایت کر اور اسکو میرے لئے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان کا باعث بنادے اور مجھے ان لوگوں سے کر جن کو قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

مدینہ منورہ کے حرم شریف میں داخل ہونیکے لئے خوب اچھی طرح غسل کرے اگر غسل کا سامان حرم شریف سے باہر ممکن ہو تو بعد داخل ہونیکے زیارت روضۂ اقدس کیلئے جانے سے پہلے غسل کرے خوشبو کا استعمال کرے عمدہ لباس جو اسکو میسر ہو پہنے۔ بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہے۔ اور نہایت ادب و حلم و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل میں رکھے کہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس سے حبیب خدا کے مبارک قدموں نے مس کیا ہے یہ ہی گلی کوچے ہیں جہاں سرور انبیاء کے اصحاب چلتے پھرتے تھے۔ درحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ

Marfat.com

وہاں آدمی سر کے بل چلے ولنعم ما قیل

بر زمینے کہ نشان کفِ پائے تو بود | سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود

مدینہ منورہ کے اندر پہنچکر سب سے پہلے مسجد شریف میں بقصد زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے اور اسکو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے۔ ہاں اگر یہ سمجھے کہ اگر اسباب وغیرہ اچھی طور پر نہ رکھ لیا جائیگا تو تلف ہو جائیگا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھکر باطمینان زیارت کیلئے آئے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے :-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ ۰

یعنی میں شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کا نام لیکر اس میں داخل ہوتا ہوں۔ رسولِ خدا پر سلام ہو۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں۔

یہ دعا ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھنی مستحب ہے اور مسجد شریف میں نہایت آداب اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو پہلے داہنا پاؤں مسجد میں رکھے۔ اور یہ بات دل میں ہر وقت رہے کہ یہ مسجد شریف حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں سرورِ انبیا نماز پڑھتے تھے۔ وعظ فرماتے تھے۔ اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں

Marfat.com

وحی اُترتی تھی جبرائیل علیہ السلام آتے تھے مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ فقرائے مدینہ طیبہ کو دیدے اور مسجد شریف میں پہنچکر اعتکاف کی نیت کرے۔ گو تھوڑی دیر کیلئے ہو کیونکہ یہ ایک بے مشقت عبادت ہے جسکا ثواب بہت زیادہ ہے۔ اور چاہیئے کہ ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیا کرے مفت بے مشقت ثواب ملتا ہے۔ اسکو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ پھر مسجد شریف میں منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔ اس نماز میں زیادہ طول نہ دے صرف سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پر اکتفا کرے۔ بعد تحیۃ المسجد کے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسکو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ با عظمت و جاہ میں اسکو پہنچایا۔ جس کی آستان بوسی کی تمنا میں بڑے بڑے قدوسی جان دیتے ہیں ؎

تحیۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہو اور یہ سمجھ لے کہ میں اب اس بارگاہِ با عظمت میں جاتا ہوں جسکے سامنے تمام دنیا کے پُر جلال بادشاہوں کی کچھ بھی قدر نہیں جو خدا کے تمام نیک بندوں کا سردار اور سب سے زیادہ اُسکا مقرب اور محبوب ہے اور خدا سے دُعا کرے کہ اے اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب اور تعظیم کی مجھے

توفیق دے اور میرے دل اور اعضا کو تمام خلافِ ادب باتوں سے محفوظ رکھ۔ سچ تو یہ ہے کہ بغیر عنایت ایزدی کے اس درگاہِ عرش اشتباہ کے لائق ادب اور تعظیم کسی سے ممکن نہیں۔ ایک زائر دلدادہ کہتا ہے ؎

فلما اتینا قبر احمد لاح من سناہ ضیاء اخجل الشمس والبدرا
وقمنا مقاما اشهد الله انه یذکرنا من فرط هیبته الحشرا

یعنی جب ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہنچے تو اُنکے نور سے ایک ایسی روشنی نکلی جس نے آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کر دیا۔ اور ہم ایسے مقام میں کھڑے ہوئے ہیں کہ میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ مقام اپنی ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا تھا۔

غرض جس قدر اُسکے امکان میں ہو ظاہر و باطن سے تعظیم و ادب اور خشوع و خضوع کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے۔ پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر سر مبارک کی طرف منہ کرلے۔ اور قبلہ کی طرف پشت کرکے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کرلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاضری سے واقف ہیں اور اسکو دیکھ رہے ہیں۔ اور اسکے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور نہایت لطف و عنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں۔ اس خیال کو پختہ کرکے نہایت دردناک اور باادب آواز میں نہایت شوق و ذوق کے ساتھ معتدل آواز سے عرض کرے

Marfat.com

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْاُمَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُدَّثِّرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اُصُوْلِکَ الطَّیِّبِیْنَ وَاَھْلِ بَیْتِکَ الطَّاھِرِیْنَ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ قَوْمِہٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِہٖ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَاَوْضَحْتَ الْحُجَّۃَ وَجَاھَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ وَاَقَمْتَ الدِّیْنَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اَشْرَفِ مَکَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُوْلِ جِسْمِکَ الْکَرِیْمِ فِیْہِ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا دَائِمَیْنِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَدَدَ مَا کَانَ وَعَدَدَ مَا یَکُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً لَا انْقِضَاءَ لِاَمَدِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ وَفْدُکَ وَزُوَّارُ حَرَمِکَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُوْلِ بَیْنَ یَدَیْکَ وَقَدْ جِئْنَاکَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَۃٍ وَّاَمْکِنَۃٍ بَعِیْدَۃٍ نَقْطَعُ السَّھْلَ وَالْوَعْرَ بِقَصْدِ زِیَارَتِکَ لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِکَ وَالنَّظَرِ اِلٰی مَاثِرِکَ وَمَعَاھِدِکَ وَالْقِیَامِ بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّکَ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِکَ اِلٰی رَبِّنَا فَاِنَّ الْخَطَایَا قَدْ قَصَمَتْ ظُھُوْرَنَا وَالْاَوْزَارَ قَدْ اَثْقَلَتْ وَھٰذِنَا وَاَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَۃِ الْعُظْمٰی وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ

الوسیلۃ وقد قال اللہ تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد جئناک ظالمین لانفسنا مستغفرین لذنوبنا فاشفع لنا الی ربک واسئلہ ان یمیتنا علی سنتک وان یحشرنا فی زمرتک وان توردنا حوضک و ان یسقینا کاسک غیر خزایا ولا نداما الشفاعۃ یا رسول اللہ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف رحیم ۔

یعنی سلام آپ پر اے میرے سردار اے خدا کے رسول سلام آپ پر اے خدا کے نبی سلام آپ پر اے خدا کے پیارے آپ پر سلام ۔ اے نبی رحمت سلام آپ پر ہو اے امت کی شفاعت کرنیوالے سلام آپ پر اور آپکے پاکیزہ باپ دادوں اور آپکی اہلبیت پاک پر جن سے اللہ نے نجاست کو دور کر دیا ۔ اللہ آپکو ہم سب کی طرف سے جزا دے ۔ ان جزاؤں سے بڑھ کر جو اس نے کسی نبی کو اسکی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اسکی امت کی طرف سے دی ہو ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں ۔ آپنے خدا کے پیغام پہنچائے اور امانت ادا کر دی اور امت کی خیرخواہی کی اور دین حق کی دلیل روشن کر دی اور اللہ کی راہ میں خوب جہاد کیا ۔ اور دین کو مضبوط کیا ۔ یہانتک کہ آپکو موت آگئی ۔ اللہ آپ پر صلوۃ وسلام

بھیجے۔ اور اس بزرگ جگہ پر جو آپکے جسم کریم کے حلول سے مشرف ہے ایسے صلوٰۃ وسلام جو رب العالمین کی طرف سے ہمیشہ رہیں ایسی چیزوں کی تعداد کے موافق جو ہو چکیں اور خدا کے علم میں ہونیوالی ہیں۔ ایسی صلوٰۃ کہ جسکی انتہا نہ ہو۔ یا رسول اللہ ہم آپکے مہمان اور آپکے حرم کے زائر ہیں۔ آپکے سامنے حاضری سے مشرف ہوئے ہیں اور بیشک ہم دور دراز شہروں اور بعید مقامات سے نرم اور سخت زمین کو قطع کر کے آپکے پاس آپکی زیارت کے ارادے سے آئے ہیں۔ تا کہ ہم آپکی شفاعت سے اور آپکی بخششوں سے اور آپکے وعدوں سے اور کسی قدر آپکے حق ادا کرنے سے اور آپکی شفاعت سے اپنے پروردگار کے سامنے کامیاب ہوں۔ کیونکہ خطاؤں نے ہماری پیٹھ کو توڑ ڈالا ہے اور گناہوں نے ہمارے شانوں کو بوجھل کر دیا ہے اور آپ شافع مقبول الشفاعۃ ہیں۔ جن سے بڑی شفاعت اور مقام محمود کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ" اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے آپکے پاس آتے۔ پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی انکے لئے استغفار کرتے تو بیشک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے اور ہم آپکے پاس اپنی جانوں پر ظلم کر کے اپنے گناہوں سے استغفار کرنے آئے ہیں۔ پس آپ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے۔ اور اس سے دعا کیجئے کہ ہمکو آپکے طریقہ پر موت دے اور ہمارا آپکے گروہ

Marfat.com

میں حشر کرے۔ اور ہمیں آپکے حوض پر پہنچائے اور آپکے جام سے
ہمیں سیراب کرے۔ اور ہم نہ رسوا ہوں نہ شرمندہ شفاعت کیجئے
یارسول اللہ اے پروردگار بخشدے ہمکو اور ہمارے اُن بھائیوں
کو جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ
نہ رکھ اے پروردگار ہمارے تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے ؏

زیارت کرنے والے کو چاہئیے کہ جو دُعاء وہاں پڑھے اُسکے معنے ضرور معلوم کرلے معلّمین زیارت جو دعائیں اُسوقت پڑھاتے ہیں۔ اگر انکے معنے نہ معلوم ہوسکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جسقدر جی چاہے عرض معروض کرے اور اپنے ذوق وشوق کو نہ روکے مگر ادب کا خیال میش از بیش رکھے؏
بعض علمائے لکھا ہے کہ اس مقام مقدس میں زیادہ گوئی بھی خلافِ ادب ہے۔ لہذا صرف صلوۃ وسلام پر اکتفا کرنا اولےٰ ہے۔ مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ مشتاق دردمند ہزار تمناؤں کے بعد اسقدر مصائب سفر برداشت کرکے اپنے حبیب کیخدمت میں پہنچا ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے دل کی کیفیت اچھی طرح عرض نہ کرے۔ یہ بڑا ظلم ہے کہ اُس وقت اُس سے کہا جائے کہ تو اپنے سوز وشکائیت کو دل کی دل ہی میں رکھ۔ جب اپنی عرض نیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستوں میں جس شخص نے عرض سلام کی وصیت کی ہو اُس کا سلام حضرت سید المرسلین کی خدمت اقدس میں عرض کردے کہ یارسول اللہ

فلاں ابن فلاں نے حضور کو سلام عرض کیا ہے۔ حضور اسکے لئے پروردگار عالم سے شفاعت کریں ۔

ناظرین میں جس اقبالمند خوش نصیب کو یہ دولت نصیب ہو اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے وہ مشرف ہو اس سے نہائیت التجا کے ساتھ میری وصیت ہے کہ اس ذرۂ بمقدار کا سلام بھی اسکے آقائے نامدار کو پہنچادے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکے ادنے غلام ابوالبشیر محمد صالح بن مولوی مست علی مرحوم حنفی نقشبندی چشتی قادری گدی نشین نے حضور ہی کی جناب میں سلام عرض کیا ہے اور آپکے لطف و کرم اور رحمت و شفاعت کا امیدوار ہے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپکو رحمۃ للعالمین اور رؤف و رحیم فرمایا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکی رحمت و رافت تو خدا کی تمام مخلوق پر محیط ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی مخلوق میں مَیں بھی ہوں بلکہ میں آپ پر ایمان لایا ہوں۔ اگرچہ نیک بندوں میں نہیں لیکن آپکی امت کے گنہگاروں میں تو ہوں ؎

تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے　　کنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے
نہ آخر رحمۃ للعالمینی　　زمحروماں چرا غافل نشینی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اس طریقہ

Marfat.com

سے سلام نیاز اپنا اور اپنے احباب کا عرض کرچکے تو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت میں سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنِيْسَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ فِي الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ فَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَشَيَّدْتَ اَرْكَانَهٗ فَكُنْتَ خَيْرَ اِمَامٍ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّيْنِ وَلِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ سَلِ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ وَالْحَشْرَ مَعَ حِزْبِكَ وَقَبُوْلَ زِيَارَتِنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ (ترجمہ)

یعنی آپ پر سلام اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام ہو۔ اے رسول خدا کے ہمنشین اور غار میں انکے انیس اور سفروں میں انکے رفیق اور انکے رازوں کے امین اللہ آپکو ہماری طرف سے جزا دے۔ تمام جزاؤں سے بڑھ کر جو اس نے کسی امام کو اسکے نبی کی طرف سے دی ہو۔ بیشک آپنے نبی کی خلافت بہت اچھی کی اور انکے طریقہ اور روش پر چلے اور آپنے مرتدوں اور بدعتیوں سے جنگ کی اور آپنے اسلام کی بنیاد ڈالی اور اسکے ارکان بلند کر دئیے پس آپ

بہت اچھے امام تھے اور آپ نے رسول خدا کے قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ہمیشہ حق پر اور دین اور اہل دین کے مددگار رہے یہانتک کہ آپکو موت آگئی۔ آپ اللہ سبحانہ سے ہمارے لئے اپنی محبت کے دوام اور اپنی محبت میں محشور ہونے اور ہمارے مقبول ہونیکی دعا کیجئے۔ آپ پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمت اور اُسکی برکتیں؛

پھر حضرت امیر المومنین امام المتقین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی محاذات میں اُسی ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور اُنکو سلام کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَآءِ لَقَدْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَكَفَلْتَ الْاَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِيَ بِكَ الْاِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا مَهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَاَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسْرَهُمْ۔ (ترجمہ)

یعنی آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین۔ آپ پر سلام ہو اے اسلام کے غالب کرنیوالے آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے والے اللہ آپکو ہماری طرف سے بڑی جزا دے بیشک آپنے اسلام کی اور مسلمانونکی مدد کی اور بعد سید المرسلین اکثر شہر آپنے فتح کئے۔ اور آپنے یتیموں کی کفالت کی اور رسول خدا کی

قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اور اسلام آپ سے قوی ہو گیا۔ اور آپ مسلمانوں کے لئے پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ راہ نما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی تفریق کو جمع اور انکے فقیر کی مدد کی اور انکی شکستگی کا اندمال کیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کرے اس عبارت سے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا لَكُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْئَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَيُحْيِيْنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ۔

یعنی آپ دونوں پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیٹنے والو اور آپکے رفیق اور آپکے وزیر اور آپکے مشیر اور دین پر قائم رہنے میں آپکی مدد کرنیوالو اور آپکے بعد مسلمانوں کی مصلحت کو قائم رکھنے والو۔ اللہ آپ دونوں کو عمدہ جزا دے۔ ہم آپکے پاس آئے ہیں تاکہ آپکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب کا ذریعہ بنائیں جس میں آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کر لے اور ہمیں آپکے مذہب پر زندہ رکھے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔

پھر جس طرح پہلی بار حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا۔ اسی طرح کھڑا ہو اور پھر تضرع وزاری شروع کرے اور جو جو خواہشیں رکھتا ہو حضرت کے طفیل میں اللہ تعالیٰ سے مانگے اور بہت ذوق شوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمتمیں عرض کرکے وہاں سے ہٹے۔ اور حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون کے پاس آکر توبہ کرے اور جس قدر ممکن ہو نوافل پڑھے۔ بعد اسکے اور آثار نبویہ کی زیارت کرے جو معلمین زیارت بتا دیتے ہیں۔ پھر بعد اسکے جنت البقیع میں جائے اور وہاں کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے۔ خصوصاً حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ بن عبد المطلب اور حضرت امام حسنؓ اور بقیہ ائمہ اہلبیت اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمانؓ بن عفانؓ اور حضرت ابراہیم فرزند رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہؓ عمہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ کی۔ پھر شہدائے احد کی زیارت کرے اور جب وہاں پہنچے تو یہ کہے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ یعنی آپ پر سلام ہو۔ آپکے عوض میں۔ پس کیا اچھا ہے آپ کے لئے آخرت کا گھر۔

ان تمام مشاہدہ و مزارات پر جا کر فاتحہ پڑھے۔ یعنی قرآن مجید کی

Marfat.com

سورتیں پڑھکر انکا ثواب ان ارواح مقدسہ کو پہنچائے۔ پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کیلئے بھی جائے اور وہاں پہنچکر کم ازکم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔ جتنے دنوں مدینہ منورہ میں قیام ہوسکے۔ اسکو غنیمت سمجھے اور وہ زمانہ غفلت میں نہ کاٹے اور جس قدر ہوسکے عبادت اور طاعت حقتعالیٰ کی کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے وقت کا حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں صرف کرے۔ پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ یہ روضۂ اقدس کہاں ملیگا۔ جو وقت ہے غنیمت ہے اپنا اکثر وقت مسجد شریف نبوی کی ملازمت میں صرف کرے وہاں اعتکاف کرے اور ہر قسم کی عبادت سے وقت کو آباد رکھے۔ نماز روزہ صدقہ غرض جسقدر عبادتیں ممکن ہوں اس مسجد مقدس میں کرے اور جسقدر حصہ مسجد کا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا بیشک وہ اس حصہ سے افضل ہے جو آپکے بعد اُس میں اضافہ کیا گیا پس اگر اس حصہ میں بیٹھنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے۔ اور کم سے کم ایک شب اس مسجد اقدس میں شب بیداری کرے اور اس رات کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور ماحصل سمجھے اور تمام رات عبادت میں کاٹ دے۔ بہتر ہے کہ اس رات میں اور کوئی عبادت نہ کرے۔ بلکہ صرف درود شریف کا ورد رکھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

Marfat.com

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؁

اگر اس شب میں نیند کا غلبہ ہو تو اسکو دفع کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جسوقت اس امر کا خیال کریگا کہ میں کس مسجد مقدس میں بیٹھا ہوں اور حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجھے حاصل ہے اُسوقت نیند و غفلت کا اثر بالکل جاتا رہیگا ؁

مسجد مقدس میں رات بھر رہنے کیلئے اگر کچھ حکام و خدام کی خوش آمد کرنی پڑے اور کچھ روپیہ خرچ کرنیکی ضرورت ہو بے تامل خوش آمد بھی کرے۔ روپیہ بھی خرچ کرے اور جو جو باتیں کرنی پڑیں سب کرے اور اس دولت کو ہاتھ سے نہ دے ؁

اس مسجد شریف میں جبتک رہے اپنے دل اور زبان اور تمام اعضا کو لغو کلمات اور حرکات سے محفوظ رکھے اور سوا حضور اقدس نبوی کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر نہایت ضرورت کسی سے کلام کرنیکی ہو تو مختصر کلام کرے۔ پھر اُسی جناب مقدس کی طرف متوجہ ہو جائے ؁

مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھے۔ تھوک وغیرہ وہاں نہ گرنے پائے کوئی بال سر داڑھی کا وہاں نہ ڈالے اگر پڑا ہوا دیکھے تو فوراً اُٹھا لے بعض لوگ چھوہارے کھا کر مسجد شریف میں اُسکی گٹھلی ڈالدیتے ہیں یہ بھی خلاف ادب ہے جبتک مسجد اقدس میں رہے حجرہ شریفہ کی طرف نہایت شوق کی نگاہ ہونے

نظر کرتا رہے اور کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی میں کرے اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و فضائل میں اسکو پڑھے۔ یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اُس سے سُنے۔

مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش آئے اگرچہ ان میں کوئی بات خلاف شریعت دیکھے۔ پھر بھی اُنکی بُرائی نہ کرے۔ اور اُن سے بہ خشونت نہ پیش آئے۔ ہاں بخیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم و شیریں الفاظ میں انکو اُس فعل کی خرابی سے مطلع کردے۔

جب مدینہ منورہ میں قیام کی مدت ختم ہو جاوے اور اس مقام مقدس سے چلنے لگے تو مسجد شریف سے رخصت کرے۔ یعنی وہاں نماز پڑھ کے دعا مانگے اور حسرت کے ساتھ وہاں سے جدا ہو۔ پھر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ پھر اس درگاہ اقدس کی زیارت اُسے نصیب فرمائے۔

علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اسوقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں اور دل میں یاس و حسرت بھری ہو۔ اگر خدا نخواستہ کسی شخص پر نہ پیدا ہو تو وہ بتکلف اپنے اوپر اُس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہوتے وقت پیروں نہ لوٹے جس طرح کہ کعبہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں لوٹتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ سلف

Marfat.com

سے منقول نہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں لکھا ہے کہ پچھلے پیروں لوٹنا صرف کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے پھر جب اپنے وطن کی طرف چلے تو وہاں سے کچھ تحائف احباب واعزہ کیلئے ہمراہ لائے مثلاً مکہ معظمہ سے آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں۔ پھر جب اپنے شہر کے قریب پہنچ جائے تو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا

یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس مقام کی خیریت اور ان چیزوں کی خیریت جو اس مقام میں ہیں طلب کرتا ہوں اور اس مقام میں ہیں۔ تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ مجھے یہاں قیام اور عمدہ رزق عنایت فرما۔

جب اپنے شہر میں پہنچ جائے تو یہ دُعا پڑھے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۞ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ

یعنی اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں اسی کی بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

Marfat.com

ہم لوگ اسکے گھر سے لوٹتے ہوئے آرہے ہیں توبہ کرتے ہیں عبادت

کرنیوالے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا

اور اپنی پناہ کی اور کافروں کی جماعت کو خود اکیلے بھگا دیا اور اپنے لشکر

کو غالب کر دیا۔ پس اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔

چاہئیے کہ مکان پہنچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلاں دن فلاں وقت میں وہاں پہنچونگا بغیر اطلاع کے یکدم نہ پہنچ جائے پھر جب اپنے مکان پر پہنچ جائے تو مکان کے اندر جانے سے پہلے جو مسجد مکان کے قریب ہو اس میں جائے اس میں دو رکعت نماز پڑھے اور خدا تعالے کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمیٰ پر حقتعالیٰ نے اسے فائز کیا بعد اسکے اپنے مکان پر جائے پھر جب اپنے گھر میں پہنچ جائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا دل سے شکریہ ادا کرے۔

اس مبارک سفر سے لوٹنے کے بعد یہ سمجھ لے کہ میں تجدید توبہ کر چکا ہوں اور توبہ بھی کسی اور کے سامنے نہیں۔ بلکہ وہ توبہ جو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوئی۔ لہذا اس امر کا عزم قوی رکھے کہ میں اب کبھی اس توبہ کو نہ توڑونگا اور حق جلشانہ سے ہر نماز کے بعد خصوصاً بعد نماز صبح کے دعا کرے کہ الٰہی مجھے اس توبہ پر قائم رکھ اور اپنی نافرمانیوں سے بچا اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق دے اور ایمان پر میرا خاتمہ کر

کریں التجا کس سے ہم اے خدا	نہیں دوسرا کوئی تیرے سوا
سوا تیرے مشکلکشا کون ہے	غریبوں کا والی بتا کون ہے
تو فرمانروا ہم ہیں فرماں پذیر	ہم افتادہ بیکس ہیں تو دستگیر
کیا ہم نے یہ جان و دل سے قبول	کہ سچا ہے تو اور تیرا رسول
ہمارا یہ ایمان بالغیب ہے	کہ تو سب کا معبود لاریب ہے
بھلا کیونکہ ہو یہ ہماری مجال	نہ مانیں تیرا حکم اے ذوالجلال
مگر نفس و شیطاں کے مکر و فریب	لئے لیتے ہیں عقل و صبر و شکیب
جہاں پھونکا اک وسوسہ کان میں	تزلزل پڑا دین و ایمان میں
پڑا جس گھڑی معصیت کا حجاب	نہیں سوجھتا کچھ ثواب و عذاب
دکھاتا ہے شیطاں ادھر اپنا رنگ	ادھر نفس امارہ کرتا ہے تنگ
بچھے ہر طرف نفس و شیطاں کے جال	بچا اپنی قدرت سے اے ذوالجلال
کٹی ہائے غفلت میں عمر عزیز	نہ کی نیک و بد میں ذرا کچھ تمیز
کئے فعل ہم نے بہت ناسزا	ہوئی ہم سے واقع خطا پر خطا
خطائیں میری عفو کر اے کریم	کہ ہے ذات تیری غفور رحیم
ہے افسوس پاس ایک خوشہ نہیں	سفر ایسا دور اور توشہ نہیں
مدد میری اے میرے رحمان کر	میری سخت منزل کو آسان کر
رکھ اپنی محبت میں ثابت قدم	کہ غافل نہ ہوں تجھ سے میں ایکدم

Marfat.com

رہوں یا کہ دُنیا سے جاؤں گذر — نہ نکلوں تیرے حکم سے ذرہ بھر
ہیں دُنیا میں جو مہرباں اور شفیق — یہ سب جیتے دم تک ہیں اپنے رفیق
پھر انجام جب دن دم آخر ہُوا — ہوں سب قبر میں رکھ کے اک اک جُدا
نہ پوچھیگا تربت پہ آکر کوئی — کہ اے خستہ تن کیا ہے حالت تیری
مگر تجھ سے اُمید ہے اے خدا — کہ ہر حال میں تو ہو مونس میرا
نہ رسُوا مجھے اے خُدا کیجئو — میری شرم محشر میں رکھ لیجئو
عمل پر نہیں زعم بالکل مجھے — ہے خیر الورے کا توسّل مجھے
خطائیں میری بخش یارب تمام — طفیلِ پیمبر علیہ السّلام
قیامت تلک بھیج یارب مدام — پیمبر پہ اپنے درود اور سلام

متفرق مضامین

صحیح روایات میں آیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ عورتوں سے نکاح کیا۔ جن میں سے نو وفات کے وقت موجود تھیں۔ جنکا مفصل ذکر تو ،،الرسالت،، کے کسی حصہ میں لکھا گیا ہے مگر مختصر بیان اس جگہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے ام المومنین خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا حضور کے نکاح میں آئیں۔ یہ خویلد بن اسد کی صاحبزادی تھیں۔ نکاح کے وقت

اِن کی عمر تو چالیس سال کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس سال کی تھی۔ آپ انکے تیسرے خاوند تھے۔ چنانچہ انکا نکاح پہلے عتیق بن عابد سے ہوا تھا۔ اسکی وفات کے بعد ابوہالہ بن زرہ سے ہوا۔ اسکی وفات کے بعد جناب رسالتماب سے ہوا۔ سوائے حضرت ابراہیم کے (کہ وہ ماریہ قبطیہؓ کے پیٹ سے پیدا ہوئے) باقی تمام اولاد آپکے ہی بطن اطہر سے پیدا ہوئی۔ آپ کا انتقال ہجرت سے تین سال پہلے ہوا۔

(۲)۔ پھر آپؐ نے سودہ بنت زمعہ قریشیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اُن کا نکاح پہلے سکران بن عمر سے ہوا تھا۔ اُسکی وفات کے بعد جناب رسالتمآب کے نکاح میں آئیں ۔

(۳)۔ پھر تھوڑی مدت بعد آپکا نکاح عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اس وقت انکی عمر چھوٹی تھی ہجرت کے پہلے سال جبکہ انکی عمر نو سال کی تھی۔ رخصت ہوکر آئیں۔ اور آپکی بیبیوں میں صرف یہی ایک کنواری تھیں۔ آپ تمام عورتوں میں زیادہ فقیہ اور بڑی عالمہ اور سب سے زیادہ خوبصورت تھیں۔ اٹھارہ برس کی عمر میں بیوہ ہوگئیں اور ۵۸ سنہ ہجری المقدس میں وفات پائی ۔

(۴)۔ پھر آپ نے حفصہ بنت فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ انکا نکاح پہلے خنیس بن حذافہ سے ہوا تھا۔ اس کی وفات کے بعد جناب

Marfat.com

رسالتمآب کے نکاح میں آئیں ؏

(۵)۔ پھر آپ نے زینب بنت خزیمہ قیسیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ انکا نکاح پہلے جہم بن عمر سے ہوا۔ پھر اسکی وفات کے بعد عبیدہ بن الحرث سے نکاح ہوا۔ پھر جب اسکا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کر لیا۔ لیکن دو ماہ کے بعد فوت ہوگئیں ؏

(۶)۔ پھر آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا پہلے انکا نکاح سلمہ بن ابی سلمہ بدری صحابی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جب وہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تو غزوہ احزاب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور اُن کی وفات سب کے بعد ہوئی ؏

(۷)۔ پھر آپ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ یہ آپکی پھوپھی زادی تھیں۔ پہلے یہ آپکے آزاد غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب بیبیوں سے پہلے اِن کی وفات ہوئی ؏

(۸)۔ پھر آپ نے جویریہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ پہلے یہ سافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق کے زمانہ میں قید ہو کر آئی تھیں۔ آزاد کئے جانیکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا ؏

(۹)۔ پھر آپ نے حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ پہلے یہ عبداللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں۔ اسکی وفات کے بعد (حبشہ) میں ہجرت کر کے گئی ہوئی تھیں۔ بواسطۂ وکیل ۴ سنہ ہجری المقدس میں آپ سے نکاح ہوا۔ امعاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپکا انتقال ہوا۔

(۱۰) پھر آپ نے صفیہ بنت یحییٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ پہلے یہ سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں اسکے بعد کنانہ بن ربیع کے نکاح میں آئیں۔ جنگ خیبر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں۔ آزاد کئے جانیکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ ۳۶ سنہ ہجری المقدس میں ان کا انتقال ہوا۔

(۱۱)۔ پھر میمونہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا سے آپکا نکاح ہوا۔ پہلے یہ ابی اہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

ان گیارہ میں سے دو یعنی خدیجۃ الکبریٰ اور زینب رضی اللہ عنہا آپکے سامنے انتقال کر گئیں۔ اور باقی تو آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں۔ بعض منکوحات و مخطوبات کا اور بھی ذکر آیا ہے۔ مگر ان میں اقوال متفق نہیں ہیں۔

Marfat.com

سراری

سراری یعنی وہ کنیزیں جو ہمبستری کیلئے ہوں اول ماریہ رضی اللہ عنہا جنکے بطن پاک سے ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ دوم ریحانہ رضی اللہ عنہا سوم جمیلہ رضی اللہ عنہا۔ چہارم وہ لونڈی جو زینب رضی اللہ عنہا نے ہبہ کردی۔

اولاد

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادے (۱)۔ قاسم جو بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ ان ہی سے آپکی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ابراہیمؑ جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے شیرخوارگی میں انتقال کر گئے (۳)۔ طیبؓ (۴)۔ طاہر بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے۔ یہ بھی بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔

صاحبزادیاں (۱) رقیہؓ (۲) زینبؓ (۳) ام کلثوم (۴) فاطمہ ان میں زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سے ہوا۔ جب رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا تو پھر ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپکے نکاح میں آئیں۔ اسی واسطے آپ کا لقب ذوالنورین مشہور ہوگیا۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

موالی یعنے غلام و کنیز

غلام (۱) زید بن حارثہ (۲) اسلمؓ (۳) ابو رافع (۴) ثوبان (۵) ابو کبشہؓ (۶) سلیمؓ (۷) شقرانؓ (۸) رباحؓ (۹) یسارؓ (۱۰) مدعمؓ (۱۱) کرکرہؓ (۱۲) انجشہؓ (۱۳) سفینہؓ (۱۴) انیسہ (۱۵) افلحؓ (۱۶) عبیدہ (۱۷) طہمانؓ (۱۸) کیسانؓ (۱۹) ذکوانؓ (۲۰) مہرانؓ (۲۱) مروانؓ (۲۲) حنینؓ (۲۳) سندرؓ (۲۴) فضالہؓ (۲۵) بورؓ (۲۶) واقدؓ (۲۷) ابورؓ (۲۸) واقد قسامؓ (۲۹) ابو عسیبؓ (۳۰) ابو مویہبہؓ۔

کنیزیں۔ (۱) سلمیٰؓ (۲) ام رافع (۳) میمونہ بنت سعدؓ (۴) خضیرہؓ (۵) رضویؓ (۶) رشیحہؓ (۷) ام ضمیرؓ (۸) میمونہ بنت ابی عسیبؓ (۹) ماریہؓ (۱۰) ریحانہؓ۔

خدام

(۱) خدام گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے خادم

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ اکثر کام کاج کرتے تھے (۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ یہ نفل اور مسواک کی خدمت پر مامور تھے۔ (۳) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ۔ یہ سفر میں خچر کے ساتھ رہتے تھے (۴) حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ یہ ناقہ کے ساتھ رہتے تھے۔ (۵) حضرت بلال رضی اللہ عنہ آمد و خرچ ان کی تحویل میں تھا (۶) سعد ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ (۷) ایمن بن عبید رضی اللہ عنہ یہ وضو اور استنجا کی خدمت پر مامور تھے۔ (۸) معیقب رضی اللہ عنہ انکے پاس انگشتری رہتی تھی۔

مؤذن

مؤذن کل چار تھے۔ دو مدینہ منورہ میں (۱) بلال رضی اللہ تعالی عنہ (۲) ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ ایک قبا میں حضرت سعد القرظ رضی اللہ عنہ ایک مکہ معظمہ میں ابو محذورہؓ۔

حارسین

حارسین یعنی وہ لوگ جو پہرہ چوکی دیتے تھے (۱) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یوم بدر میں (۲) حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ یوم احد

ہیں (۳) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ یوم خندق ہیں (۴) عبابن بشیر رضی اللہ عنہ بھی بعض اوقات یہ کام کرتے تھے مگر جب یہ آیت وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی آپ نے پہرہ چوکی کو یکدم موقوف کر دیا۔

کاتبین

آپکے کاتب یعنی منشی یہ تھے (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۵) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عامر بن فہمیرہ رضی اللہ عنہ (۷) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۸) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (۹) حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ (۱۱) حضرت حنظلہ بن ربیع اسدی رضی اللہ عنہ (۱۲) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (۱۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (۱۴) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (۱۵) حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۱۶) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (۱۷)۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے۔

Marfat.com

ضاربِ اعناق

یعنی جو لوگ آپکی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (۳) حضرت مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ (۴) حضرت محمدؐ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ (۶) ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ۔

شعراء و خطباء

شعراء و خطباء یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے (۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یہ سب شاعر تھے۔ (۴) مقرر حضرت ثابت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے ؎

اے عاشقانِ مفتون صلو علیٰ محمدؐ
با دیدہ ہائے پُرخون صلو علیٰ محمدؐ

آپ کا حُلیہ مُبارک

صد ہزاراں قالب اندر صورتِ حسن و جمال
ریختند از تو مطبوع ترکم ریختند

حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے
وہ نبیوں میں نبی ایسے کہ فخر انبیاء ٹھہرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت سرخ و سفید۔ قد درمیانہ سے کسی قدر اونچا۔ لیکن مجمع میں سب سے بلند و بالا معلوم ہوتا تھا۔ چہرہ مبارک نہایت خوبصورت مدور مگر قدرے کتابی تھا۔ آنکھیں نرگسین۔ ابرو باریک و خمدار دونوں میں نورانی فاصلہ ناک باریک و بلند حسن کے قالب میں ڈھلی ہوئی ہونٹ باریک و سرخ۔ کشادہ پیشانی۔ دُر دنداں کی لڑیاں۔ دُرِ عدن کو شرماتی تھیں۔ گردن بلند و سطر پیچھے سے ایسی دکھلائی دیتی تھی کہ جیسے صاف چمکتی ہوئی چاندی۔ سر پر گھونگر والے بال جو کنگھی کرنیکے بعد بل کھا کر بہت ہی بھلے معلوم ہوتے تھے۔ داڑھی بھری ہوئی چوگرد نہایت خوبصورت رنگت کی چمک اور سفیدی بالوں کی تیز سیاہی عجب دلکش تھی۔ بازو اور رانیں بھری ہوئیں۔ دست دراز ہاتھوں کی ہتھیلیاں پر گوشت اور ریشم سے زیادہ نرم۔ سینہ سے ناف تک نہایت باریک بالوں کی سیلی۔ اس گورے بدن پر کیا ہی حسن افزا تھی۔ نہ آپ موٹے تھے نہ پتلے دبلے خشک تھے۔ بلکہ متوسط۔ چلنے میں قدم زمین پر اس تیزی اور زور سے پڑتا تھا کہ جیسے اوپر سے نیچے اترنے میں پڑتا ہے پاؤں نور کے سانچے میں ڈھلے ہوئے چکنے اور سرخ و سفید تلوے

Marfat.com

گلاب کی طرح بہار افزا تھے۔ آپ نہائیت طاقتور شہسوار باہیبت وبا وقار تھے۔ چہرے پر شہنشاہی اور اقبال کا نور چمکتا دکھائی دیتا تھا۔ آپکو سینکڑوں ہزاروں میں بیٹھے ہوئے اجنبی شخص بھی پہچان لیتا تھا۔ کہ آپ ہی سید المرسلین ہیں۔ پسینہ سے نہایت عُمدہ خوشبو آتی تھی۔ ایک صحابی کہتے تھے کہ چودھویں رات کا چاند بھی جلوہ گر تھا۔ اور حضور بھی ایک حلقۂ اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے میں کبھی چاند اور کبھی چہرۂ منوّر کو دیکھتا تھا۔ چاند سے بدرجہا بڑھ کر چہرہ میں چمک اور خوبصورتی نمایاں تھی۔ کلام نہائیت فصیح اور مختصر اور پست آواز سے ہوتا تھا۔ چیخ کر بولنے سے نفرت تھی۔ آپکی مجلس میں لوگ ایک دوسرے سے بات کرتے تھے۔ تو پاس والے کو سُنائی نہ دیتی تھی۔ آنکھوں میں قدرتی سُرمہ لگا ہُوا تھا۔ الغرض محبوبیت آپ پر سے نثار اور حسن صدقے ہوتا تھا۔ کسی کو ایکبار دیکھنے کے بعد قرار نہ آتا تھا۔ جبتک کہ بار بار نہ دیکھتے اور جس قدر دیر تک دیکھتے جاتے دِل ہی نہ بھرتا تھا چلنے بیٹھنے۔ لیٹنے۔ کھانے پینے کلام کرنے سکوت میں نیچی نگاہ کرنے میں گوشۂ چشم سے دیکھنے میں ایک عجیب قدرتی دلربائی تھی ؎

فَانْظُرْ لِاَوْصَافِ خَیْرِ الْخَلْقِ فِیْ مِدَحِیْ ۔ کَاَنَّمَا الْوَشْیُ اِذْ تَزْھُوْبِہِ الْحِبَرُ

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو ۔ گویا وہ نقش ونگار ہیں جبکہ اُس پر دھاریدار کپڑا فخر کرتا ہے

بِرَءُوفٍ رَحِيمٍ زَانَهُ خُلُقٌ — مِثْلُ النَّسِيمِ فَلَا فَظٌّ وَلَا ضَجِرُ

آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپکو ایسے اخلاق نے — جو مثل ہوا بہاری کے مفرح ہیں آپ درشت خو ہیں نہ تنگ اخلاق ہیں

يُلْفَى أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ مُخَدَّرَةٍ — عَذْرَاءَ فِي خِدْرِهَا قَدْ زَانَهَا الْخَفَرُ

آپ حیا میں اس پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ پائے جاتے ہیں — جو پردہ میں رہتی ہو اسکو حیاء نے زینت دی ہو

فَاقَ النَّبِيِّينَ أَخْلَاقًا وَمُعْجِزَةً — وَرُتْبَةً فَلَهُ التَّقْدِيمُ إِنْ حُصِرُوا

تمام انبیائے علیہم السلام سے اخلاق اور معجزہ اور رتبہ میں — فائق ہو گئے ہیں تو اگر سب موجود ہوں تو حق تقدیم آپکے لئے ہی ہے

مُكَمَّلُ الْخَلْقِ لَا خَلْقٌ يُشَابِهُهُ — لَهُ اعْتِدَالٌ فَلَا طُولٌ وَلَا قِصَرُ

آپ صورت جسمانیہ میں بھی کامل ہیں کہ کوئی خلق آپکے مشابہ نہیں — آپ میں اعتدال تھا نہ طول تھا نہ کوتاہ قامتی تھی۔

مُشْرَبٌ لَوْنُهُ الْمُبْيَضُّ مَنْظَرُهُ — بِحُمْرَةٍ وَمُحَيَّاهُ هُوَ الْقَمَرُ

آپ کے سفید منظر رنگ میں سرخی دمکتی تھی — اور آپ کا چہرہ مثل چاند کے تھا

صَلْتُ الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَاجِبَيْنِ كَحِيلُ الْعَيْنَيْنِ مِنْ حُسْنِهِ لَا يَشْبَعُ النَّظَرُ

آپ کشادہ پیشانی تھے اور باریک ابرو — سرگین چشم کہ آپکے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی

أَسِيلُ خَدٍّ مَلِيحُ الثَّغْرِ بَاسِمُهُ — مُفَلَّجٌ أَبْيَضُ الْأَسْنَانِ مَا الدُّرَرُ

سبک رخسار تھے خوشنما اور خندان دہان تھے دانتوں کے درمیان ریخیں تھیں اور دندان درخشاں تھے انکے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی

أَقْنَى أَشَمُّ طَوِيلُ الْجِيدِ مُشْرِقُهُ — مِثْلَ اللُّجَيْنِ الْمُصَفَّى مَا بِهِ كَدَرُ

بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن آپ چاندی — کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو

ذُو لِحْيَةٍ كَثَّةٍ زَانَتْ مَحَاسِنَهُ — كَمَا يَزِينُ عُيُونَ الْغَادَةِ الْحَوَرُ

Marfat.com

گنجان داڑھی والے تھے جس نے آپکے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی و سیاہی کی تیزی زینت دیتی ہے

وَلِمَّتُہٗ تَبْلُغُ الْاُذُنَیْنِ عَاطِرَۃٌ ۔ کَالْمِسْکِ لَوْنًا وَعَرْفًا حِیْنَ یَنْتَشِرُ

سر پر بال رکھتے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے اور معطر تھے ۔ مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی

ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ رَحْبُ الصَّدْرِ وَاسِعُہٗ ۔ تَرٰی بِہٖ شَعَرَاتٍ خَطَّہَا الْقَدَرُ

آپکے جوڑ بند بڑے تھے اور سینہ فراخ اور واسع تھا ۔ اس پر چند بال نظر آتے تھے جنکو قدرت الٰہیہ خط کے طور پر لایا تھا

شَثْنُ الْاَکُفِّ خَمِیْصُ الْبَطْنِ ذُوْ عُکَنٍ ۔ مَطْوِیَّۃٌ طَالَ مَا یُطْوٰی بِہَا الْحَجَرُ

آپکی ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور شکم پتلا اور خالی تھا۔ اس میں گرسنگی سے شکن پڑے رہتے تھے اور اکثر اوقات اس پہ پتھر باندھا جاتا تھا

عَبْلُ الذِّرَاعَیْنِ وَالسَّاقَیْنِ مُمْتَلِاٌ ۔ اِزَارُہٗ لِنِصْفِ السَّاقِ یَتَّزِرُ

دونوں دست اور ساقین بڑے تھے اور بدن کے پر گوشت ہونے سے تہمد پر رہتا تھا اور آپ نصف ساق تک تہمد باندھتے تھے

سَجِیَّتُہٗ عِنْدَ مَا یَمْشِیْ تَمَایُلُہٗ ۔ تَخَالُ عَنْ صَبَبٍ اِنْ سَارَ یَنْحَدِرُ

آپکی عادت چلنے کے وقت جھکاؤ کے ساتھ چلنے کی تھی ۔ یہ خیال ہوتا تھا کہ گویا چلنے کے وقت کسی نشیب کیطرف اترتے ہیں

یَفُوْحُ مِنْ عَرَقٍ مِثْلَ الْجُمَانِ لَہٗ ۔ شَذًا اَلظُّلُّ الْغَوَانِیْ مِنْہُ تَعْتَطِرُ

آپکے پسینہ میں جو چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوئے مشک جھلکتی تھی کہ حسین عورتیں اسکو بجائے عطر کے لگاتی تھیں

ما عاشقانِ جلوۂ روئے محمدؐیم ۔ شوریدگانِ نافۂ موئے محمدؐیم

اندر مشامِ ما نرسد بوئے زلفِ کس ۔ دلدادگانِ نکہتِ بوئے محمدؐیم

بیہودہ کس قدم ننہد در طریقِ ما ۔ ما سالکانِ مسلکِ کوئے محمدؐیم

Marfat.com

اے نصیر بر تو حالِ قلم آشکار شد کز ہر موئے مزید بسوئے محمدؐ یم

آپ کی قوت بصر و بصیرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں رائے میں سب سے افضل تھے اور آپ ظلمت میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے۔ اور آپ دُور سے ایسا ہی دیکھتے تھے۔ جیسا کہ نزدیک سے دیکھتے تھے۔ اور پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے۔ اور آپ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا۔ جبکہ قریش کے سامنے اُس کا نقشہ بیان فرمایا جب آپ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اُس وقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے۔

بفرست درود از دل و جاں روح نبی را زیں تحفہ بکن شاد رسولِ عربی را

آپ کا طعام

آپ بہت کم کھاتے اور بہت ہی کم سوتے۔ کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھتے تھے یعنی نہ ایسی چیز کا سہارا لیتے جو آپکے

Marfat.com

نیچے ہوتی جیسے گدا وغیرہ نہ کبھی کروٹ پر ہاتھ یا تکیہ کے سہارے بوجھ دے کر بیٹھتے تھے۔ آپکی نشست کھانیکے لئے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونیکے لئے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں غلام کی طرح بیٹھتا ہوں۔ آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا۔ تاکہ قلت منام میں معین ہو۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہانتک کہ آخرت کو روانہ ہو گئے۔

حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپکا بستر ایک ٹاٹ تھا۔ کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجوروں کی بان سے بنی ہوتی۔ حتیٰ کہ آپکے پہلو مبارک میں اُس کا نشان پڑ جاتا۔

آپ کی تنگی معیشت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم کبھی پیٹ بھرائی غذا سے پُر نہیں ہوا کسی سے شکوہ کا اظہار نہیں کیا۔ فاقہ آپکو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا۔ دن بھر بھوکے گذار دیتے۔ رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے

اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روئے زمین کے خزائن اور اسکی پیداوار اور اسکی فراغ عیشی کا سامان مانگ لیتے۔ لیکن آپ یہی فرمایا کرتے کہ مجھکو دنیا سے کیا علاقہ۔ میرے الوالعزم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور اپنی حالت پر گذر گئے ؎

قَضٰی وَلَمْ یَكُ یَوْمًا مُدَّ مُكَاشِبَعًا مِنَ الشَّعِیْرِ وَكَانَتْ فُرُشُهُ الْحُصُرُ

جان فدائے تو یا رسول اللہ دل گدائے تو یا رسول اللہ
فارغ از ابتلائے کونین است مبتلائے تو یا رسول اللہ
گر نیابم بجائے سرمہ کشم خاک پائے تو یا رسول اللہ
کاش ہر موئے من زباں گردد در ثنائے تو یا رسول اللہ
از ہمہ خلق گشتہ بیگانہ آشنائے تو یا رسول اللہ
اے عاشقانِ مفتوں صلّوا علی محمّد
با دیدہ ہائے پرخوں صلّوا علی محمّد

آپ کی قوتِ بدنیہ

آپکی قوت کی یہ کیفیت تھی۔ کہ آپ نے رکانہ کو جو اپنے اہل زمانہ میں بہت قوی مشہور تھے کشتی میں گرا دیا۔ جبکہ ان کو اسلام کی دعوت دی اور

اُنہوں نے اپنے اسلام کو اس پر معلق کیا کہ مجھ کو کشتی میں گرا دیجئے اور قبل زمانہ اسلام کے آپ نے ابو رکانہ کو کشتی میں گرا دیا تھا۔ وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے مقابل ہُوا۔ آپ ہر بار میں اسکو پچھاڑ دیتے تھے اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آ رہی ہو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بڑی کوشش کرتے تھے کہ آپکے ساتھ چل سکیں۔ اور آپ کچھ اہتمام بھی نہ فرماتے تھے۔ پھر بھی ہم تھک جاتے تھے اور آپکا ہنسنا تبسم ہوتا تھا۔ جب گوشہ کی کسی چیز کو دیکھتے تھے۔ تو پورے اُس طرف مُڑ کر دیکھتے یعنی دزدیدہ نظر سے نہ دیکھتے ؎

جگر تشنگانیم ازرہ رسیدہ ترحم علینا بماء ترحم
توئی یا رسول اللہ آں ابر رحمت کہ باشد محیط از عطائے تو یک نم

آپ کا کلام

آپ عرب کی تمام زبانیں جانتے تھے ام معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ بہت کم گو تھے۔ کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمائیں اور نہ زیادہ گو تھے۔ کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں آپکی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دئے گئے ہوں آپکے کلمات میں نہایت فصاحت

Marfat.com

ہوتی تھی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ اس طرح کلام فرماتے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا ؎

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کا لباس

آپ سفید لباس زیادہ پسند فرماتے تھے۔ نیچے ازار۔ اوپر عربی کرتہ سر پر عمامہ پاؤں میں چپل (ایک قسم کی جوتی) ہاتھ میں عصا۔ اوپر ایک چادر لاکھ خوبصورتی نمایاں کرتی تھی۔ آپ نے پاجامہ بھی پہنا ہے قبا بھی زیب تن فرمائی ہے۔ جبہ بھی پہنا ہے یمن کی مخطط لونگیوں کو بھی پسند فرماتے تھے۔ ہر وقت پاک صاف رہتے تھے سر اور داڑھی میں کنگھی بھی کرتے اور تیل بھی ڈالتے تھے ؎

مرا دل ہی نہیں قرباں مری جاں ہی نہیں صدقے
دو عالم آپ پر یا رحمۃ للعالمین صدقے

تو وہ محبوب خالق ہے کہ جس پر یا رسول اللہ
جہاں بھر کی تھیں جتنی خوبیاں ہوگئیں سب صدقے

شراب پاک نعلین حبیب حق تعالیٰ پر
رگ جان ملک تار نگاہ حور عین صدقے

ترا روضہ وہ دلکش ہے کہ جس پر یا رسول اللہ
بہار عرش صدقے تربت خلد بریں صدقے

آپ کے اخلاق

آپ لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔ برائی کرنیوالے سے درگذر فرماتے تھے۔ اور جو شخص آپ سے بدسلوکی کرتا تھا۔ آپ اس سے سلوک کرتے تھے۔ جو شخص آپکو نہ دیتا۔ آپ اسکو دیتے۔ جو شخص آپ پر ظلم کرتا۔ آپ اس سے درگذر فرماتے۔ اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں۔ جو آسان ہوتا آپ اسکو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ نہ ہوتا۔ اس میں تبعین کے لئے آسانی کی رعایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔ حتی کہ سیرت ابن ہشام میں مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے احد کے روز آپ پر پتھر چلایا۔ اس سے آپکا دندان رباعیہ زیرین جانب راست کا شکستہ ہو گیا۔ اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان پر بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدائیت کیجئے۔ کیونکہ انکو خبر نہیں۔ کتنا بڑا صبر ہے۔ اور اسی لئے آپ کو رحمۃ للعالمین کا خطاب بارگاہ ایزدی سے ملا۔ آپ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ

Marfat.com

کسی عورت کو مارا۔ نہ کسی خادم کو مارا ؎

ما بلبلیم نالاں گلزارِ ما محمدؐ　　ما نرگسیم حیراں دیدارِ ما محمدؐ

قمری بسرو نازد بلبل بہ گل فریبد　　ما عاشقیم بے دل دلدارِ ما محمدؐ

از خویشتن ندانم جز اینقدر کہ گویم　　ما قطرہ ایم بحر ذخارِ ما محمدؐ

ما را غم جزائے روز جزا نباشد　　باشد چو روز محشر غمخوارِ ما محمدؐ

اے نصر بر زبانم جز نام او نباشد　　ما طوطیئم خوشگو گفتارِ ما محمدؐ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ نے انکار فرمادیا ہو کسی نے خوب کہا ہے ؎

نرفتہ لا برزبان مبارکش ہرگز　　مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

آپ درماندوں کا بار اُٹھا لیتے تھے۔ نادار آدمی کو مال دیتے یا دلوا دیتے مہمان کی مہمانی کرتے۔ حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ آپکے پاس ایکبار نوّے ہزار درہم آئے اور ایک بورئے پر رکھے گئے۔ آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا۔ یہانتک کہ سب ختم کرکے فارغ ہو گئے۔ پھر آپکے پاس ایک شخص آیا۔ اور کچھ مانگا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہ رہا جو تجھ کو دے سکوں۔ لیکن تو میرے نام سے ضرورت کی چیز خرید لے۔ جب ہمارے پاس کچھ آئیگا ہم ادا کر دینگے حضرت عمر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے عرض کیا کہ جو چیز آپکی قدرت میں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اس کا مکلف نہیں فرمایا۔ پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں معلوم ہُوئی ٭

آپ اگلے دن کے لئے کوئی چیز اُٹھا نہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں ہوائے بارش خیز سے بھی زیادہ فیاض تھے ے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا ۔ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مُصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا ۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
غلاموں کا والی یتیموں کا مولا ۔ فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوا
خطا کار سے درگذر کرنے والا ۔ بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا ۔ مُصیبت میں سینہ سپر کرنے والا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا۔ نہ مضبوط اور نہ پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے۔ اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا۔ جو میدان جنگ میں آپکے نزدیک رہتا۔ جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے۔ کیونکہ

Marfat.com

اُس شخص کو بھی اس صورت میں غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا +

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ شرم و حیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے۔ جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے۔ اور کسی شخص کو ناگوار بات نہ فرماتے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہ آپ بروئے عادت سخت گو تھے۔ اور نہ بتکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے۔ اور بُرائی کا عوض بُرائی سے نہ دیتے تھے۔ بلکہ معاف فرما دیتے تھے ؎

یَعْفُوْ وَ یَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنٰی کَرَمًا وَ یَقْبَلُ الْعُذْرَ مِمَّنْ جَآءَ یَعْتَذِرُ

آپ اپنے کرم سے خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے۔ اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا۔ آپ اس کا عذر قبول فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔ بات کے سچے تھے۔ طبیعت کے نرم تھے۔ معاشرت میں نہایت کریم تھے۔ جو شخص آپکی دعوت کرتا اُسکی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے۔ اگرچہ وہ ہدیہ گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا۔ اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے۔ دعوت غلام کی۔ آزاد کی۔ لونڈی کی اور غریب کی قبول فرما لیتے۔ مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی

اگر مریض ہو تو اسکی عیادت فرماتے۔ اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے۔ اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ کی فرماتے کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جائے۔ جو آپکے پاس آتا اُسکی خاطر کرتے بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دیتے اور تکیہ خود چھوڑ کر اُسکو دیدیتے۔ کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے۔

آپ قیامت میں تمام اولاد آدم کے سردار ہونگے۔ سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی۔ اور آپ باہر تشریف لائینگے۔ سب سے اول آپ ہی شفاعت کرینگے۔

سیّد و سرور محمدؐ نور جاں　　بہتر و مہتر شفیعِ مجرماں

آپ غائیت تواضع سے دراز گوش پر بھی سوار ہوتے تھے اور کبھی اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے۔ غریبوں کی عیادت فرماتے۔ محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے۔ اپنے کپڑے میں خود جوئیں دیکھ لیتے۔ اپنی بکری کا دودھ خود دوہ لیتے۔ اپنے کپڑے میں خود پیوند لگاتے۔ اپنی پاپوش کو بعض اوقات خود ہی سی لیا کرتے۔ اپنا اور گھر والوں کا کام خود کرتے گھر میں جھاڑو بھی خود دے لیا کرتے۔ خدمتگار کے ساتھ کھانا کھا لیتے آٹا خود گوندھ لیتے۔ سودا خود بازار سے اُٹھا لیتے تھے

Marfat.com

فَالثَّوْبُ يَرْقَعُهُ وَالشَّاةُ يَحْلِبُهَا   وَمَا رَأَى لِأَخِي الْإِعْدَامِ يَحْتَقِرُ

آپ کپڑے کو پیوند لگا لیتے اور بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور صاحب افلاس کو کبھی آپ نے حقیر نہیں سمجھا

وَالْبَيْتَ يَكْنُسُهُ وَالنَّعْلَ يَخْصِفُهَا   وَإِنْ دُعِيَ أَسْعَفَ لِلدَّاعِي وَلَا يَذَرُ

اور گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے اور اپنا جوتہ گانٹھ لیتے تھے اور اگر کوئی آپکی دعوت کرتا تو منظور فرما لیتے تھے اور پہلو تہی نہیں فرماتے تھے

كَانَ الْبُرَاقُ لَهُ وَالْخَيْلُ يَرْكَبُهَا   وَالْإِبِلُ أَيْضًا كَذَاكَ الْبَغْلُ وَالْحُمُرُ

آپکے لئے براق تھا اور گھوڑے تھے کہ ان پر آپ سوار ہوتے تھے، اور شتر پر بھی اسی طرح خچر اور دراز گوش پر بھی

مَا عَابَ قَطُّ طَعَامًا أَحْضَرُوهُ لَهُ   وَلَا لِسَائِلِهِ اللَّحَّاحِ يَنْتَهِرُ

کسی کھانے میں آپنے عیب نہیں نکالا جو کچھ آپکے سامنے لے آئے اور نہ کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے

احکام الٰہی کی سرتابی پر جو آپکو غصہ آتا تھا تو دونوں ابروؤں میں ایک رگ تھی۔ وہ نمودار ہونے لگتی تھی۔ مگر غصہ میں اور کوئی حرکت جیسا کہ عوام سے سرزد ہوتی ہے ہرگز نہ ہوتی تھی صرف چہرہ مبارک سے آثار غضب نمودار ہوتے تھے۔ اسی طرح ہنسنے میں بھی صرف تبسم فرماتے تھے۔ آواز سے کبھی قہقہہ نہ لگاتے تھے۔ اور خوشی و رنج کے آثار بھی چہرہ سے نمایاں ہو جاتے تھے۔

وَلَيْسَ يَغْضَبُ إِلَّا أَنْ تُرَى حُرَمٌ   لِلّٰهِ مَنْهُوكَةٌ أَوْ هُتِكَتْ سِتْرُ

اپنے لئے اور آپ غصہ نہ کرتے تھے۔ مگر دو حالتوں میں یا تو اللہ کی ممنوع کی ہوئی چیزیں ارتکاب میں آتے ہوئے نظر آتیں۔ اور یا کسی کی پردہ دری کی جاتی۔

Marfat.com

کوئی کیسا ہی بلیغ و فصیح کیوں نہ ہو۔ آپکی تصویر اپنے بیان میں کھینچ نہیں سکتا۔ ترسیٹھ برس کی عمر میں دُنیا کو چھوڑا۔ اس وقت تک چہرہ کی تازگی بدن کی قوت میں کچھ بھی فرق نہیں آیا۔ صرف چند بال سفید ہو گئے تھے ؎

خط سبز و لب لعل و رُخ زیبا داری — حُسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری
خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور علیہ السّلام کے خصائص

حضور علیہ السلام کا نور تمام مخلوقات سے پیدائش و پیغمبری میں پہلے ہے۔
حضور علیہ السلام پر ایمان لانیکا عہد اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے لیا۔
حضور علیہ السّلام نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے اقرار میں بلیٰ کہا
حضور علیہ السلام کیلئے حضرت آدم اور تمام مخلوقات پیدا کی گئی۔
حضور علیہ السلام ہی کا اسم شریف ملائکہ درود شریف کے ساتھ ہر ساعت یاد کرتے ہیں۔
حضور علیہ السّلام ہی کا اسم شریف عرش مجید پر اور آسمان اور جنت میں لکھا ہوا ہے۔
حضور علیہ السّلام ہی کا اسم شریف اذان و نماز کے آخر التحیات میں

یاد کرنے کا حکم ہے۔
حضور علیہ السلام ہی کی خوشخبری کتب سابقہ میں انبیاء سابقین اوالعزم کی زبانی دی گئی۔
حضور علیہ السّلام ہی کی پیدائش دنیوی کے وقت شیاطین آسمانوں سے روکے گئے۔
حضور علیہ السّلام ہی کا شق الصدر تین بار ہُوا۔
حضور علیہ السّلام ہی کی پشت مُبارک پر مہر نبوت تھی اور انبیاءؑ کے داہنے ہاتھ میں ہے۔
حضور علیہ السلام ہی کے بہت اسماء شریفہ لطیفہ اللہ تعالےٰ کے اسماء مبارکہ کے ساتھ مشترک ہیں۔
حضور علیہ السّلام کا اسم شریف احمد ہے پہلے کسی کا نام نہیں ہُوا۔
حضور علیہ السلام ہی پر ملائکہ مقربین سلام کیا کرتے تھے۔
حضور علیہ السّلام ہی تمام بنی آدم سے عقل معاش و معاد میں زاد تھے۔
حضور علیہ السلام ہی تمام بنی آدم سے حقیقی حسن میں زائد تھے حضرت یوسف علیہ السّلام کا حسن گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی حسن کا ایک حصّہ تھا۔
حضور علیہ السّلام ہی کو تین بار آغاز نزول وحی میں حضرت

جبرائیل علیہ السلام نے بھینچا۔

حضور علیہ السّلام ہی نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو اُنکی اصلی صورت میں دیکھا۔

حضور علیہ السّلام ہی کے وجود باوجود کی برکت سے کہانت اور شیاطین کا چوری سے آسمانوں میں جانا بند کیا گیا۔

حضور علیہ السّلام ہی کے والدین زندہ کئے جا کر مومن کئے گئے (مگر یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے)۔

حضور علیہ السّلام ہی سے وعدہ عصمت و حفاظت شر و ایذا کفار سے اللہ تعالےٰ نے کیا۔

حضور علیہ السّلام ہی سے معراجِ جسمانی سے تا مقامِ قاب قوسین مشرف ہوئے۔

حضور علیہ السّلام ہی نے پیغمبروں کی امامت کرائی۔ بلکہ شب معراج میں فرشتوں کو بھی۔

حضور علیہ السّلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی آنکھوں سے جنت اور دوزخ دکھلائے۔

حضور علیہ السّلام ہی نے اللہ تعالیٰ کا دیدار جسمانی آنکھوں سے کیا۔

حضور علیہ السلام ہی کے لشکر ظفر پیکر میں فرشتوں کا بڑا گروہ داخل ہو کر مُمِدّ و معاون ہُوا۔

حضور علیہ السّلام ہی وہ اُمّی ہیں جن کو پیغمبری اور کتاب ملی۔

حضور علیہ السّلام ہی کی کتاب کو تحریف سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔

حضور علیہ السّلام ہی کی کتاب کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے امور کا جامعہ بنایا کہ اُسکے ہوتے اور کسی آسمانی کتاب کی حاجت نہیں۔

حضور علیہ السّلام ہی کی کتاب کے حفظ کرنیکی توفیق اللہ تعالیٰ نے آپکی امت کو دی اور حفظ آسان کر دیا۔ کہ بچّے بھی اتنی بڑی کتاب کو حِفظ کر لیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام ہی کی کتاب ٹکڑے ٹکڑے بتدریج حسب مصالح وقائع نازل ہُوئی۔ سات قرأتوں پر عرب کی ہر بولی کے موافق۔

حضور علیہ السلام ہی کو عرش کا خزانہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

حضور علیہ السلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ۔ سورہ فاتحہ۔ آیتہ الکرسی سورہ بقر کی پچھلی آیتیں عطا کیں۔

حضور علیہ السلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے دائمی معجزہ یعنی قرآن مجید عطا کیا۔

حضور علیہ السّلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے کثرت معجزات عطا کئے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے جمیع معجزات انبیاء سابقین کے عطا کئے کوئی بعینہ کوئی بمثلہ بلکہ علاوہ اُنکے اور معجزات خاصہ بھی مثل شق القمر پتھر کا سلام کرنا ستون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا۔ انگلیوں میں سے دُودھ اور پانی کا نکلنا۔

حضور علیہ السلام ہی خاتم النبیّین ہیں۔ آپکے بعد کسی پیغمبر کا ہونا ممکن نہیں۔ لہٰذا اب جو دعوے کرے وہ مردود اور کافر ہے آپ ہی کی شریعت قیامت تک باقی ہے۔

حضور علیہ السّلام ہی تمام جن و انس کے پیغمبر ہیں۔

حضور علیہ السلام ہی کا وجود جہان کے واسطے رحمت ہے یہانتک کہ کفار کے لئے بھی اس جہت سے کہ دنیوی عذاب اُن سے اُٹھالیا گیا۔

حضور علیہ السلام کی عمر کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔

حضور علیہ السلام کے اعضاء مبارکہ کی اللہ تعالیٰ نے جدا جدا تعریف کی کہیں زبان کی۔ کہیں دل کی۔ کہیں چہرہ کی۔ کہیں آنکھ کی۔

حضور علیہ السّلام ہی کو دونوں مرتبے حبیب اور خلیل کے عطا ہوئے۔

حضور علیہ السلام ہی کو دونوں بزرگیاں کلام الہٰی اور دیدار الہٰی کی نصیب ہوئیں۔

حضور علیہ السلام ہی کو شریعت اور حقیقت کا مجموعہ عطا ہوا۔ دیکھو

Marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام حقیقت کی تعلیم پانیکے لئے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے۔

حضور علیہ السلام ہی کا رعب و دبدبہ آپکے اعداء پر اللہ تعالیٰ نے ڈالدیا تھا۔ جہاں کچھ صحابہ چلے جاتے تھے وہیں ایک زلزلہ اور تہلکہ کفار میں پڑجاتا تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام آئے۔

حضور علیہ السلام ہی کو اللہ تعالیٰ نے وصفِ علم میں بہیئت مجموعی انبیاء سابقین پر فضیلت بخشی۔

حضور علیہ السلام ہی کے سامنے امت کا اعمالنامہ پیر اور جمعرات کو پیش کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کا ہمزاد مسلمان ہوگیا تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کی ازواج مطہرات تمام عورتوں سے افضل ہیں

حضور علیہ السلام ہی کے صحابہ سوائے پیغمبروں کے سب عالم سے بہتر ہیں*

حضور علیہ السلام ہی کا شہر مدینہ تمام روئے زمین کے شہروں سے بہتر ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کا حال قبر میں بعد سوال ربوبیت اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے میّت سے پوچھا جائیگا۔
حضور علیہ السلام ہی سے ملک الموت نے وقت وفات اذن چاہا۔
حضور علیہ السلام ہی کی ازواج مطہرات امت پر حرام ہوگئیں۔
حضور علیہ السلام ہی کا روضہ عرش اور کعبہ سے افضل ہے۔
حضور علیہ السلام ہی کا ستر کسی نے عمداً نہیں دیکھا۔
حضور علیہ السلام ہی کا براز زمین نگل جاتی تھی۔
حضور علیہ السلام ہی کی امت کے واسطے غنیمتیں حلال ہوئیں۔
حضور علیہ السلام ہی کی اُمّت کے واسطے تمام روئے زمین مسجد ہوگئی یعنی جس جگہ چاہیں نماز پڑھ لیں بخلاف اگلی اُمتّوں کے۔
حضور علیہ السلام ہی کی اُمت کیلئے پانچوں نمازیں فرض ہوئیں۔
حضور علیہ السلام ہی کی امت کے واسطے بجائے پانی کے خاک پاک کرنے والی تیمم میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقرر ہوئی۔
حضور علیہ السّلام ہی کی امت کے لئے اذان اور تکبیر مشروع ہوئی۔
حضور علیہ السلام ہی کی امت کے واسطے السلام علیکم تحیت و تحفہ مشروع ہوا۔
حضور علیہ السلام ہی کی اُمت کے واسطے جمعہ اور اس میں ساعت اجابت مقرر ہوئی۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے واسطے رمضان کا مہینہ روزوں کے لئے مقرر ہوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت روزہ دار کے لئے ملائکہ بحکم ربانی استغفار کرتے ہیں۔ جبتک وہ افطار کریں۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے در رحمت آخر شب میں کھلتا ہے جو کوئی دعا مانگے اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے سحری کھانا اور بعد غروب آفتاب کے افطار کرنا مشروع ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی اُمت کے واسطے کھانا پینا۔ مجامعت کرنا۔ غروب آفتاب سے صبح تک روزہ دار کو درست ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے لیلۃ القدر اپنی فضیلت کے ساتھ مقرر ہوئی یعنی اُس میں عبادت کرنے والے کو ہزار مہینہ سے زائد ثواب ملتا ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے واسطے عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے عاشورہ کا روزہ ایک

Marfat.com

سال کے گناہوں کا کفارہ ہوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مُصیبت کے وقت پڑھنا مشروع ہوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے عمامہ میں شملہ چھوڑنا سنت ہوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت خاتم الامم ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت پر سے آپکی برکت سے اور امت کے صدقہ جملہ عالم پر سے دنیوی عذاب اُٹھایا گیا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت سے حدیث النفس (بُرے خیال) معاف کی گئی۔ بدی کے خیال آنے سے پہلی امتوں کی طرح ماخوذ نہ ہوگی

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ کے لئے ایک نیکی دس گُنا لکھی جاتی ہے اور بدی ایک کی ایک ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ کے لئے توبہ میں قتل کرنے کا حُکم منسوخ ہوگیا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امتِ مرحومہ کے لئے نجاست لگ جانیکی جگہ کو کتر ڈالنے کا حکم منسوخ کیا گیا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امتِ مرحومہ کے لئے چوتھائی مال زکوٰۃ میں دینے کا حکم منسوخ ہوگیا۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ کے لئے چار عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حلال ہُوا۔

حضور علیہ السلام کی امت مرحومہ کے مردوں کو غیر مذہب اہل کتاب عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہُوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ کے لئے اپنی حائضہ عورت سے بجز وطی کے اور طرح کی مخالطت حلال ہُوئی۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ کے لئے قصاص اور دیت میں اختیار دیا گیا۔ بخلاف امم سابقہ کے کہ اُنکے لئے فقط قصاص ہی تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ پر ستر کھولنا حرام ہُوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت پر جاندار چیز کی تصویر کا رکھنا حرام ہُوا

حضور علیہ السلام ہی کی امت پر مسکرات کا پینا حرام ہُوا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کا اجماع خالی از ضلالت ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے علمائے حقانی کا اختلاف رحمت کا موجب ہے۔ پہلی اُمتوں کا اختلاف موجب عذاب ہوتا تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کا حلال کھانا پینا عبادت میں داخل ہے

حضور علیہ السلام ہی کی امت کو دنیا میں نیکی کا ثواب ملتا ہے یعنی

Marfat.com

بدلہ اور آخرت کے لئے ذخیرہ رہتا ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھوک سے ہلاک نہ کرنیکا وعدہ فرمایا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لئے مدد دینے اور آخرالامر دشمن یعنی کفار پر غالب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت عمر وعمل میں کم اور اجر وثواب میں زیادہ ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت حق گوئی سے خالی نہ رہیگی پہلی امتیں بالکل حق پرستی سے خالی ہو جاتی تھیں کہ اور پیغمبر آکر راہِ حق اُن کو بتاتے تھے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت میں اقطاب و اوتاد و نجبا و ابدال ہوتے ہیں۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت ہے جسکا بزرگ ایک بڑے ذی شان پیغمبر کا امام بنیگا یعنی امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام ہونگے۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط اور خیر امۃ القاب وخطابات سے مشرف فرمایا۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی پہلے زمین یعنی قبر مبارک میں سے بر آمد ہو کر میدان قیامت میں تشریف لائینگے۔

حضور علیہ السلام ہی کو سب سے پہلے صعقہ قیامت سے افاقہ ہوگا۔

حضور علیہ السلام ہی کی اردلی میں قبر مبارک سے عرصۂ قیامت تک ستر ہزار فرشتے ہونگے۔

حضور علیہ السلام ہی کا اسم شریف میدانِ قیامت میں پہلے پکارا جائیگا۔

حضور علیہ السلام ہی براق پر بروز قیامت سوار کئے جائینگے۔

حضور علیہ السلام ہی عرش مجید کے داہنے جانب کھڑے ہونگے۔

حضور علیہ السلام ہی کو مقام محمود منعم حقیقی سے عطا ہوگا۔ جہاں آپ کھڑے ہو کر شفاعت کرینگے۔

حضور علیہ السلام ہی کے ہاتھ میں لوآءُ الحمد ہوگا۔ جسکے نیچے حضرت آدمؑ اور اخیار بنی آدم کھڑے ہونگے۔

حضور علیہ السلام ہی اپنی امت کیلئے رب سے شفاعت عظمیٰ کرینگے۔

حضور علیہ السلام ہی سب انبیاء کے امام اور خطیب ہونگے۔

حضور علیہ السلام ہی کو میدان قیامت میں پہلے سجدہ کرنے کا پھر شفاعت کرنے کا اذن دیا جائیگا۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی سب سے پہلے دیدار الٰہی سے مشرف ہونگے۔
حضور علیہ السلام ہی سب سے پہلے پلصراط پر سے گذرینگے۔
حضور علیہ السلام ہی کے چہرہ مبارک اور سر مبارک کے ہر ہر بال میں نور ہے اور ہوگا باقی انبیاء کے واسطے دو نور ہونگے۔
حضور علیہ السلام ہی کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پلصراط سے گذرتے وقت اہل محشر کو آنکھیں ڈھانک لینے کا حکم ہوگا۔
حضور علیہ السلام ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائینگے۔ اور آگے آگے آپ اور پیچھے پیچھے امت ہوگی۔
حضور علیہ السلام ہی کو حوض کوثر کے اختیارات جناب الٰہی سے عطا ہونگے
حضور علیہ السلام ہی کو جنت کے درجات میں سے بڑا بلند درجہ جس کا نام وسیلہ ہے عطا ہوگا۔
حضور علیہ السلام ہی کے منبر مبارک کے پائے جنت کی سیڑھی کے ساتھ تعبیر کئے گئے ہیں۔
حضور علیہ السلام کے منبر اور قبر شریف کے مابین کو جنت کی کیاری فرمایا گیا۔
حضور علیہ السلام ہی کے حکم رسانی پر گواہ نہ طلب کئے جائینگے اور پیغمبروں سے گواہ طلب کئے جائیں گے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی کی امت مرحومہ آپکے بعد اور باقی سب سے پہلے قبر سے اُٹھائی جائیگی۔

حضور علیہ السلام ہی کی امت کے لوگ قیامت کے دن چمکتی پیشانی محشر میں کھڑے ہونگے۔

حضور علیہ السّلام ہی کی اُمت کے واسطے دو نور ہونگے۔ مانند پہلے پیغمبروں کے اور اُمتوں کے لئے صرف ایک ہی نور ہوگا۔

حضور علیہ السّلام ہی کی امت کے چہروں میں سجود کی نشانی ہوگی۔

حضور علیہ السّلام ہی کی امت کے آگے پلصراط پر نور دوڑتا چلیگا۔

حضور علیہ السّلام ہی کی امت کے داہنے ہاتھوں میں اعمالنامے قدرت الٰہی سے اُڑکر آجائینگے۔

حضور علیہ السّلام ہی کی اُمت قبروں میں جاتے وقت گنہگار ہوگی اور قبروں سے نکلتے وقت گناہوں سے پاک ہوگی بسبب استغفار و ایصال ثواب پس ماندگان کے۔

حضور علیہ السّلام ہی کی امت کا سب سے پہلے حساب ہوکر جنت میں دخول ہوگا۔

حضور علیہ السّلام ہی کی امت کے اعمال خیر کے پلڑے بھاری ہونگے۔

حضور علیہ السّلام ہی کی اُمت پہلے انبیاء کی گواہ ہوگی۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی کی امت میں سے ستر ہزار شخص بلاحساب و کتاب بہشت میں داخل ہونگے۔

حضور علیہ السلام پر نماز تہجد واجب تھی امت مرحومہ پر واجب نہیں۔

حضور علیہ السلام ہی پر مسواک کرنا واجب تھا۔ امت مرحومہ پر واجب نہیں۔ صرف سنت ہے۔

حضور علیہ السلام پر باوصف صاحب نصاب نہ ہونیکے قربانی واجب تھی۔ پہلے انبیاء اور انکی امتوں پر واجب نہیں تھی۔ امت مرحومہ کے اغنیاء اور صاحب نصاب پر واجب ہے نہ فقراء پر۔

حضور علیہ السلام ہی پر مشورہ کرنا واجب تھا۔

حضور علیہ السلام پر فجر کی دو رکعت سنت واجب تھی۔ امت پر نہیں۔

حضور علیہ السلام پر جمعہ کا غسل واجب تھا۔

حضور علیہ السلام پر ہی چار رکعتیں زوال کے وقت پر واجب تھیں۔

حضور علیہ السلام ہی پر واجب تھا کہ تنگدست مسلمان کا قرض ادا فرمائیں۔

حضور علیہ السلام پر ہی بدون کسی طرح کے خلل کے نہائیت

Marfat.com

خشوع کے ساتھ نماز پڑھنی واجب تھی۔

حضور علیہ السلام ہی پر مشاہدۂ حق باوجود معاشرت خلق کی ہمیشہ جلوہ گر ہوتا تھا۔

حضور علیہ السلام ہی سے کسی حالت میں نماز روزہ اور باقی احکام معاف نہیں ہوتے تھے۔

حضور علیہ السلام ہی کو وحی کی حالت میں دُنیا کی ہوش نہیں رہتی تھی۔

حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ کھانا حرام تھا۔ باقی بنی ہاشم پر بھی آپکی قرابت کی جہت سے حرام ہے۔

حضور علیہ السلام ہی پر بدبودار چیز کھانا حرام تھا امت کے واسطے مکروہ ہے۔

حضور علیہ السلام پر عموماً قصداً شعر گوئی حرام تھی۔

حضور علیہ السلام ہی پر کتابیہ عورت کے ساتھ نکاح حرام تھا۔

حضور علیہ السلام کو باوجود سو رہنے کے بدون جدید وضو کے نماز پڑھ لینی مباح تھی۔

حضور علیہ السلام کو عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے مباح تھے

حضور علیہ السلام ہی کو چھوٹا بچہ گودی میں اُٹھاکر نماز پڑھنا درست تھا۔ چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اُٹھاکر آپ نے نماز پڑھی۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کو غائب کی نماز جنازہ پڑھنی مباح تھی چنانچہ نجاشی شاہ حبش کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پڑھی۔

حضور علیہ السلام کو صوم وصال یعنی طے کا روزہ مباح تھا۔

حضور علیہ السلام کو مکہ معظمہ میں موسم حج کے اندر بدون احرام داخل ہونا مباح تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کو اجنبی بیگانی عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا مباح تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کو چار عورتوں سے زائد نکاح میں رکھنا مباح تھا امت کے واسطے چار تک عورتیں جمع رکھنی حلال ہیں۔ باقی حرام۔

حضور علیہ السلام ہی کو اپنے بدگو کے قتل کرنیکا حکم ہوا۔

حضور علیہ السلام کو ہی پنجوقتہ نماز کا حکم عطائے الٰہی ہوا

حضور علیہ السلام ہی کا مال آپکی وفات کے بعد آپکا ملک رہا کہ اُس میں سے اہلبیت کو نفقہ دیا گیا۔

حضور علیہ السلام ہی پر حاضر وقت کو کسی ظالم کے ظلم کے وقت جاں نثاری کرنا فرض تھا۔

حضور علیہ السلام ہی پر التحیات میں مخاطب کر کے سلام

Marfat.com

بھیجنا اور السّلام علیکم ایُّھا النّبیُّ کہنا مامور بہ ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کے بلانے پر نماز کی حالت میں حاضر ہونا واجب تھا۔ باوجود نہ فاسد ہونے نماز کے۔

حضور علیہ السلام ہی کے آگے چلنا بے اعتنائی سے اور آپکے حضور میں پکار کر بولنا حرام تھا۔

حضور علیہ السلام کو حجروں کے پیچھے سے اور دُور سے پکارنا حرام تھا۔

حضور علیہ السلام کا خون اور پیشاب اور پاخانہ پاک تھا۔ بلکہ موجب شفا۔

حضور علیہ السلام ہی کے موئے مبارک بالاتفاق پاک تھے۔

حضور علیہ السلام ہی ہر مکروہ کام سے پاک تھے۔

حضور علیہ السلام ہی کی ازواج مطہرات میں سے کسی کو قذف کرنا موجب قتل ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی مہر کے کلمات کندہ اور کسی کو اپنے مہر میں کندہ کرانا حرام ہے۔

حضور علیہ السلام ہی اپنے آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے۔

حضور علیہ السلام ہی رات کو دن کی طرح اور اندھیرے میں روشنی کی طرح دیکھتے تھے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام ہی کا آب دہن کھارے پانی کو میٹھا کرتا تھا۔
حضور علیہ السلام ہی کی بغل مبارک خوشبودار سفید رنگ تھی خوشبو کی جگہ بدبو اور گورے رنگ کی جگہ کالا رنگ کبھی نہیں ہوتا تھا۔
حضور علیہ السلام ہی کی چشم مبارک آرام کے وقت بغیر چشم دل کے سوتی تھی۔ یعنی آپ کا سونا آرام کا تھا نہ غفلت کا۔
حضور علیہ السلام ہی کا پسینہ مبارک نہایت خوشبوناک تھا۔
حضور علیہ السلام چلنے بیٹھنے کے وقت تمام لوگوں سے اونچے معلوم ہوتے تھے۔
حضور علیہ السلام ہی کا سایۂ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔
حضور علیہ السلام ہی کے جامہ مبارک پر مکھی کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔
حضور علیہ السلام ہی کے لئے چلتے وقت زمین سکڑ جاتی تھی۔
حضور علیہ السلام ہی کو چالیس آدمی کی قوت عنایت ہوئی تھی۔
حضور علیہ السلام ہی کی نسل میں حضرت آدم علیہ السلام تک کبھی زنا نہیں ہوا۔
حضور علیہ السلام ہی کی پیدائش کے وقت تمام روئے زمین کے بت جھک گئے۔
حضور علیہ السلام ہی کی پیدائش کے وقت سربسجدہ ہوئے

Marfat.com

اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اُٹھائی۔

حضور علیہ السلام ہی کا جھولا فرشتے جھلاتے تھے۔

حضور علیہ السلام ہی سے چاند جھولی میں باتیں کرتا۔ اور آپکے اشارہ کے موافق جُھک جاتا تھا۔ آپ ہی کو موسم گرما میں دھوپ کے وقت ابر سایہ کرتا تھا۔

حضور علیہ السلام ہی کی جانب میوہ دار اور سایہ کا درخت جُھک جاتا تھا۔ جب آپ اس طرف متوجہ ہوتے تھے۔

حضور علیہ السلام ہی کو خدائے تعالیٰ بھوک پیاس کی حالت میں اپنے نور سے سیر و سیراب کر دیتا تھا۔

حضور علیہ السلام پر مسلمانوں نے بدون امام کے گروہ گروہ بغیر دعا ماثورہ کے نماز جنازہ پڑھی۔

حضور علیہ السلام ہی بغیر دفن کے تین روز تک رکھے گئے بخلاف اور لوگوں کے کہ اُن کو جلدی دفن کر دینے کا حکم ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی لحد مبارک میں چادر بچھائی گئی تھی۔

حضور علیہ السلام ہی کی وفات شریف کے دن روئے زمین پر اندھیرا ہو گیا۔

حضور علیہ السلام ہی کی قبر شریف پر ایک فرشتہ اس خدمت پر

Marfat.com

مامور ہے کہ درود شریف بھیجنے والوں کے درود شریف آپکو پہنچاتا ہے
حضور علیہ السلام ہی اہل دل کے درود شریف کو بلاواسطہ خود سنتے ہیں۔
حضور علیہ السلام ہی کی خدمت میں امت مرحومہ کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔
حضور علیہ السلام ہی قبر شریف میں اپنی امت مرحومہ کے واسطے بخشش چاہتے ہیں۔
حضور علیہ السلام کے وجود مبارک کو ہر ایک قبر میں میت پر حاضر کر کے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون شخص ہے۔
حضور علیہ السلام ہی کی زیارت خواب میں واقعی زیارت ہے اس لئے کہ شیطان کو مجال نہیں کہ آپ کی شکل بنے۔
حضور علیہ السلام ہی کے حکم کا امتثال جو خواب میں ہو واجب ہے
حضور علیہ السلام ہی کی احادیث شریفہ کا پڑھنا مانند قرآن شریف کے موجب ثواب وازدیاد برکت ہے۔
حضور علیہ السلام ہی کے اسم مبارک کے ساتھ نام رکھنا برکت دنیویہ واخرویہ کا موجب ہے۔اور باعث ثواب۔
حضور علیہ السلام ہی کی حدیث شریف پڑھتے وقت غسل کرنا

Marfat.com

خوشبو لگانا مستحب ہے۔

حضور علیہ السلام ہی کی حدیث شریف پڑھتے وقت پڑھنے والے کو کسی کی تعظیم کے واسطے اٹھنا نہیں چاہیئے۔

حضور علیہ السلام ہی کی حدیث شریف کے حامل حضرات محدثین کے چہرے قیامت کو روشن و نورانی ہونگے۔

حضور علیہ السلام ہی کی زیارت سے حالت ایمان میں گو ایک لحظہ ہی ہو صحابی کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ — اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِیْ

دستگیری کیجئے میرے ولی — کشمکش میں تم ہو میرے نبی

لَیْسَ لِیْ مَلْجَا سِوَاکَ اَغِثْ — مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غَشَّنِی الدَّهْرُ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ — کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

لَیْسَ لِیْ طَاعَۃٌ وَّلَا عَمَلٌ — بَیْدَ حُبِّیْكَ فَهُوَ لِیْ عَتَدِیْ

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس — ہے مگر دل میں محبت آپ کی

یَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُكَ لِیْ — مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحِدِیْ

میں ہوں بس اور آپکا در یا رسولؐ — ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

Marfat.com

جُدْ بِلُقْيَاكَ فِي الْمَنَامِ وَكُنْ سَاتِرًا لِلذُّنُوبِ وَالْفَنَدِ

خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے اور میرے عیبوں کو کر دیجئے خفی

أَنْتَ عَافٍ أَبَرُّ خَلْقِ اللهِ وَمُقِيلُ الْعِثَارِ وَاللَّدَدِ

درگذر کرنا خطاؤ عیب سے سب سے بڑھ کر یہ خصلت آپکی

رَحْمَةً لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً بَلْ خُصُوصًا لِكُلِّ ذِي أَوَدِ

سب خلائق کیلئے رحمت ہیں آپ خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

لَيْتَنِي كُنْتُ تُرْبَ طَيْبَتِكُمْ فَالْتَثَمْتُ النِّعَالَ ذَاكَ قَدِي

کاش ہوجاتا مدینہ کی میں خاک خاک بوسی ہوتی کافی آپ کی

فَأُصَلِّي عَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ

آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا حضرت حق کی طرف سے دائمی

بِعَدَادِ الرِّمَالِ وَالْأَنْفَاسِ وَالنَّبَاتِ الْكَثِيرِ مُنْتَضِدِ

جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس اور بھی ہے جس قدر روئیدگی

وَعَلَى الْآلِ كُلِّهِمْ أَبَدًا بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَى الْأَمَدِ

اور تمہاری آل پر اور اصحاب پر تا بقائے عمر دار اخروی

۱۳ ھ ۴۴

بقلم محمد انور خوشنویس لین آبادی
حال وارد لاہور چوک متی

سنہ ۱۹۲۵ء
ماہ مارچ

اِشتہار

نماز حنفی مدلّل

اس کتاب میں دلائل قرآن وحدیث سے
عام مسائل نماز مذہب حنفیہ کے ہر ایک
مسئلہ کو ثابت کیا گیا ہے اور بالتصریح اخلاقی
مسائل کے متعلق بحث کیگئی ہے نہایت
جامع ومفید کتاب ہے قیمت ... عمہ

ملنے کا پتہ

ملک دین محمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

ہماری تجارت تھوڑے منافع

اور

زیادہ بکری پر منحصر ہے

لہذا

ہماری دوکان میں ہر قسم کی کتابیں عربی فارسی اردو درسی و طبّی کے علاوہ ہر قسم کے قرآن مجید مترجم و معرا جلی قلم و نیز ہر قسم کی حمائلیں۔ قاعدے۔ سیپارے پنجسورے اور وظائف و قطعات ہر قسم مل سکتے ہیں۔

المشتہر

ملک دین محمد تاجر کتب کشمیری بازار

لاہور

Marfat.com

وفود کا حاضر ہونا

فہرست وفود

مرض الموت وفات ۱۸۰

زیارت روضہ مقدسہ ۱۹۰

حیات النبی ۱۹۲

وجوب زیارت روضہ مبارک ۱۹۵

آداب زیارت ۲۰۱

آپ کا طعام

آپ کی تنگئ معیشت

آپ کی خوش گزرانی

آپ کا کلام

آپ کا لباس

آپ کا اخلاق

حضور علیہ السلام

Marfat.com

حدیبیہ کی صلح ۱۱۵

خطوط اور تحریری دعوت کا کام ۱۱۹

شاہ روم ہرقل کے نام خط ״

کسریٰ فارس کے نام فرمان ۱۲۱

نجاشی کے نام فرمان ۱۲۳

مقوقس کے نام فرمان ۱۲۶

منذر بن ساوی کے نام فرمان ۱۲۸

شاہ عمان کے نام فرمان ۱۳۰

شاہ یمامہ کے نام فرمان ۷۳۱

شاہ دمشق کے نام فرمان ״

جبلہ غسانی اور شاہ یمن کے نام فرمان ۱۳۲

خیبر کی لڑائی ״

فتح مکہ معظمہ ۱۳۷

غزوہ حنین ۱۴۷

غزوہ تبوک ۱۵۱

مسجد ضرار ۱۵۴

زینب کا حج۔ وفات ام کلثوم ۱۵۷

حجۃ الوداع ״

Marfat.com